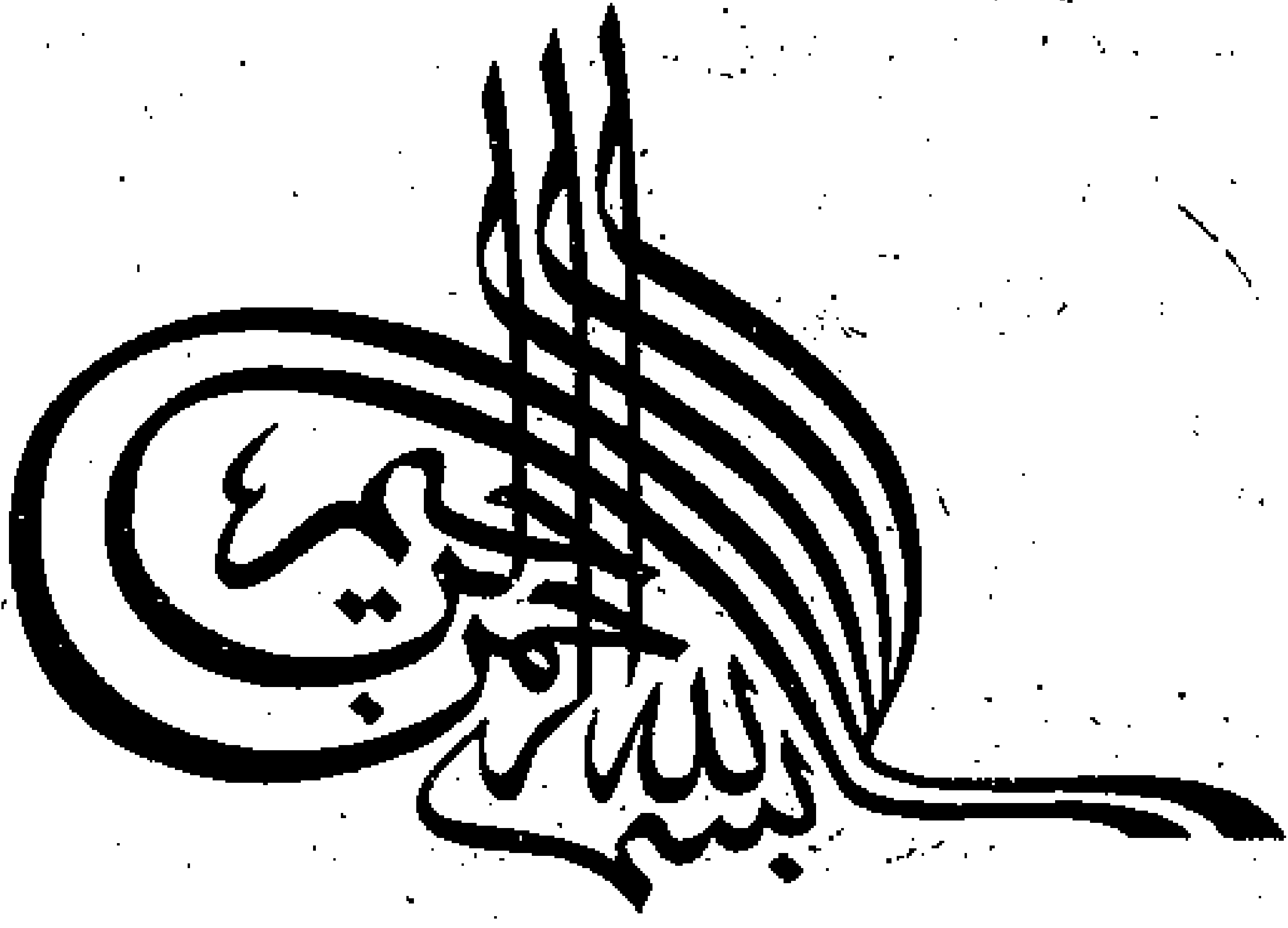
کلیاتِ بیدم وارثی



بیدم وارثی



کلیات بیدم وارثی

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور 37355743
مکتبہ العلم 17 اردو بازار لاہور 37211788
اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ لاہور 37223506
مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور 37230350
علم و عرفان پبلی کیشنز اردو بازار لاہور 37232336
منیر برادرز مین بازار جہلم
سعید بک بینک اسلام آباد
احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی
بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
چوہدری بک ڈپو مین بازار دینہ
ضیاء القرآن پبلشرز گنج بخش روڈ لاہور
کتاب گھر علامہ اقبال روڈ راولپنڈی
نیو الیاس کتب محل کچہری بازار جڑانوالہ
ادریس کتاب محل مین بازار منڈی سمڑیال
عمر بک سنٹر جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر 653057
چغتائی بک ڈپو پودھڑیال آزاد کشمیر
اتفاق بک ڈپو بھلوال
کواٹی ڈیپارٹمنٹل سٹور کالج روڈ بورے والا 3355889
شاہین بک ہاؤس منڈی بہاؤالدین
بختار سنز قصہ خوانی بازار پشاور
بلال بک ڈپو گجرات
الفضل کتاب گھر میرپور آزاد کشمیر
مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد 2278843-5
جہانگیر بک ڈپو لاہور 37220897
سعد پبلی کیشنز فسٹ فلور اردو بازار لاہور 37122943
مسلم بک لینڈ بینک روڈ مظفر آباد
یونائیٹڈ بک ہاؤس کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین
نیو وہاڑی کتاب گھر جناح روڈ وہاڑی 62310
الکریم نیوز ایجنسی گول چوک اوکاڑہ
شائلہ بک ایجنسی محلہ چوہدری پارک ٹوبہ ٹیک سنگھ
ڈار برادرز تحصیل بازار جہلم
فضلی سنز اردو بازار کراچی
کھوکھر بک سٹال مسلم بازار، گجرات
مکتبہ رشیدیہ چکوال
بٹ بک ڈپو جہلم
اشفاق بک ڈپو پاڑیاں والہ

بلال کاپی ہاؤس لیاقت روڈ میاں چنوں 662650
میاں ندیم مین بازار جہلم 0544-621126
دارالادب تلمبہ روڈ میاں چنوں الرحمت سٹیشنری ڈسکہ
اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک راولپنڈی
شمع بک ایجنسی فیصل آباد
رضا لائبریری شاہ کوٹ
ہاشمی برادرز کتب و رسائل گوردت سنگھ روڈ کوئٹہ
الیاس بک ڈپو جلال پور جٹاں
کارواں بک سنٹر بہاولپور
الاخوان القادری، مسندی کارنر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
اسلامی کتب خانہ حافظ آباد
خان بک ڈپو حافظ آباد
نظامی کتب خانہ پاکپتن شریف
شکیل بک ڈپو سمندری
خالد کتاب محل اوگرگی سیالکوٹ روڈ
لاثانی لائبریری ربوہ
زمان لائبریری ربوہ
سلیمی بک ڈپو احمد پور شرقیہ
جالندھر بک ڈپو ڈسکہ
بک ٹاؤن ایف-10 مرکز اسلام آباد 2299604
پاکستان بک ڈپو مین بازار جلال پور جٹاں
کارنر سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں 510274
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ 061-510444
صابر بک سٹال نسبت روڈ لاہور 37230780
کارواں بک سنٹر ملتان کینٹ
گل قریب پبلی کیشنز لاہور 37320318
علمی بک ہاؤس لاہور
عزیز سٹیشنری مارٹ مین بازار کھاریاں
کتاب سرائے الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور
سلطان بک پیلس گجرات پنجاب بک ڈپو سرکلر روڈ گجرات
حافظ بک ایجنسی اقبال روڈ سیالکوٹ
وارث سنز بک ڈپو صرافہ بازار پنڈ دادنخان جہلم
کارواں بک سنٹر بہاولپور
مکہ بک سنٹر جلال جٹاں
مکتبہ کشمیر لالہ موسیٰ
رائل بک سنٹر چوک نواب گجرات

کلیاتِ

بیدم وارثی

''معروف بہ مصحفِ بیدم''

''ارمغانِ بیدم''

سراج الشعرا بیدم وارثی

خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور
فون: 37211468 - 37314169

نام کتاب : کلیاتِ بیدم وارثی
شاعر : سراج الشعرا بیدم وارثی
اہتمام : محمد نذیر، طاہر نذیر
مطبع : ریاض شہباز پرنٹرز، لاہور
قیمت : 600/- روپے

ناکام کو کامیاب کرنے والے

قطرے کو دُرِ خوشاب کرنے والے

بیدمؔ کی بھی قسمت کا ستارہ چمکا

اے ذرّے کو آفتاب کرنے والے



ترتیب

عنوان	صفحہ

”معروف بہ مصحفِ بیدم“

- پیش کش 37
- دیباچہ از خامہ حقیقت نگار معین الملت مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہ 39
- تقریظ از قلم معجز رقم رئیس العلماء حضرت مولانا محمد صبغتہ اللہ صاحب شہید انصاری رزاقی القادری، فرنگی محل لکھنؤ 40
- تقریظ از کامل الفن نقادِ سخن حضرت علامہ بیخود صاحب موہانی ایم اے پروفیسر شیعہ کالج لکھنؤ 43
- تقریظ سخن از سخنور یکتا لسان الحقیقت حضرت مولانا سیّد افقر صاحب موہانی وارثی مالک و مدیر جام جہاں نما لکھنؤ 46
- تقریظ و تعارف از نقاش معانی حضرت علامہ حکیم ابو العلا صاحب ناطق لکھنوی 49

❁ تقریظ از مصورِ جذبات حضرت ڈاکٹر متین صاحب
قزلباش صدر انجمن بہارستان ادب لکھنؤ 51
❁ تقریظ از فصح الفصحا حضرت مولانا
شفق صاحب عماد پوری صوبہ بہار 52
❁ تقریظ از فخر الاطبا وحید العصر عالم علوم صوری و معنوی
حضرت مولوی حکیم سیّد احمد صاحب احمد وارثی لکھنؤ 55
❁ باب السلام 58
❁ پیامِ سلام، بحضور شہنشاہِ کونین سرکار امام الاولیاء
وارث پاک روح اللہ روحہٗ 59
❁ سلامِ شوق 60
❁ سلامِ مقبول 62
❁ سلامِ نیاز 63
❁ سلامِ مہجور 64
❁ رباعی 69
❁ آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم 70
❁ یہ ادنیٰ ہے وصفِ کمالِ محمدؐ 71

- عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسولؐ 72
- محشر میں محمدؐ کا عنوان نرالا ہے 73
- قبلہ و کعبہ ایمان رسولِ عربیؐ 75
- ادا کی لے رہی ہے عرش کی پہلونشیں ہوکر 77
- ماہِ درخشاں نیرّ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم 78
- سراجاً منیراً نگارِ مدینہ 79
- شوقِ دیدار میں اب جی پہ مرے آن بنی 80
- کیا پوچھتے ہو گرمیِ بازارِ مصطفیٰؐ 81
- مناقب امام الطائفہ

  حضرتِ سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہٗ 82
- کعبۂ دِل قبلۂ جاں طاقِ ابروئے علیؓ 83
- مدح حضرت غوث الاعظم محی الدینؓ

  شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ 84
- پھر دِل میں مرے آئی یادِ شہِ جیلانی 85

  جان پر بن گئی اب آیئے شیئاً للہ 86
- مدح حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ 87
❁ پیمانہ پہ دے بھر کر پیمانہ معین الدینؒ 89
❁ مدح حضرت شیخ المشائخ سلطان الدارین
خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ 90
❁ وہی دیتے ہیں مجھ کو اور انہیں سے مانگتا ہوں میں 91
❁ مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیان
خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ 92
❁ دلبرِ خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ 93
❁ چادر شریف 95
❁ مدح حضرت شیخ الشیوخ مخدوم
شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحب توشہ قدس سرہٗ 96
❁ مدح محبوب جل و اعلیٰ
حضرت سیدنا امیر ابوالعلا احراری اکبرآبادی قدس سرہٗ 97
❁ مدح حضرت شاہ عبدالمنعم
کنزالمعرفت قادری شاہ ولایت دیوہ شریفؒ 98
❁ چادر شریف 100

❁ مدح حضرت امام الاولیاء

سیّدنا وارث پاک طاب اللہ ثراوہ نور اللہ ضریحہٗ 101

❁ ہے روزِ الست سے اپنی صدا وارثؒ مجھ میں مَیں وارثؒ میں 102

❁ بلائے جاں ہے حسنِ رُوئے وارث 103

❁ مرے دِل کا دِل جان کی جان وارث 103

❁ ہے آئینۂ پنجتن شانِ وارث 104

❁ ابن حسین و آلِ نبی وارثِ علیؑ 105

❁ مہمان ہے خدا کا ہر مہمانِ وارث 106

❁ فدا ہے جان تو دِل مبتلائے وارث ہے 107

❁ قدسیوں میں ہے شمارِ خادمانِ وارثی 108

❁ تری سرکار ہے عالی مرے وارث مرے والی 109

❁ دِل اڑائے لئے جاتی ہے ہوا دیوے کی 110

❁ فضل خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاء 111

❁ تمہید تمنا ہے نہ عنوانِ تمنا 112

❁ ترے جلووں کی نیرنگی سے دِل ہے منتشر اپنا 114

❁ نہ محرابِ حرم سمجھے نہ جانے طاقِ بتخانہ 116

❁ مرے دردِ نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو 118
❁ مرے ہوتے ہوئے کوئی شریکِ امتحاں کیوں ہو 120
❁ یہ نہیں معلوم کوئی زینتِ آغوش ہے 121
❁ کاش مری جبین شوق سجدوں سے سرفراز ہو 122
❁ میں اور حسنِ یار کا جلوہ لئے ہوئے 123
❁ کاش سمجھے مرا سوزِ غمِ پنہاں کوئی 124
❁ میری تربت پہ ہے انگشت بدنداں کوئی 126
❁ ہتھیلی پر لئے سر عشق کے دربار میں آیا 127
❁ قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی 128
❁ چومی رکاب اُٹھ کے کسی شہسوار کی 129
❁ دِلِ وحشی مرا شیدائے زُلفِ عنبریں ہوکر 131
❁ دِل کو میرے جلوہ گاہِ روئے روشن کر دیا 132
❁ طور والے تری تنویر لئے بیٹھے ہیں 133
❁ بھر دیا دامنِ مراد رُخ سے نقاب اُٹھا دیا 134
❁ محمل کے قریں رہ کر مجنوں تو رہے محروم 135
❁ پہلو میں دِل ہے دِل میں تمنائے یار ہے 137

❁ گھونگھٹ اُس رُخ سے گر جدا رہو جائے 138

❁ اس کو دُنیا اور نہ عقبیٰ چاہئے 139

❁ ساتھ دے کون ترے عشق میں وحشت کے سوا 141

❁ بیگانگیٔ دِل کے افسانے کو کیا کہیے 142

❁ سورج کی کرن یا کاہکشاں یا عقدِ ثریا سہرا ہے 143

❁ ان کے ناوک آکے سینہ میں مرے کیا دیکھتے 144

❁ غمزہ پیکاں ہوا جاتا ہے 145

❁ اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے 146

❁ ذرّہ ذرّہ سے ترا حسن نمایاں ہو جائے 148

❁ جنابِ وارثِ آلِ عبا کی چادر ہے 149

❁ یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بنا ڈالی 150

❁ قلبِ مضطر سے سنی جب داستانِ آرزو 151

❁ تیغ کھینچی اس نے اور تیور بدل کر رہ گیا 152

❁ کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالۂ شب گیر کا 154

❁ خیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں 156

❁ جس جگہ دِل ہے وہیں یار کا پیکان بھی ہے 157

❀ کعبہ کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہئے 159
❀ جب خیالِ یار کا مسکن مرا سینہ ہوا 160
❀ سنانے کو ہیں مبتلائے محبت 162
❀ تجھ سے پاتے نہیں اے دوست یہ منزل خالی 163
❀ صبر آئے کس طرح ترے قول و قرار پر 164
❀ دِل تاک رہی ہے تری دز دیدہ نظر آج 165
❀ گلزارِ محبت کی فضا میرے لئے ہے 167
❀ ہم بھی ہوں یار بھی ہو لطفِ ملاقات بھی ہو 168
❀ وہ کیا نہیں کرتے ہیں، وہ کیا کر نہیں سکتے 169
❀ کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے 170
❀ دِل میں جو ترے تیرِ نظر آئے ہوئے ہیں 171
❀ شمعِ حرمِ جاں ہے یا مشعلِ بت خانہ 172
❀ اِک ذرا سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا 174
❀ دِل کی دُنیا کا ہر اِک گوشہ منور ہو گیا 177
❀ تجلی رُخِ روشن کا کیا ٹھکانا تھا 178
❀ کچھ گلہ اُس سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخِ پیر کا 179

- وہ جام کیوں مجھے پیرِ مغاں نہیں ملتا 180
- تم ملو میری قسمت رسا ہو 182
- تم خفا ہو تو اچھا خفا ہو 182
- کھینچی ہے تصور میں تصویرِ ہم آغوشی 184
- شادی و الم سب سے حاصل ہے سبکدوشی 186
- ہے رُخ کا پہلو نشین سہرا 187
- بت خانے میں کعبہ کی تنویر نظر آئی 188
- مبارک باد 189
- دُشمن کی دُعا جا کے پھرے بابِ اثر سے 190
- غش ہوئے جاتے ہو کیوں طور پہ موسیٰ دیکھو 191
- ہے کوچۂ اُلفت میں وحشت کی فراوانی 193
- میں غش میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش 194
- یہ بت جو کعبۂ دِل کو کسی کی ڈھا دیں گے 195
- تیری چشمِ مست کا ساقی اثر آنکھوں میں ہے 197
- ہم دادِ وفا لیں گے وہ دادِ وفا دیں گے 198
- کتنا سکونِ خاص تھا دستِ حسین ساز میں 200

- نہ نکلے ہیں نہ یوں نکلیں تمہارے تیر کے ٹکڑے 201
- میں کیا کہوں کہ کیا نگہِ فتنہ گر میں ہے 202
- اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے 204
- اسیری میں اُٹھائے لطف باغِ آشنائی کے 206
- سنبھل سنبھل کے وہ کرتے ہیں وار چتون کے 207
- ہم اپنے طالعِ خفتہ کو جب بیدار دیکھیں گے 208
- دُنیا کی کچھ خبر تھی نہ عقبیٰ کا ہوش تھا 209
- داروئے دردِ نہاں راحتِ جانی صنما 210
- یہاں تو چھپنے والوں کو ہمیں دو چار دیکھیں گے 211
- رُخِ نوشاہ قرآن ہے تو بسم اللہ کا سہرا 212
- زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق 213
- دُشمن کے پر کترتا ہے میرا بیانِ شوق 214
- ادا پر تری دِل ہے آنے کے قابل 215
- مبارک ساقیٔ رمستاں مبارک 216
- اگر کعبہ کا رُخ بھی جانب میخانہ ہو جائے 217
- کہیں محشر میں بھی وہ مائل پروانہ ہو جائے 219

- وہ پردے سے نہیں نکلے تو کیا جانِ حزیں نکلی 220
- آنکھوں کی راہ سے مرے دِل میں اُتر گئی 221
- فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھر گئی 223
- جب سے دِل کشمکشِ گیسو و رُخسار میں ہے 224
- لانہیں سکتا اُنہیں شورِ قیامت ہوش میں 226
- نکلے ہیں سج کے حجلہ نشینانِ اضطراب 227
- یوں ہر اک جلوہ میں ہے جلوہ نما کی صورت 228
- کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے 229
- ہے دِلِ محزوں مکانِ دردِ دِل 230
- قیس کوئے لیلیٰ میں جب پئے نماز آیا 231
- ہلاک تیغِ جفا یا شہید ناز کرے 232
- حال ابتر ہے ہجر میں دِل کا 233
- ہوا ختم ہستی کا میری فسانہ 235
- نورِ نظر احمد مختار کی چادر 236
- سہارا موجوں کا لے لے کے بڑھ رہا ہوں میں 237
- بحال خستہ وگم کردہ راہے 239

- سینہ میں دِل ہے دِل میں داغ داغ میں سوز و سازِ عشق 240
- جو دیتا ہے تو ایسا جام دے پیرِ مغاں مجھ کو 241
- وہ گھبرائے کچھ ایسے آج میرے شور و شیون سے 243
- لڑکھڑاتا کیوں ہے آخر بزم میں پیمانہ آج 244
- ہے لیلٰی زیبِ محمل اور یادِ قیس ہے دِل میں 246
- کام میرا کسی تدبیر سے آساں نہ ہوا 247
- ہم میکدے سے مر کے بھی باہر نہ جائیں گے 248
- یہ خسروی و شوکتِ شاہانہ مبارک 249
- اس طرف بھی کرم اے رشکِ مسیحا کرنا 250
- یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیضِ مے پرستی ہے 252
- کیا سنائے مبتلائے دردِ دِل 254
- کون سا گھر ہے کہ اے جاں نہیں کاشانہ ترا 255
- حشر بھی یوں ہی جائے گا اے دِل بے قرار کیا 257
- تیرے خیال میں دِل دُنیا کو دیکھتا ہے 258
- بت بھی اس میں رہتے تھے دِل یار کا بھی کاشانہ تھا 259
- محشر کو پائمال کرے یا بپا کرے 261

- پڑا ہے نوشہ کے رُخ پر نقاب سہرے کا 263
- مہماں ہے خیال رُخِ جانانہ کسی کا 264
- ترے کمال ستم کی یہ یادگار رہے 265
- وہ چلے جھٹک کے دامن مرے دستِ ناتواں سے 267
- خیال ہے کہ انہیں بے نقاب دیکھیں گے 269
- اُس سنگِ آستاں پہ جبینِ نیاز ہے 271
- موت کی ہچکی کے آتے ہی رشتۂ دُنیا ٹوٹ گیا 272
- جس طرف دیکھتا ہوں جلوۂ جانانہ ہے 273
- دُشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یار آ ہی گیا 274
- بہار جن کے لئے ہے انہیں بہار بسنت 275
- ساقی نے جسے چاہا مستانہ بنا ڈالا 276
- گلی کو ہم تیری دارالاماں سمجھتے ہیں 277
- جام غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے 278
- کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں 279
- ہاں یاد ہے وہ موسمِ دیوانہ گر مجھے 280
- اُٹھتا ہوا ہستی کا پردہ نظر آتا ہے 282

❁ گل کا کیا جو چاک گریباں بہار نے 283
❁ مجھے شکوہ نہیں برباد رکھ برباد رہنے دے 284
❁ مجھے جلووں کی اس کے تمیز ہو گیا 285
❁ بہار آتے ہی لائیں رنگ ٹھنڈی گرمیاں میری 285
❁ دردِ دِل اُٹھا ہے محفل میں بٹھانے کے لئے 284
❁ چھڑا پہلے پہل جب سازِ ہستی 288
❁ مرا وقار یہ وقتِ وداعِ جاں ہوتا 289
❁ نہ کنشت وکلیسا سے کام ہمیں درِ دیر نہ بیتِ حرم سے غرض 291
❁ جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے 291
❁ ناز والے اب تجھے کیوں ناز ہے 293
❁ ہر طرف ساغر بکف ہیں میکسارانِ بہار 294
❁ یاد ایام کہ جستجو زینتِ آغوش تھا 295
❁ برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلماں کرنا 296
❁ سرکار پہ ہونے کو ہیں قربان ہزاروں 298
❁ یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے 299
❁ بتا ہی دیں تجھے زاہد کہاں سے آتے ہیں 301

- نہ جانے میری لحد پر کہاں سے آتے ہیں 302
- اللہ اللہ عروجِ حسنِ مجاز 304
- نہ سنو میرے نالے ہیں درد بھرے دار داثرے آہ سحرے...... 305
- تصور میں کسی کا زینتِ آغوش ہو جانا 306
- چمن میں ذِکرِ گل سن کر سراپا گوش ہو جانا 307
- جانبِ میکدہ آ نکلے ہیں مستانے چند 308
- تمہارے ہی ہونے سے آباد ہے 309
- میری نظروں میں کوئی مستِ خرام ناز تھا 310
- وہ بھی اس غارت گرِ جاں کا شریکِ راز تھا 312
- کیے جا شکر قسمت کا گلہ کیا 313
- رنگِ تاثیر محبت یوں دکھانا چاہیے 315
- پردے اُٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے 316
- آتا شبِ وعدہ وہ ستم کیش ادھر کاش 317
- سرخیلِ عاشقاں ہوئے سردار ہو گئے 318
- سرِ مقتل سنا ہے بہرِ قتلِ عام آتا ہے 319
- اپنے دیدار کی حسرت میں تو مجھ کو سراپا دِل کر دے 320

❁ کبھی یہاں لئے ہوئے کبھی وہاں لئے ہوئے 321
❁ میں یار کا جلوہ ہوں 322
❁ پیری میں ہے جذبات محبت کا مزا خاص 323
❁ مکینِ دِل نہ سمجھے پردہ دارِ لامکاں سمجھے 324
❁ نہ گل کا راز جانے تو نہ بلبل کی زباں سمجھے 326
❁ مر کے بھی دِل نے اِک قیامت کی 327
❁ جہاں پر ختم ہوتی ہیں حدیں دُنیائے امکاں کی 328
❁ رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسوائیاں میری 330
❁ منکشف تجھ پہ اگر اپنی حقیقت ہو جائے 332
❁ زہے نصیب تری خاکِ آستاں ہوں میں 334
❁ سجدہ اسی کا سجدہ ہو سر وہی سرفراز ہو 335
❁ قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آشیاں تک ہے 336
❁ بے پردہ زُلف بدوش کوئی جب عرصۂ حشر میں آئے گا 339

"کلامِ پوربی بھاشا"

❁ برہا بروگ 340
❁ اب آن پڑی ہے موری منجدھار میں نیا 346

❁ اج موتین سہرا گوندھاؤں گی 347

❁ میرے وارث جگ اوجیالے تم پہ لاکھوں سلام 350

❁ خواجگاں کے جھرمٹ میں اِک وارث چھیل چھبیلا ہو 352

❁ ہولی 352

❁ داروہ 353

❁ شجرۂ وارثیہ نسب نامۂ عالیہ 354

❁ مقطع فقیر مصنف 356

❁ شجرۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ وارثیہ 357

❁ شجرۂ طیبہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ 361

قطعات تاریخ

❁ قطعہ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر
حضرت جلیل جانشین امیر مینائی 364

❁ قطعہ تاریخ ترتیب از ناخدائے سخن نوح ناروی
جانشین حضرت داغ دہلوی 365

❁ قطعہ تاریخ از سرآمد شعرائے پنجاب
پیرزادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری اثر جالندھری 365

❀ دادرا نعتیہ 367

❀ دادرا دیگر 368

❀ دیگر 369

❀ غزل بھاشا 370

❀ بھجن 371

❀ بھجن دیگر 373

❀ ہولی 374

❀ ہولی 375

❀ ٹھمری 376

❀ دادرا 377

❀ گاگر 378

❀ بھجن 379

❀ بھجن 380

❀ چیت 382

❀ چیت دیگر 382

"ارمغانِ بیدم"

❁ عذرِ مصنف 385

❁ نہ مسجودِ ملائک حضرت آدم کبھی ہوتے 387

❁ میکدے تیرے تری مسجد صنم خانہ ترا 387

❁ تم شاہِ ولایت ہو امیر دوسرا ہو 389

❁ اے بادشاہ لافتا اے تاجدار ہل اتیٰ 390

❁ بنتی نہیں بنائے حالت مری بُری ہے 391

❁ ہوا ہے اور نہ ہوگا تم سا شاہ بحر و بر پیدا 392

❁ گلبن باغ نبی سرور ریاض حیدری 393

❁ محی الدینؒ سلطان السلاطین غوث صمدانی 394

❁ فانی ذات پیمبرؐ حضرتِ پیرانِ پیر 394

❁ حد سے گزری جاتی ہے تکلیفِ روحانی مری 396

❁ بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز 397

❁ ہفت آسماں ہیں فرشِ نعالِ ابوالعلا 398

❁ شمع ایوانِ رسالت وارثؒ 400

❁ جاں ہے فدائے وارث دل مبتلائے وارث 402

❁ مجھے پا کر ضعیف و ناتواں سب کی بن آئی ہے 403
❁ جس کو دیکھا یار تیرا عاشق نادیدہ ہے 404
❁ دیدۂ دیدار جو ہر حال میں نادیدہ ہے 405
❁ چلا ہوں آج یہ سوغات لے کر ان کی محفل میں 406
❁ ترے تیرِ نظر آئے تو یوں آئے مرے دل میں 409
❁ یہ اثر کیا کم ہمارے جذبۂ کامل کا ہے 411
❁ دل ہی کھو بیٹھے دل لگی کیسی 412
❁ مستزاد 413
❁ پیمانِ وفاداری میزان محبت ہے 415
❁ حجت ہے وفاداری برہان محبت ہے 417
❁ اگر محشر کی ٹھہری ہے تو محشر ہی بپا ہوتا 418
❁ نقاب رُخ اُلٹ کر تو جو خنجر آزما ہوتا 420
❁ غزل فرمائشی 423
❁ مریضِ غم کو کسی طرح سے شفا دینا 424
❁ جستجو کرتے ہی کرتے کھو گیا 425
❁ دیدۂ نرگس سے پوچھے کوئی حیرانی مری 426

❁ آنکھوں نے راز کھولے بہکی زبان ہماری 427
❁ مل گئے جب تو فرق ہی کیا تھا 428
❁ کچھ خیر تو ہے آپ کدھر دیکھ رہے ہیں 429
❁ حسرتِ دل بھی نکل آئی ترے تیر کے ساتھ 430
❁ جام کی صورت چلے اور چل کے محفل میں رہے 432
❁ اتنا تو اثر آج دکھائیں مرے نالے 433
❁ اللہ رے فیض ایک جہاں مستفید ہے 434
❁ کعبے کو کون جائے کہ منزل بعید ہے 436
❁ کیا گلہ اس کا کہ مرا دل گیا 439
❁ ان بن رہے گی کب تک کب تک ٹھنی رہے گی 440
❁ کر گئی کام کچھ خبر نہ ہوئی 441
❁ جب ایسی ہی تمہاری بے اعتنائیاں ہیں 442
❁ پوچھ اے شیخ کسی مردِ خوش اوقات کی رات 443
❁ پہلے شرما کے مار ڈالا 444
❁ دمِ آخر بھی وہ تسکین دیے جاتے ہیں 446
❁ آنکھ ملتے ہی دل مرا نہ رہا 447

❁ پاس ادب مجھے انہیں شرم وحیا نہ ہو 448
❁ سن کرتری اے پیر مغاں ہمت عالی 449
❁ ذرا سی پیالی میں کر دے زیادہ 451
❁ یہ قطرہ آج جو قطرہ ہے کل دریا میں شامل تھا 452
❁ مجھ سے چھپ کر مرے ارمانوں کو برباد نہ کر 452
❁ سبھی کا حضرتِ دل احترام کرتے ہیں 454
❁ ان کے تیور چڑھیں کسی کیلئے 455
❁ دل کوچۂ گیسو میں پہنچ کر نہیں ملتا 456
❁ بن گئی جی پر مصیبت آ گئی 457
❁ پا زنجیر جنون زلفِ سیہ فام نہ کر 458
❁ اک قطرہ آب ہے تو یا بوند بھر لہو ہے 458
❁ اب جانے کو فردوس میں دل کیوں مرا چاہے 459
❁ سب حقیقت کھول کر رکھ دوں ابھی بیداد کی 461
❁ قصرِ جاناں تک رسائی ہو کسی تدبیر سے 463
❁ حلقہ بگوش گیسوئے خمدار ہو گیا 464
❁ دم میں مریضِ غم کا ترے کام ہو گیا 465

- جھک کے ساغر سے گلے ملنا ہے پیمانے کی عید 466
- جو دی تھی شبلی و منصور کو وہی شے لا 466
- نہ تو اپنے گھر میں قرار ہے نہ تری گلی میں قیام ہے 468
- بتوں پر مر مٹے دھوکا دیا ساری خدائی کو 470
- بتائے دیتی ہے بے پوچھے راز سب دل کے 470
- کبھی گیسو کے کبھی عاشقِ رخسار بنے 471
- اے جنوں کچھ اثرِ نالۂ سوزاں نہ ہوا 472
- دشمن آئینہ ہے مغرور کی یکتائی کا 474
- تیور چڑھائے اس نے مرا جی دہل گیا 476
- اٹھے اس رخ سے برق سینکڑوں کی جان کام آئے 477
- نہیں ممکن کہ تیرے ذکر پر آنسو نہ بہہ آئیں 478
- کوئی رونے کی بھی حد ہے دل بیقرار سوجا 478
- اٹھائے کون سوا تیرے اور ناز مرے 479
- شوق نظارہ میں اب جی پہ مرے آن کہنی 480
- دم کوئی گر صورت نقش بر آب آیا تو کیا 482
- ظالم کہاں تک آخر یہ ظلم کم نہ ہوگا 483

❁ ہم کو تری جستجو نے کھویا 484
❁ تم جان مصطفیٰ ہو بندہ نواز وارثؒ 485
❁ چٹکی سے مسلنا تمہیں زیبا تو نہیں ہے 485
❁ نگاہ پھیر لو قصہ تمام ہو جائے 487
❁ کہا تھا تیغ ادا بے نیام ہو جائے 488
❁ فروغ حسن رخ بوتراب کیا کہنا 489
❁ کیا بتاؤں کیا ہوا انداز قامت دیکھ کر 490
❁ بلبلا جوش تلاطم میں مٹا جاتا ہے 492
❁ چھوڑا بتوں کو اب ہے تعلق خدا کے ساتھ 493
❁ مدعی بنا ہے دوست دل کا مدعا ہو کر 495
❁ تم چلا دیکھو کسی دن خنجر بیداد بھی 496
❁ مستزاد 497
❁ سنتے ہیں کہ محشر جلوہ گری ہو گی 498
❁ سب منتظر ہیں اناج والے 499
❁ ہماری شکل جو دیکھی تو بھن گیا ساقی 501
❁ ساقی گھٹائیں آئیں دن آئے بہار کے 503

❁ پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں 504

❁ نہ بھرا تو نے تو ساقی کبھی پیمانے کو 505

❁ نہ رلا دورِ خزاں صورت شبنم مجھ کو 506

❁ آیا ذرّوں میں نظر نیر اعظم مجھ کو 508

❁ میں وہ بلبل ہوں کہ مر جانے پہ میرے صیاد 508

❁ یاد آ کر مجھے اے گیسوئے جاناں تم نے 511

❁ اتنا ہمیں بتلا دو پھر جور و جفا کرنا 512

❁ پینے سے کام ملے پیر خرابات مجھے 513

❁ دل لیا جان لی نہیں جاتی 515

❁ کثرت میں جو سمجھا ہے کہ وحدت ہی نہیں ہے 516

❁ کل تھی وہ آج آپ کی صورت ہی نہیں ہے 517

❁ مستزاد 519

❁ مجھی سے پوچھتے ہو میں ہی بتلا دوں کہ تم کیا ہو 520

❁ نہ آئے وہ شب وعدہ ملال ہو کہ نہ ہو 522

❁ کسی کے کاکل و رخ پر نثار ہم بھی ہیں 523

❁ ازل سے شیفتۂ روئے یار ہم بھی ہیں 524

❁ نبیؐ پیش نظر ہیں قلب میں خالق کا جلوہ ہے 526

❁ مرا دل اس پہ نازاں ہے کہ دل ہوں پر میں وہ دل ہوں 526

❁ وہی قصر وہی گلزار بھی ہے جو وہ یار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں 528

❁ جان پر بن گئی اب وقت مسیحائی ہے 529

❁ بسمل کیا نہ تیر نہ شمشیر دیکھئے 531

❁ اٹھو کہ وقت مناجات ہے مسلمانو 532

❁ خوشی کے ساتھ تحریر بھی کچھ نگاہ میں ہے 534

❁ عدو کے پھولوں کی یہ آبرو نگاہ میں ہے 536

❁ مرا اشارہ یہ خنجر سے قتل گاہ میں ہے 537

❁ قتل عاشق کیلئے جب عشق سامان لے چلا 539

❁ وہ زہر کو سمجھے ہیں کہ داروئے شفا ہے 541

❁ بیکار ہیں تدبیریں عبث کوشش بے جا 542

❁ ہوائے دو سوز غم مرے دل کی تمنا ہے 542

❁ غبار وادی مجنوں کو محل کی تمنا ہے 545

❁ گلوں کو باغ میں شور عنادل کی تمنا ہے 547

❁ وہ کام کیئے آ کر اک تیر نظر تو نے 548

❁ سہرا	550 ......
❁ نسیم صبح دم نے جب نوازا اہل گلشن کو	551 ......
❁ میسر ہوا اگر قسمت سے شاخ گل نشیمن کو	554 ......
❁ مستزاد	557 ......
❁ کلیسا میں ہو کعبہ میں ہو بت خانے کے اندر ہو	558 ......
❁ جو سر ہو خنجر ابرو مرا سر نذر خنجر ہو	561 ......
❁ پیارے نوشاہ پہنچ کر ترے سر پر سہرا	563 ......
❁ لڑی ہیں جب سے آنکھیں مجھ کو دو بھر زندگانی ہے	563 ......
❁ مستزاد	565 ......
❁ سہرا	567 ......
❁ میں مل کر غبارِ کوئے جاناں ہو گیا	567 ......
❁ سینہ پر داغ نذر نوک پیکاں ہو گیا	570 ......
❁ سہرا	572 ......
❁ اب وہ پہلا سا ترا لطف و کرم بھی نہ رہا	573 ......
❁ گھر میں رہی نہ گھر کی بات روزن در کو کیا کہوں	575 ......
❁ سہرا	576 ......

- پردہ داری کے عوض بدنام ورسوا کر دیا 576
- یاد کر لیتے ہیں ہم کو بادہ کش ہر جام پر 578
- چار بیت رامپوری 580
- تضمین نعتیہ بر غزل حضرت جامی علیہ الرحمۃ 582
- تضمین بر غزل مولانا شافی 584
- تضمین 585
- تضمین 586
- تضمین دیگر 587
- تضمین دیگر 588
- تضمین دیگر 589
- تضمین بر رباعی حضرت مولانا فضیحت شاہ صاحب وارثی بازید پوری قدس اللہ 590
- تضمین دیگر 591
- تضمین دیگر 592

......☆......

معروف بہ مصحفِ بیدم

ھُوَ الْوَارِثُ

پیشکش

زبادشاہ و گدا فارغم بحمد اللہ
گدائے خاکِ درِ دوست پادشاہِ من است

میں اپنی مخلصانہ ارادت و عقیدت مندی کی بناء پر اس رسالہ "نورالعین" معروف بہ مصحفِ بیدم کو اپنے سرکار شاہنشاہِ عرش پا ئگاہ حضور امام اولیاء حضرت سیدنا وارث پاک نوراللہ ضریحہٗ کے خدام آستانہ عالیہ کی خدمت میں بامیدِ قبولیت پیش کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

محتاجِ کرم
فقیر بیدم وارثی

دیباچہ

از خامہ حقیقت نگار معین الملت مصور فطرت

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مدظلہ

حضرت بیدم وارثی کے کلام کو اردو زبان اور ہندی زبان میں وہی فوقیت حاصل ہے جو دورِ آخر میں حضرت مولانا حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو اپنے عصر کے فقراء و مشائخ پر حاصل تھی۔

مثنوی مولانا روم کی نسبت یہ کہنا حق ہے کہ "ہست قرآں در زبانِ پہلوی"۔ اسی طرح کلام بیدم کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ "ہست سبحان در زبان پوربی"۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کی صدا پوربی زبان میں سنی تھی اور ان کے خانہ زاد حسن نظامی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کی بنیاد عشق حقیقی کے اوتار حضرت حاجی صاحب قبلہ تھے اور کلام بیدم میں اس اوتار کا اصلی روپ سمایا ہوا نظر آتا ہے۔

آئندہ زمانہ میں اردو زبان بحیثیت زبان کے جس قدر ترقی کرے گی اس میں غالب و ذوق وغیرہ کے چرچے بھی ترقی کریں گے کہ وہ اردو شاعری کے روحِ رواں تھے لیکن کلام بیدم اردو میں روحانی جان پیدا ہو گئی۔ اس لیے میں کلام بیدم کا وجود کائنات میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں، دماغ سے خیر مقدم کرتا ہوں اور روح سے خیر مقدم کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ بیدم تخلص ہی پورا کلام ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تخلص کی تفسیر و تشریح ہے اور جب تک اردو کے دم میں دم باقی ہے۔ کلام بیدم ہمیشہ باقی رہے گا۔

حسن نظامی دہلوی

تقریظ از قلم معجز رقم رئیس العلماء حضرت مولانا محمد صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری رزاقی القادری۔ فرنگی محل لکھنؤ

غالباً یہ ۱۹۱۳ء کی بات ہے کہ علامہ شبلیؒ نے سیرۃ نبوی کی اسکیم کا خاکہ مکمل کر کے اعیانِ شہر کو ندوۃ العلماء کی قدیم عمارت میں مدعو فرمایا اور اپنے اس مبارک و مقدس خیال کو تفصیل سے پیش کر کے قطعۂ ذیل ایک عجب پر کیف لحن میں پڑھا تھا جب کہ پڑھنے والے کی سفید و نورانی ریش مبارک کے تر ہونے کے ساتھ میرے ایسے بے حس انسان کی بھی آنکھیں نم تھیں مولانا مرحوم نے فرمایا تھا:

عجم کی مدح کی عباسیوں کی داستاں لکھی
مجھے چندے مقیمِ آستانِ غیر ہونا تھا
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرۃ پیغمبر خاتم
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا

رب الارواح نے غالباً اس کے دو ہی سال کے بعد اس مداحِ رسول کا خاتمہ بالخیر کیا لیکن وہی حی و قیوم ہمارے مخدوم و محترم حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی مدظلہ کو برسوں انہی فیوض و برکات کے ساتھ قائم و برقرار رکھے مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہمارے مخدوم بھی چندے آستانِ غیر پر مقیم رہ کر اب کبھی جالی مبارک کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی نجف اشرف میں کاسۂ گدائی لیے اس سے طالب مشکل کشائی

ہوتے ہیں جو روزِ ازل سے مشکل کشائی کا ذمہ دار کر دیا گیا تھا اور کبھی اس دین کے زندہ کرنے والے گیلانی حسنی و حسینی سے حیات سرمدی مانگتے ہیں جس کے آستان پاک کے ذروں میں خالق السمٰوٰت والارض نے حیات بخشی و حاجت روائی کی تاثیر رکھی ہے اور اکثر تو اس کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر قصیدہ خوانی کرتے ہیں جو ان کی طرح لاکھوں انسانوں کے عقیدہ میں نبی و علی آقائے بغداد و سید بانسہ عَلَيْهِمَا وَ عَلٰی اٰبَائِهِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام کا وارث روحانی تھا۔ غرض ہمارے مخدوم حضرت بیدم نے ترکِ ستمگر، آشوب عجم، خال ہندو اور زلف کشمیر سب کو چھوڑ کر برسوں سے اپنے تمام قصائد و غزلیات اور ٹھمریوں کا مرکز خیال اور شان نزول شاہد مدینہ حضور رحمۃ اللعالمین اور ان کی رحمت کاملہ سے حصہ وافر پانے والے ذوات قدسیہ کو بنا رکھا ہے۔ اسی لیے اس جامی عصر۔ فرزدقِ وقت اور محسنِ زمانہ کے کلام کے بدولت نہ صرف ہمارے اعراس کی محفلیں گرماتی ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ہمارے ایسے سرد دل بھی ہنگامی طور پر سہی مگر ایک گرمیٔ محبت محسوس کرتے ہیں۔ روتے ہیں متاثر ہوتے ہیں اور اس جذبہ کو پا لیتے ہیں جو حیثیت کی روح بلکہ حاصلِ حیاتِ مستعار ہے۔

بدقسمتی سے فقیر راقم الحروف کو خود ملک کے اس مایۂ ناز شاعر کے زبان مبارک سے ان کے کلام بلاغت نظام سننے کا شرف حاصل نہیں ہوا لیکن ''سنی'' ہوں اس لیے بہت بار قوالی کی طرب انگیز محفلوں میں جناب محترم کی نعتیں غزلیں اور ٹھمریاں اور وہ کلام جو حضرت اسد اللہ غالب اور سرکار بغدادؒ کی شان اقدس و اطہر میں آپ نے فرمایا سنا ہے اور لطف کے ساتھ سنا ہے اس لیے میرے لیے یہ مژدہ مایۂ انبساط روحانی ہے کہ آپ کا کلام عنقریب یکجا ہو کر طبع ہونے والا ہے۔

غالباً ہمارے محترم دوسرے حقیقت شناس صوفیوں کی طرح وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس لیے خود اپنی ذات کو بیدم بنانے کے ساتھ چاہتے ہیں کہ لاکھوں دل والوں کو بیدم بنا دیں۔ بہتر ہے۔

سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

فقیر دلی مسرت کے ساتھ بیدم کرنے والے کلامِ بیدم کا پورے شوق روحانی کے ساتھ ہر دم منتظر اور دم بدم دعا کرتا ہے کہ عشاق وار باب حقیقت کا یہ ہمدم جلد منصۂ شہود پر آئے اور ہمارے ایسے مردہ دلوں کی محفلوں کو دم آخر تک گرم و بے حال رکھے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب.

فقیر شہید انصاری رزاقی وقادری

تفریظ از کامل الفن نقادِ سخن حضرت علامہ بیخود صاحب موہانی
ایم اے پروفیسر شیعہ کالج لکھنؤ

حضرت بیدم وارثی دنیائے شاعری میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کے دلاویز نغمے فضائے ہند میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ کے کلام فصاحت التزام و بلاغت انضمام نے ہمیشہ اہل ذوق کو گوش بر آواز پایا آپ کے کلام کی نمایاں خصوصیت سوز و گداز واثر ہے۔ جس کا راز یہ ہے کہ آپ جگ بیتی کمتر اور آپ بیتی بیشتر کہتے ہیں مختصر یہ کہ آپ وہی کہتے ہیں جو آپ کا دل کہتا ہے اور دل کی زبان کا اثر کچھ اہلِ دل ہی جانتے ہیں آپ کی خوشگوئی مضمون آفرینی و نکتہ سرائی کا اعتراف ان وقیقہ سنجونکو ہے۔ جن کی نکتہ رسی پر ایمان لائے بنتی ہے آپ طریق راسخہ شعراء پر گامزن ہیں اور آج کل کے مضامین سرودِ بے ہنگام سے آپ کا ساز طبیعت خالی ہے اور یہ ایسی نعمت ہے جس پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے آپ ہر رنگ پر قادر ہیں۔ مگر مضامین تصوف و معتقدات سے آپ کا دیوان مالا مال ہے۔ معرفت کے اسرار ایسی سادگی سے بیان کرتے ہیں کہ دل مزے لیتا ہے روح وجد کرتی ہے۔ آپ کے اشعار صدق و صفا کے آئینہ دار اور مہر و وفا کے گنجینہ دار ہیں۔ خیالات کی بلندی مضامین کی ندرت طرزِ ادا کی جدت آپ کا دم بھرتی ہے۔ نئی ترکیبوں کے ابداع پر قدرت ہے۔ آپ کے عاشقانہ سوز و گداز و درد و اثر سے ہمکنار ہیں۔ اشعار عارفانہ میں آپ کی فکر لامکاں سیر ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

ہنستے تھے وصل میں در و دیوار میرے ساتھ
یا رو رہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے

پہلا مصرعہ کیفیت انبساطِ دل کا لاجواب مرقع ہے تو دوسرا مصرع انضباط دل کی بے مثال تصویر چشمِ بددور دونوں مصرعے برابر کے ہیں اور کونینِ عشق (ہجر و وصال) کی تصویر کا پردہ وصل یار میں دنیا کا بہشت بہار بن جانا فراقِ یار میں عالم کا تیرہ و تار ہو جانا اُبھرا اُبھر کر ظاہر ہوتا ہے ہنسنے اور رونے کا تقابل اس برجستگی سے ہوا ہے کہ تصنع کی چھانوں بھی نظر نہیں آتی۔ شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں کبھی پیمانہ شیشے سے کبھی شیشے سے پیمانہ رندانہ مذاق میں قابل دادشعر ہے۔ توبہ ٹوٹ چکی۔ برابر شراب ڈھل رہی ہے رند عالم سرور میں شیشہ و پیمانہ کے ملنے پر سمجھ رہا ہے کہ توبہ کے ٹوٹنے پر عید منائی جارہی ہے۔ جھک جھک کے ملتے ہیں۔ یہ ایسے الفاظ رکھ دیے ہیں کہ بیان واقعہ واقعہ نظر آنے لگا ہے۔

یہ نہیں معلوم کوئی زینت آغوش ہے
بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

محویت عاشق کی کتنی کیف انگیز تصویر ہے اس لیے کہ جس پر جان جاتی ہے وہ ہمکنار ہے مگر خیال عاشق ہے کہ عالم تصور کے مناظر میں محو ہو رہا ہے ہجر وصال میں امتیاز نہیں لطف یہ ہے کہ یہ کیفیت کسی تماشائی کی زبان سے ادا کی گئی ہے اگر خود عاشق یہی بات اپنی زبان سے کہتا تو محویت کا لاجواب طلسم ٹوٹے بغیر نہ رہتا۔ رہی زبان کی دلکشی۔ بیان کی روانی الفاظ کی برجستگی اس کا بے نیازِ توصیف ہونا ظاہر ہے۔ اشعار مندرجہ ذیل تصوف کی کائنات ہیں۔

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

......

اس کے حریمِ ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
جس کی گلی کی خاک کا ذرہ جہانِ راز ہو

تیری گلی میں پا کے جا، جائے کہاں ترا گدا
کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

......

ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی
مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو

مختصر یہ کہ کلام بیدمؔ شاعری کے لیے مایۂ ناز و سرمایہ امتیاز ہے۔ متکلم حقیقی اسے وہ حسن قبول عطا فرمائے جو اربابِ محبت کی تمنا ہے۔ آمین

خاکسار بیخود موہانی

۳؍مارچ ۱۹۳۵ء

تفریظ سخن از سخنور یکتا لسان الحقیقت حضرت مولانا سیّد افقر صاحب موہانی وارثی مالک ومدیر جام جہاں نما لکھنؤ

چہ خجستہ صبح دمے کز اں گلِ نورسم خبرے رسد
ز نسیم جعدِ معنبر ش بہ مشامِ جاں اثرے رسد

شاعری کا معیار اس جذبۂ لطیف پر ہے جو فطری طور پر ہر اہل ذوق کے دل میں بمراتب مختلف اوقات میں پیدا ہوتا رہتا ہے دل کا تعلق احساس سے اور احساس وابستہ کیفیت و درد ہے۔ اس لیے کسی شاعر کا معیار سخن صحیح معنوں میں درد اور احساس سے کسی حال میں علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے برعکس احساس و درد کو اگر شاعری سے لگاؤ نہیں تو وہ شاعری نہیں بلکہ اوس کی ہوس یا آرزو ہے۔ اخی الطریقت حضرت سراج الشعراء لسان الطریقت بیدم شاہ وارثی اٹاوی کے جواہر افکار پیشتر انہیں کیفیات و احساسات کے حامل ہوتے ہیں جن کا تذکرہ عبارت ماسبق میں کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سننے والے پر بے ساختہ وہی کیفیت طاری ہوتی ہے جو کہنے والے نے متاثر ہو کر نظم کی ہے۔ میں موصوف کے کلام کو ایک عرصہ دراز سے اسی رنگ و تاثر میں ڈوبا ہوا سنتا چلا آرہا ہوں۔ اس کے ساتھ علم کلام اور علم بیان کی دوسری صفات محمودہ‘ محاکات‘ ترنم‘ واردات‘ آمد‘ ندرت‘ رنگینی وغیرہ غرضیکہ دیگر محاسن سخن جو کسی شاعر کے کلام کو علاوہ مقبول عام بنانے کے اُسے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ ان کی بھی بالالتزام جھلک ہر موقع پر نظر آتی

ہے اوراس سے شاعر کے تبحر علمی اور مشق کلام نیز طبیعت کی روانی کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ معائب بھی لازمۂ کلام ہیں لیکن وہ اسی حد تک نظر انداز کیے جا سکتے ہیں جس قدر اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانُ کا تعلق ہے چنانچہ یہاں بھی وہی حال ہے۔ شاہ صاحب موصوف کا کلام مختلف اصناف سخن پر محول ہے اور ہر صنف میں اثر وتاثر کی پوری پوری تصویر نظر آتی ہے یعنی جہاں جس قسم کی مصوری درکار ہوئی صرف کی گئی ہے۔ اس کو قدرت سخن کہتے ہیں۔ سلسلۂ آتش مرحوم میں مولانا نثار اکبر آبادیؒ ممتاز شاعر گزرے ہیں آپ کو انہی سے فیض سخن اور شرف تلمذ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں آتش مرحوم کی سی کیفیات قلبی، درد، احساس، تصوف سوز وگداز کی چاشنی نمایاں نظر آتی ہے۔ کلام بیدم کی غیر معمولی مقبولیت وشہرت کا سبب نہ اخباری پروپیگنڈا ہے نہ احباب وتلامذہ کی عقیدت مندی بلکہ ان کے کلام کا اس قدر مشہور ومقبول ہونا محض کلام کی فطرت بیانی اور جذبات کی حقیقت نگاری ہے۔ سننے والے نے خواہ کسی مطربِ خوش نوا سے سنا یا کسی اخبار ورسالہ میں پڑھا بے ساختہ گرویدہ ہو گیا نہیں معلوم کتنے اربابِ ذوق تو ایسے ہیں جو بیدم شاہ صاحب کے محض نام کے شیدائی ہیں اور جنہوں نے کبھی موصوف کو دیکھا بھی نہیں صرف ان کے کلام سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت بیدم کے کلام کا طرۂ امتیاز نہ ان کی درویشانہ شخصیت ہے نہ ان کے احباب ومعتقدین کی کثرت بلکہ صرف ان کا طرزِ بیان اور اندازِ سخن جس میں جدت، ندرت، دردِ سوز وگداز اور غرض نیاز کا کچھ ایسا رنگ ہوتا ہے جو فوری اپنی طرف اہلِ ذوق کو کھینچ لیتا ہے۔ حقائق ومعارف کی توجیہہ، تغزل کا التزام، تصوف کی چاشنی، واقعات اور واردات کی تشریح، تخیلات کی تعبیر ایسے مناسب اور صحیح طریقہ سے ادا کی جاتی ہے۔ جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں لکھنے کی ضرورت نہیں کلام خود کلیم کی تفسیر ہے دیکھنے والے سب کچھ پائیں گے یہاں دریا کو کوزہ میں بند کرنا مجھ ایسے بے بضاعت کا کام نہیں قصد تھا کہ کوئی قطعہ تاریخ طبعہ دیوان کا پیش کرتا مگر برا ہو پریشانی خاطر کا کہ یہ بھی نہ ہو سکا۔ دعا ہے کہ قادر مطلق

اس دیوان کو مقبول عام فرمائے اور حضرت بیدم شاہ صاحب مدظلہ باوجود اپنی درویشانہ عزلت نشینی کے دنیائے سخن کے ذرہ ذرہ میں جلوہ افروز نظر آئیں۔

بہار عالم حُسنش دل و جاں تازہ میدارد
برنگ ارباب صورت را ببو ارباب معنی را

فقیر افقر موہانی وارثی عفا عنہ
مالک و مدیر جام جہاں نما لکھنؤ

تقریظ وتعارف از نقاش معانی

حضرت علامہ حکیم ابوالعلا صاحب ناطق لکھنوی

تصوف کے معروف اور عام مسائل مجالس شعر میں تعارف کے محتاج نہیں رہے۔ ''باطنیاتِ سوسی'' ان کے لیے زبانِ اظہار کہاں؟

رموزِ باطنی لامحدود، غیر متعین اور ذخیرۂ الفاظ تعینات کی ایک فرہنگ، وجدانیات گویا حواس باطنی کے نفسیات ہیں اور زبان و ادب معاملات ظاہری کے اسباب، دونوں کے دو عالم جدا جدا ہیں۔ ان میں باہمی ربط ضبط ہے بھی اور نہیں بھی

کیونکر اے صدماتِ روحانی تمہیں ظاہر کروں
عالمِ باطن کے لوگوں کی زباں کوئی نہیں

ہر باطن کے لیے ظاہر، ہر منزل کے لیے راہ، ہر نور کے لیے حجاب اور ہر حقیقت کے لیے مظہر ضرور ہوتا ہے۔ مگر جو باتیں ظہور میں آئیں پھر وہ باطن بھی ظاہر ہے جس منزل تک رسائی ہو جائے۔ پھر وہ منزل بھی راستہ ہے۔ جس نور کا حجاب رفع ہو جائے پھر وہ نور بھی حجاب ہے۔

جسے منزل سمجھتا ہوں وہ پھر منزل نہیں رہتی
حجاب و نور کا یہ سلسلہ یارب کہاں تک ہے

ہر لفظ ایک معنی رکھتا ہے، ہر معنی ایک مطلب۔ ہر مطلب ایک مفہوم رکھتا ہے، ہر

مفہوم ایک نتیجہ۔ غرضیکہ ہر ذرہ ایک مسلسل اور لامتناہی زنجیر کی کڑی ہے۔ مگر کسی ذرے کی حقیقت کا انکشاف ناممکن۔ اگر ہو تو ذرہ ذرہ نہ رہے' نقطہ کی جگہ معین ہو تو نقطہ نہ رہے۔ قطرے کو حل کیجئے تو پھر قطرہ کہاں' گو حقیقت ظاہر نہیں ہوتی مگر حقیقت بغیر ظاہر ہوئے بھی نہیں رہتی۔ نرگس کی پنکھڑی کیمیاوی تشریح میں برباد ہو جاتی ہے۔ مگر جب اپنے آپ کو شاعر کے سپرد کر دیتی ہے تو بغیر خاک میں ملے اپنی حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہے۔ حقیقت صوفی کے دل میں جا کر پوشیدہ رہتی ہے اور پناہ لیتی ہے۔ تاکہ اسے کسی کا ہاتھ بے نقاب نہ کر سکے۔ مگر شاعر اس کے کلیجے میں ہاتھ ڈال کے باہر نکال لیتا ہے۔ اکثر وہ ظالم سے بال بال بچ جاتی ہے۔ بلائے بے درمان وہ شاعر ہے جو صوفی بھی ہو۔ جیسے ''بیدم شاہ'' کا ''دم'' ایک ایک سانس میں انفس آفاق کا پورا دائرہ بناتا ہے۔ ایک ایک لفظ سے معنی کی تصویر کھینچتا ہے۔ تصویروں میں جان ڈالتا ہے۔ حقیقت کو نمایاں کرتا ہے اور پھر حقیقت حقیقت رہتی ہے۔ بال کی کھال کھینچتا ہے اور پھر بال بال میں موتی پروتا ہے۔ جو صوفی محض صوفی ہوتا ہے وہ ''قال'' کو ''حال'' میں لاتا ہے۔ مگر صوفی شاعر بھی ہوتا ہے تو وہ ''حال'' کو ''قال'' میں لاتا ہے۔

گونگے کے خواب کی تعبیر دینا اس کی عبارت ہے۔ روح کا تار جنتری میں کھینچنا اس کی صنعت ہے۔

حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی حقائق و معارف کے جس قدر آشنائے راز ہیں۔ نہ جاننے والے بھی جانتے ہیں۔ مگر اظہارِ معارف و حقائق پر ان کو جیسی اور جتنی قدرت ہے اس حقیقت کا عرفان بہت کم لوگوں کو ہے۔

ناطق

تقریظ از مصورِ جذبات حضرت ڈاکٹر متین صاحب قزلباش
صدر انجمن بہارستان ادب لکھنؤ

حضرت بیدمؔ شاہ وارثی کی ادبی اہمیت وشہرت سے کون ادیب ہے جو واقف نہیں۔ ادبی قوت جاذبہ کے علاوہ آپ میں اخلاق وتواضع کا ہر دلعزیز اور دلکش جوہر بھی موجود ہے۔ مجھ کو ایک مدت سے شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں شرف نیاز حاصل ہے اور میں عرصۂ دراز سے آپ کے ادب واخلاق کے جلووں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ اکثر آپ کے حرکات وسکنات آپ کے تکملۂ نفس کا آئینہ بن جاتے ہیں۔ آپ کی قوت شعری اور کلام میں جلب حقیقت کے لمعات سے اہلِ بصیرت ہی کی آنکھیں منور و مستفیض ہوسکتی ہیں۔ یہ تجلیاں وہی دیکھے جس کے تار نظر میں بجلی کی قوت جاذبہ موجود ہو۔ آپ کے اشعار آثار فطرت اور انکشاف حقیقت کی رنگا رنگ تصویریں ہیں اور آپ کا قلم جادو رقم احساس روحانی کا سچا مصور مجھ کو مسرت بالائے مسرت ہے کہ آپ کے نادر و نایاب کلام کا ایک مجموعہ بہ تسمیہ ''نور العین'' عالم طباعت میں آکر زینتِ ذوق اہلِ فن ہونے والا ہے۔ ''نور العین'' ایسے ایسے حقائق و معارف کا گنجینہ ہے جس کی ضیاء سے آنکھوں کے ساتھ دل بھی روشن ہوتا ہے۔ آپ کا ہر شعر صفائی خیال کا ایک ضوفشاں آئینہ ہے اور آپ کی قوتِ تخئیل عام فضائے شاعری سے کہیں زیادہ بلندی میں مشق پرواز کرتی ہے۔ ''نور العین'' کے اوراق گلشن تعلم روحانیت کے سرسبز پتے ہیں۔ خدا انہیں ہمیشہ سرسبز وشاداب رکھے۔

فقط فقیر متین عفی عنہٗ

تقریظ از افصح الفصحا حضرت مولانا شفق صاحب عماد پوری صوبہ بہار

کہنے والے کہتے ہیں اور ہے حال و مجاز اور ہے حقیقت اور۔ شاعر حسن مجازی کا گاہک عارف حسن حقیقی کا خریدار۔ یہ دیوانہ وہ ہوشیار۔ یہ دلدادہ وہ جاں نثار۔ کچھ ہو فدائی ہیں دونوں ایک ہی حسن کے۔ پروانے ہیں دونوں ایک ہی شمع کے۔

عاشق ہم از اسلام خراب است وہم از کفر

پروانہ چراغِ حرم و دیر نداند

سراج الشعراء بیدم کو شمع انجمن وارثی کہیے یا چراغ بزم سخن ہر طرح نور علیٰ نور۔ احرام پوش نہ ہونے کے لباس میں بھی محترم۔ سخنور نکتہ رس ہونے کی حیثیت سے بھی قابل قدر۔ اردو غزل سرائی کے دور حاضرہ میں ایسے سحر البیان چند ہی نفوس نکلیں گے۔

؎ خدا کے فضل سے بیدم کا دم غنیمت ہے

آپ کا دیوان صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ، ظاہری خط و خال کی طرح باطنی حسن و جمال سے پیراستہ، عاشقانہ جذبات کی تصویر عارفانہ خیالات کا مرقع۔ روحانیت کا آئینہ اسم با مسمّٰی نور العین ہے۔ حسن اتفاق سے میرے لیے چہار روزہ قیام دیوے شریف کا دور بھی عجب دور تھا۔ حضرت بیدم کی ترانہ سنجیوں سے میکدہ گرم رہا۔ جام پر جام ساغر پر ساغر چلتے رہے۔ آسمان سے ابر رحمت کی گہر فشانیاں بھی ہوتی رہیں۔ مے دو آتشہ کہیے آنکھوں میں سرور دل میں نور پیدا کر دیا۔ کلام بیدم کو شاعرانہ و فقیرانہ رنگ کی مے دو آتشہ کہنے میں دو خصوصیتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آپ نے غزل سرائی شروع کی تو سخنور عالی مقدار حضرت شاہ نثار اکبر آبادی ابوالعلائیؒ ایسے استاد شفیق ملے جو قبلہ اہل کمال یکتائے روزگار مولانا وحید الٰہ آبادیؒ یادگار آتش لکھنوی مرحوم کے سلسلۂ تلامذہ سے تھے۔آپ کا فطری ذوق سلیم اس پر حضرت نثار کی توجہ عروجِ سخن کا زینہ بن گئی۔

۲۔ لیکن ترقی سخن کی معراج کب ہوئی؟ قبولیت خداداد کی سند کس دربار سے ملی؟ اسی دربار سے جس نے فقر وغنا کا خلعت مرحمت فرمایا وہ کون سا دربار تھا؟ وہ کون سی رحمت بھری سرکار تھی؟

زباں پہ بارے خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

قبلۂ احرام پوشانِ تجرید کعبۂ سرفروشان توحید' درویش روشن ضمیر' سلطان بے تاج وسریر' تاجدار فقر وغنا' تخت نشین ملکِ بقا' زبدۂ اربابِ وفا' قدوۂ اولیائے باصفا' عاشق ازلی ومعشوق بارگاہ لم یزلی دلبندِ زہراؓ وجگر بند علیؓ حضرت شاہ حافظ وارث علیؒ قدس سرہٗ الخفی والجلی جن کے کمال تجرد وتفرید نے ملک ہند میں دیوے شریف کو مرکزِ توحید و عرفان بنا دیا۔ اللہ اللہ وہ سخی سرکار جس کے فیضانِ گہر بار نے ایک عالم کو دولتِ فقر وفنا سے مستغنی کردیا۔ بقول حضرت بیدمؔ ایسے داتا سے کوئی تو اس کے سوا اور کیا کہہ کر مانگے:

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دے دے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے

کہاں تک لکھوں اور کیا لکھوں؟ ''جامہ ندارم دامن از کجا آرم'' گنجائش عذر خواہ حوصلۂ خامہ ووسعتِ قرطاس کوتاہ الفاظ پشیمان معانی شرمندۂ الفاظ۔ محبت کا تقاضا ہے کہ دعا پر مدعا ختم کروں۔

الٰہی: جب تک میکدۂ وارثی میں محبت کے جام چلتے رہیں۔ خمکدۂ بیدمؔ کے خم بھی ابلتے رہیں۔

الٰہی! جب تک نغمے سے ساز، ساز سے نغمہ ہمدم رہے۔ مستانِ قالُوا بلٰی کے لب پر ترانۂ بیدم رہے۔

الٰہی: جب تک بامِ فلک چراغ مہر جہاں تاب سے مطلعِ انوار رہے۔ سراج الشعراء کی شمع سخن سے بزمِ سخن ضیابار رہے۔

الٰہی: جب تک غازۂ شفق سے چہرۂ شام وسحر گلنار رہے۔ چمن نظم بیدمؔ کے دم سے گلزار رہے۔

''ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد''

شفق

تقریظ از فخر الاطبا وحید العصر عالم علوم صوری و معنوی حضرت مولانا مولوی حکیم سیّد احمد صاحب احمد وارثی لکھنوَ

بنامِ وارثِ عالم پناہے
علیؑ صولت محمدؐ دستگاہے
زبانہا را ازو یارائے گفتار
قلمہا از نم لطفش گہر بار
اگر لفظ از دمش نقش و جودش
وگر معنیٰ زجودِ او نمودش
زہے پیرِ زماں بیکس نوازے
ہمہ بیچارگاں را چارہ سازے
قضا را سر چواحمد خاکِ پائش
قدر خود زیرِ فرمان رضائش

اللہ اللہ خامہ اعجاز حضرت بیدم را نازم کہ مسیحا نفسی جاندادگانِ شیوہائے حسن و عشق رابتسو رید این نسخہ مینو سواد جانے تازہ بخشید و بجادو دمی دلخستگانِ عشوہ ہائے ناز و نیاز را مرہم رواں پیوندے پیش کشید تنظیم نظمش بداں ارزد کہ گوئی سلکے است از درہائے آبدار بہنر مندیہائے فراوان ترتیب دادہ یا عقد پروین است کہ سپہری سروش بر زمین

قرطاس بارمغان فرستادہ

معجز است این شعر یا سحرِ حلال
ہاتف آورد ایں سخن یا جبرئیل
آفریں برِ کلکِ نقاشے کہ داد
بکر معنی راچنیں حسنِ جمیل

طرزِ ادائش بشوخی دل از کفِ معنی طرازاں ربودہ وحسنِ بیانش نقشِ سحبانِ وایل از خاطر نکتہ پردازاں زدودہ۔ تو ویزداں دیوانے ست یا گلستانے بروائح ریاحین بدائع روح پرورمشامِ جاں اشامہ نواز یا صنم کدہ ایست تجلی زارِ بتاں خود فروش سرافراز مسلماں سوز برہمن ساز کفر پرور ایمان گداز یا دفتر میخانہ محبت است کہ اوراقش را اگر افشارے دہی بادہائے جانفزا وز ہرنوردش بساغرِ مذاق عاشقان ریزد و بہنگامِ عرضِ ہنگامہ رنگ و بُو عطر و عبیر بر نظارہ و دماغ دیدہ وراں نازک خیال پزد بنام ایزد گلزاریست کہ گلہائے رنگ رنگ بہر گوشہ چمن چمن افتادہ و نگاریست طنازکہ خودرا بآرائش ہائے نو بنو عالم عالم جلوہ دادہ۔ لفظ لفظش کارگاہ و دُکانے است از متاعہائے نادرہ کار بہزاران ہزار صنائع آراستہ و حرف حرفش بحر وکانے است کہ از قعرش گوہرہائے شاہوار بگوناگوں بدائع برخاستہ دوائر حروفش مشتاقانِ جلوۂ مضامین رابداں ماند کہ روزہ دارانِ راہلال عید و نقطہائش مفلسان جواہر معانی راچنانستے کہ قفلِ گنجہارادانہ کلید۔ کوتاہی سخن چوں جادۂ گفتار سر خود در دامنِ صحرائے اندیشہ پیچیدہ و پائے سلسلۂ تحریر بدیں جائگاہ رسید خود بخود گفتم کہ شاہد نادیدہ رامدح سرودن و از گل ناچیدہ لب بزمزمہ کشودن باد بکیلِ مشت پیمودن است۔ غرقِ عرقِ تشویر شدم و بلبل حدیقۂ تصویر۔ خوش کردم و خوشتر سنجیدم تا ازیں گرانمایہ خدمت کہ برادر گرامی منش آزادہ روش بیدم شاہ وارثی بمن ہیچ بلطف بیکراں خود سپردہ است۔ دوش خود را سبکباری دہم و بہ ترقیم قطعۂ تاریخ و سن ترتیبش ایں ہمہ بار گراں از سر خود یک سونہم۔

وَھُوَ ھٰذا

دِلکش دیواں سبحان اللہ
عشق سراپا حسنِ مجسم
لوحش خُلد و جدول کوثر
نقشش نقشِ اسمِ اعظم
نظمش اعلیٰ نطقش موزوں
لفظش افصح معنی محکم
معنیہائے نادرہ زائش
صورتِ عیسیٰ سیرتِ مریم
احمد برگو مصرع سالش
جانِ سخن جذباتِ بیدم

احمد وارثی

بَابُ السّلام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَ جَمَالِہٖ

عشق آیا ہے رفعتِ خیالی لے کر
حسن آیا ہے شوکتِ جمالی لے کر
ہر اہلِ کمال کے لے آیا ہے کمال
بیدمؔ آیا ہے بے کمالی لے کر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیامِ سلام

بحضور شہنشاہِ کونین سرکار امام الاولیا وارث پاک روح اللہ روحہٗ

اے وارث و معین و مددگار خاص و عام
از ما غریب و خستہ دلم برتو صد سلام!

صد صد سلام مرشد و مولا و پیشوا
صد صد سلام ہادی و مہدی و مقتدا

صد صد سلامہا بحضورِ فلک جناب
صد صد سلامہا بجگر بند بوترابؑ

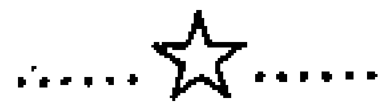
اے سروِ باغ مصطفویؐ برتو صد سلام
چشم و چراغِ مرتضویؑ برتو صد سلام

اے جانشینِ میرِ نجف برتو صد سلام
اے آفتابِ عز و شرف برتو صد سلام

اے یادگارِ مصطفویؐ بر تو صد سلام
نام و نشانِ مرتضویؑ بر تو صد سلام

اے غمگسار و حامی و مشکل کشائے من
وارث علی و وارثِ میراثِ پنجتنؑ

بیدمؔ کمینہ بندۂ از بندگانِ تُست
زیں در کجا رود کہ سگِ آستانِ تُست



سلامِ شوق

سلامٌ علیٰ شاہِ گلگوں قبائے
سلامٌ علیٰ خواجۂ دو سرائے
سلامٌ علیٰ جانشینِ محمد ﷺ
سلامٌ علیٰ شمعِ دینِ محمد ﷺ
سلامٌ علیٰ آلِ پاکِ پیمبر
سلامٌ علیٰ نورِ عینینِ حیدر!

سلامٌ علیٰ رہنمائے طریقت
سلامٌ علیٰ خضرِ راہِ حقیقت
سلامٌ علیٰ تاجدارِ سیادت
سلامٌ علیٰ شہریارِ ولایت
سلامٌ علیٰ گنجِ اسرارِ پنہاں
سلامٌ علیٰ کعبۂ عین و ایماں

سلامٌ علیٰ خسروِ مہ جبیناں
سلامٌ علیٰ تاجدارِ حسیناں
سلامٌ علیٰ نیّرِ بُرجِ عرفاں
سلامٌ علیٰ گوہرِ دُرجِ ایماں

سلامٌ علیٰ ہادی و پیشوائے
سلامٌ علیٰ مرشد و رہنمائے
سلامٌ علیٰ داروئے دردِ ہجراں
سلامٌ علیٰ عیسیٰ دردمنداں
سلامٌ علیٰ مقصدِ دین و ایماں
سلامٌ علیٰ آرزوئے دل و جاں

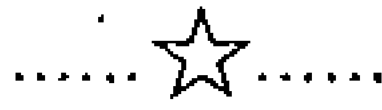
سلامٌ علیٰ وارث دیں پناہے
ضیا بخشِ حسنِ رخِ مہر و ماہے
سلامٌ علیٰ جان و جانانِ بیدمؔ
سلامٌ علیٰ دین و ایمانِ بیدم

......☆......

سلامِ مقبول

السلام اے گہرِ قلزمِ شانِ شہدا
جان جانِ شہدا روح روانِ شہدا
السلام اے گلِ نورستۂ باغِ حیدرؓ
جانشینِ نبوی چشم و چراغِ حیدرؓ
احمدؐ و فاطمہؓ زہرا کی نشانی تسلیم
اے مرے پنجتنِ پاک کے جانی تسلیم
شاہِ تسلیم و رضا آپ کو لاکھوں مجرے
مظہرِ شانِ خدا آپ کو لاکھوں مجرے

وارث و والی بیدمؔ تجھے بیدمؔ کا سلام
ایک بیدم ہی کیا ہے تجھے سارے عالم کا سلام



سلامِ نیاز

سلام اے ساقئ مستاں سلام اے پیرِ میخانہ
سلام اے مرشدِ پاکاں امامِ بزمِ رندانہ
سلام اے جلوۂ جاناں سلام اے حسنِ جانانہ
تجلیٔ حرم اے زینتِ ایوانِ بتخانہ
سلام اے شیخِ لاثانی سلام اے مرشدِ دوراں
سلام اے کنزِ عرفانی سلام اے مصدرِ عرفاں
سلام اے خسرو خوباں سلام اے مجمعِ خوبی
سلام اے تاجِ محبوباں سلام اے جانِ محبوبی
سلام اے پیشوا وارث سلام اے رہنما وارث
امیر المومنین وارث امام الاولیاء وارث

سلام اے مرتضیٰ صورت سلام اے مصطفےٰ سیرت
سلام اے ہادیٔ اسلام اے مہدیٔ ملت
سلام اے سروِ بستانے بہارِ ہر گلستانے
سلام اے نورِ یزدانے سلام اے پنجتن شانے
جبینِ شوق ہو میری تمہارا آستانہ ہو
ادا شام و سحر یونہی صلوٰۃِ پنجگانہ ہو
سلام اے چارۂ بیدم علاجِ سوزِ پنہانی
سلام اے مونسِ بیدم طبیبِ دردِ روحانی



سلامِ مہجور

سلام اے ساقیٔ میخانۂ عشق
سلام اے صاحبِ پیمانۂ عشق

سلام اے نیّرِ برجِ ولایت
سلام اے گوہرِ تاجِ ہدایت

سلام اے خضر و ہادیٔ طریقت
سلام اے رہبرِ راہِ حقیقت

سلام اے یوسفِ کنعانِ خوبی
سلام اے روحِ حسن و جانِ خوبی

سلام اے شمعِ بزمِ مصطفائی
سلام اے نورِ چشمِ مرتضائی

سلام اے روحِ زہرا جانِ حسنینؑ
سلام اے زینتِ گلزارِ کونین

سلام اے کشتیِ دل کے نگہباں
سلام اے بے سروساماں کے ساماں

سلام اے بلبلِ گلزارِ وحدت
سلام اے قمریِ سروِ حقیقت

سلام اے ساقیِ کوثر کے پیارے
سلام اے عرشِ اعظم کے ستارے

سلام اے فاطمہؓ کے باغ کے پھول
سلام اے یادگارِ شاہِ مقتولؑ

سلام اے گنجِ اسرارِ معانی
سلام اے شرحِ رمزِ مَنْ رَاٰنِی

سلام اے چارہ سازِ دردِ پنہاں
سلام اے عیسیٰؑ بیمارِ ہجراں

سلام اے جانِ ارماں روحِ حسرت
سلام اے جان و جانانِ محبت

سلام اے گلبنِ باغِ تمنا
فروغِ مجلسِ داغِ تمنا

سلام اے شیخِ عالم غوثِ دوراں
عطا پاش و خطا پوشِ مریداں

سلام اے خسروِ اقلیمِ عرفاں
شہِ وارث علی محبوبِ یزداں

سلام اے وارث و والی ہمارے
علی کے لال زہرا کے دولاوے

شبیہِ مرتضیٰ شانِ پیمبرؐ
امیرِ لشکرِ میدانِ محشر

بہارِ گلشنِ کونین تسلیم
چراغِ خانۂ سبطین تسلیم

دلِ مہجور کے ارمان تسلیم
حسینانِ جہاں کے جان تسلیم

تمہارے روضۂ انور کو مجرے
درِ اقدس پہ صبح و شام سجدے

مری آنکھیں تصدق جالیوں پر
نثارِ گنبدِ اطہر مرا سر

کلس پر روضہ کے قربان جاؤں
میں مہر و ماہ کو صدقے چڑھاؤں

میں اُس ارضِ مقدس پر ہوں قرباں
کہ آسودہ ہے جس میں تو مری جاں

دلِ مہجور لائے تاب کب تک
یہ آخر نیند کب تک خواب کب تک

میں صدقے میٹھی نیندیں سونے والے
ذرا رخسار سے چادر ہٹا لے

اُٹھ اے جانِ جہاں سروِ خراماں
بہارِ خلد شمعِ بزمِ خوباں

دلِ عشاق کو پامال کر دے
جو پہلے تھا وہی پھر حال کر دے

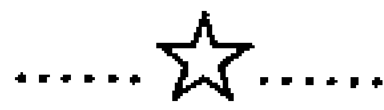
وہی پہلی سی بزم آرائیاں ہوں
وہی اگلی سرور افزائیاں ہوں

مے عرفاں کا پھر ہو دور ساقی
کہیں میخوار ہاں کچھ اور ساقی

بنے پھر ذرہ ذرہ مشعلِ نور
کہے دیوہ اَنَا طُورُ اَنَا الطُّور

دعائیں سب مری مقبول ہو جائیں
تمناؤں کی کلیاں پھول ہو جائیں

یہ حسرت ہے یہی ارمانِ بیدمؔ
انہیں قدموں پہ نکلے جان بیدمؔ



رباعی

ناکام کو کامیاب کرنے والے
قطرے کو دُرِ خوشاب کرنے والے
بیدمؔ کی بھی قسمت کا ستارہ چمکا
اے ذرّے کو آفتاب کرنے والے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحفِ ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

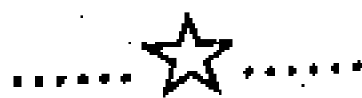
لے کے مرادِ دل آئیں گے مر جائیں گے مٹ جائیں گے
پہنچیں تو ہم تا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طوبیٰ کی جانب تکنے والو آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
دیکھو قدِ دلجوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نام اسی کا بابِ کرم ہے دیکھ یہی محرابِ حرم ہے
دیکھ خمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

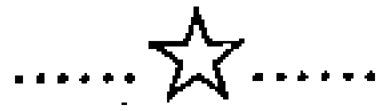
ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ
کعبے کا کعبہ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو لپکی بیدم دل کی دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم



یہ ادنیٰ ہے وصفِ کمالِ محمدؐ
کہ ہے عرش زیر نعالِ محمدؐ
جدا ہو نہ دل سے خیالِ محمدؐ
زباں پر رہے قیل و قالِ محمدؐ
ہیں حسنینؑ نورِ جمالِ محمدؐ
علیؑ زورِ دستِ کمالِ محمدؐ
گلستانِ زہرا کا ہر پتا پتا
ہے آئینہ دار خصالِ محمدؐ
سلام اور تری رحمتیں روز افزوں
الٰہی بر اصحاب و آلِ محمدؐ
حسین و جمیل و ملیحانِ عالم
نمک خوارِ خوانِ جمالِ محمدؐ
یہ ہے مختصر شرحِ شرع و طریقت
کہ اک قال ہے ایک حالِ محمدؐ
مری جانِ پُرغم مرا قلبِ محزوں
اویسؓ ایک ہے اک بلالِ محمدؐ

مرے دل کا دل جان کی جان بیدمؔ
ملالِ محمدؐ خیالِ محمدؐ



عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسولؐ
کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسولؐ

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسولؐ
خوشا وہ آنکھ جو ہو محوِ حسنِ روئے رسولؐ

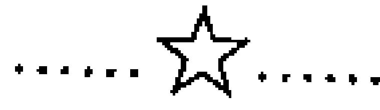
تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفےٰ کی قسم
چنے ہیں آنکھوں سے ذراتِ خاکِ کوئے رسولؐ

پھر اُن کے نشۂ عرفاں کا پوچھنا کیا ہے
جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبوئے رسولؐ

بلائیں لوں تری اے جذبِ شوق صلِ علیٰ
کہ آج دامنِ دل کھنچ رہا ہے سوئے رسولؐ

شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگِ علیؑ اور کسی میں بوئے رسولؐ

عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدمؔ
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں روبروئے رسولؐ



محشر میں محمدؐ کا عنوان نرالا ہے
امت کی شفاعت کا سامان نرالا ہے

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے
انسان ہے وہ لیکن انسان نرالا ہے

تزئینِ شبِ اسریٰ دیکھی تو ملک بولے
کیا آج خدا کے گھر مہمان نرالا ہے

اقلیمِ محبت کی دنیا ہی نرالی ہے
دربار انوکھا ہے سلطان نرالا ہے

مستوں کے سوا تجھ کو سمجھا نہ کوئی سمجھے
اے پیرِ مغاں تیرا عرفان نرالا ہے

وہ مصحفِ رُخ دل میں آنکھوں میں تصور ہے
اللیلی تلاوت ہے قرآن نرالا ہے

پھولوں میں مہکتا ہے بلبل میں چہکتا ہے
جلوہ تری صورت کا ہر آن نرالا ہے

اُس مصحفِ عارض کو قرآن سمجھتے ہیں
اِن اہلِ محبت کا ایمان نرالا ہے

کعبہ ہو کہ بتخانہ مکتب ہو کہ میخانہ
ہر جا پہ ترا جلوہ اے جان نرالا ہے

مضمون اچھوتے ہیں مفہوم انوکھے ہیں
دیوانوں میں بیدم کا دیوان نرالا ہے

......☆......

قبلہ و کعبہ ایمان رسولِ عربی
دو جہاں آپ پہ قربان رسولِ عربی

چاند ہو تم جو رسولانِ سلف تارے ہیں
سب نبی دل ہیں تو تم جان رسولِ عربی

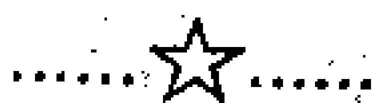
صدقہ حسنین کا روضہ پہ بلا لو مجھ کو
ہند میں ہوں میں پریشان رسولِ عربی

کس کی مشکل میں تری ذات نہ آڑے آئی
تیرا کس پر نہیں احسان رسولِ عربی

کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر تو ہے
سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسولِ عربی

تیرا دیدار ہے دیدارِ الٰہی مجھ کو
تیری الفت مرا ایمان رسولِ عربی

مجمعِ حشر میں اس شان سے آئے بیدم
ہاتھ میں ہو ترا دامان رسولِ عربی



میرا دل اور مری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

باعثِ ارض و سما صاحبِ لولاک لما
عینِ حق صورتِ انسان مدینے والے

بھر دے بھر دے مرے داتا مری جھولی بھر دے
اب نہ رکھ بے سر و سامان مدینے والے

کل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو
اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے

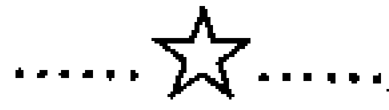
آڑے آتی ہے تری ذات ہر اک دکھیا کے
میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین
پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے

دل بھی مشتاقِ شہادت ہے کماں دارِ عرب
اس طرف بھی کوئی پیکان مدینے والے

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں
میرے آقا مرے سلطان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے



ادا کی لے رہی ہے عرش کی پہلونشیں ہوکر
زمیں روضہ کی تیرے روضہ کی زمیں ہوکر

رہا جو مدتوں تاجِ سرِ عرشِ بریں ہوکر
وہی چمکا عرب میں نورِ رب العالمیں ہوکر

محمدؐ سر سے پا تک مظہرِ حسنِ الٰہی ہیں
کہ آئے دہر میں تصویرِ صورت آفریں ہوکر

کریں تزئین مہر ویانِ عالم کو ضرورت ہے
تمھیں کیا چاہیے محبوب رب العالمیں ہوکر

محمدؐ سب سے پہلے ہم گنہگاروں کو پوچھیں گے
ہمیں وہ بھول سکتے ہیں شفیع المذنبیں ہوکر

ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے
چلے دُنیا سے ہم شیدائے ختم المرسلیں ہو کر
ہمارے سر پہ بیدم ظلِ دامانِ محمدؐ ہے
تو کیا کرے گا پھر خورشیدِ محشر خشمگیں ہو کر

☆

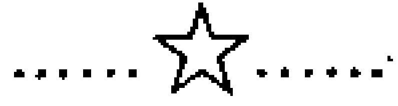
ماہِ درخشاں نیّرِ اعظم صلی اللہ علیک وسلم
از سر تا پا نورِ مجسم صلی اللہ علیک وسلم

میرے ہی کیا کل کے سرور ہر برتر سے بھی تم برتر
رحمتِ عالم خیر مجسم صلی اللہ علیک وسلم

ڈوبے ہوؤں کو تم نے ابھارا بگڑے ہوؤں کو تم نے سنوارا
حامی و محسنِ نوح و آدم صلی اللہ علیک وسلم

سب سے بڑھ کر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بالا
سرورِ دیں سردارِ عالم صلی اللہ علیک وسلم

حرزیمانی اسمِ اعظم دافعِ رنج و مصیبت بیدمؔ
نام مبارک قلعۂ محکم صلی اللہ علیک وسلم



سراجاً منیرا نگارِ مدینہ
تجلیِ مکہ بہارِ مدینہ

گھرا ہوں اکیلا میں انبوہِ غم میں
دوہائی ہے اے تاجدارِ مدینہ

مبارک تجھے نجد اے روحِ مجنوں
میں سو جان سے ہوں نثارِ مدینہ

الٰہی دمِ واپسیں سامنے ہو
وہ محبوبِ عالم نگارِ مدینہ

مجھے گردشِ چرخ گو پیس ڈالے
بنوں پر میں یارب غبارِ مدینہ

دلِ مبتلا کے ٹھکانے نہ پوچھو
جوارِ محمدؐ دیارِ مدینہ

کہاں باغِ عالم کی بیدم ہوائیں
کہاں وہ نسیمِ بہارِ مدینہ



شوقِ دیدار میں اب جی پہ مرے آن بنی
ارنی انت حبیبی شہِ مکی مدنی

خاتمِ جملہ رسل شمعِ سبل مصدرِ کل
نخلِ بستان عرب سروِ ریاضِ مدنی

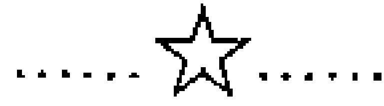
کششِ عشقِ نبی صلِ علیٰ صلِ علیٰ
مرحبا جذبۂ بے تاب و غریب الوطنی

کیوں نہ روضے کو ترے نور علیٰ نور کہوں
قبۂ نور پہ ہے چادرِ مہتاب تنی

موتی دندانِ مبارک کی چمک پر صدقے
لبِ رنگیں پہ ہے قربان عقیقِ یمنی

ہندی محتاج کو محروم نہ رکھیے سرکار
اے شہنشاہ عرب یثرب و بطحا کے دھنی

سب کی سنتے ہیں تو تیری بھی سنیں گے بیدمؔ
رائیگاں جا نہیں سکتی یہ کبھی نعرہ زنی



کیا پوچھتے ہو گرمیٔ بازارِ مصطفیٰؐ
خود بِک رہے ہیں آ کے خریدارِ مصطفیٰؐ

دل ہے مرا خزینۂ اسرارِ مصطفیٰؐ
آنکھیں ہیں دونوں روزنِ دیوارِ مصطفیٰؐ

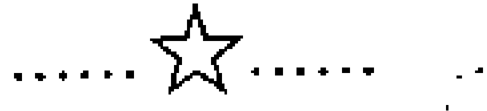
پھیلا ہوا ہے چاروں طرف دامنِ نگاہ
اور لٹ رہی ہے دولتِ دیدارِ مصطفیٰؐ

تفسیرِ مصحفِ رخِ پرنور والضحیٰ
واللیل شرحِ گیسوئے خمدارِ مصطفیٰؐ

نعلینِ پا سے عرشِ معلیٰ کو ہے شرف
روح الامینؑ ہیں غاشیہ بردارِ مصطفیٰؐ

کیونکر نہ سجدہ پیشِ رخِ مصطفیٰؐ کروں
طاقِ حرم ہے ابروئے خمدارِ مصطفیٰؐ

بیدمؔ نہ آؤں جا کے دیارِ رسولؐ سے
تربت ہو زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفےٰؐ



مناقب امام الطائفہ

حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہٗ

روحِ روانِ مصطفوی جانِ اولیا
مولا علی بہارِ گلستانِ اولیا

مشکل کشا و قوتِ بازوئے مصطفےٰ
خیبر کشا و شیرِ نیستانِ اولیا

بابِ علوم حیدر و صفدر امامِ دیں
شاہ و امیر و قیصر و خاقانِ اولیا

داتا سخی کریم ید اللہ بوالحسن
پُر ہے کرم سے آپ کے دامانِ اولیا

کحل البصر ہے خاکِ قدم بوتراب کی
نقشِ قدم ہے قبلۂ ایمانِ اولیاء

دیباچۂ کتابِ ولایت ہیں مرتضٰی
اور غوثِ پاک مطلعِ دیوانِ اولیاء

بیدمؔ سنائے جا یونہی نغمے بہار کے
خاموش ہو نہ بلبلِ بستانِ اولیاء

......☆......

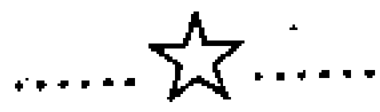
کعبۂ دل قبلۂ جاں طاقِ ابروئے علیؓ
ہو بہو قرآنِ ناطق مصحفِ روئے علیؓ

خاک کے ذروں میں عطر بوترابی کی مہک
باغ کے ہر پھول سے آتی ہے خوشبوئے علیؓ

اے صبا کیا یاد فرمایا ہے مولا نے مجھے
آج میرا دل کھنچا جاتا ہے کیوں سوئے علیؓ

دامنِ فردوس ہے ہر گوشۂ شہرِ نجف
ہے مقیمِ خلد گویا ساکنِ کوئے علیؓ

کیوں نہ ہوں کونین کی آزادیاں اُس پر نثار
ہے۔ دلِ بیدمؔ اسیرِ دامِ گیسوئے علیؓ



مدح حضرت غوث الاعظم محی الدینؒ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ

سرتاجِ پیراں قطبِ جہانی
میراں محی الدین شیخ زمانی
خضرِ طریقت شمعِ ہدایت
بحرِ حقیقت گنجِ معانی
جانِ پیمبر جانِ شبرؓ
حیدر کے دلبر زہرا کے جانی
ہاتھوں کے قرباں عقدہ کشائی
صدقہ لبوں پر معجز بیانی

جود و سخا میں لطف و عطا میں
ہمسر تمہارا کوئی نہ ثانی

اے کاش سنتے سرکارِ جیلاں
میری کہانی میری زبانی

اے رشکِ عیسیٰ بیدم ہے بیدم
کیجے علاجِ دردِ نہانی

......☆......

پھر دل میں مرے آئی یادِ شہِ جیلانی
پھرنے لگی آنکھوں میں وہ صورتِ نورانی

مقصودِ مریداں ہو اے مرشدِ لاثانی
تم قبلۂ دینی ہو تم کعبۂ ایمانی

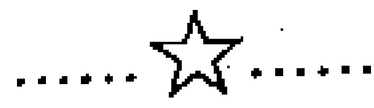
حسنین کے صدقے میں اب میری خبر لیجے
مدت سے ہوں اے مولا میں وقفِ پریشانی

اب دستِ کرم ہی کچھ کھولے تو گرہ کھولے
آسانی میں مشکل ہے مشکل میں ہے آسانی

شاہوں سے بھی اچھا ہوں کیا جانے کیا کیا ہوں
ہاتھ آئی ہے قسمت سے در کی ترے دربانی

سوتے ہیں پڑے سکھ سے آزاد ہیں ہر دکھ سے
بندوں کو ترے مولا غم ہے نہ پریشانی

بیدمؔ ہی نہیں اے جاں تنہا ترا سودائی
عالم ہے ترا شیدا دنیا تری دیوانی



جان پر بن گئی اب آیئے شیئاً لِلّٰہ
مشکل آساں مری فرمایئے شیئاً لِلّٰہ

کشتیاں ڈوبی ہوئی آپ نے تیرائی ہیں
میری امداد بھی فرمایئے شیئاً لِلّٰہ

آپ کا طالبِ دیدار ہوں غوث الثقلینؓ
روئے زیبا مجھے دکھلایئے شیئاً لِلّٰہ

اپنے دادا اسد اللہ کے قدموں کا طفیل
دستگیری مری فرمایئے شیئاً لِللّٰہ

ہند میں بے سروساماں رہے کب تک بیدم
اس کو بغداد میں بلوایئے شیئاً لِللّٰہ

☆

مدح حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ

خواجہ تری خاکِ آستانہ
ہے طرۂ تاجِ خسروانہ

ان کی ہی نظر کا ہوں نشانہ
دل لے کے جو ہو گئے روانہ

اے خواجہ معین الدینؒ چشتی
اے ہادی و مرشدِ یگانہ

سن لو مری دکھ بھری کہانی
سن لو غمِ ہجر کا فسانہ

مجھ پر بھی کرم کہ آپ کا ہوں
مجھ پر بھی نگاہِ خسروانہ

جن پر ہوئے مہربان خواجہ
بخشا اُنہیں چشت کا خزانہ

سرکار کے ناوکِ ادا کا
ہے طائرِ سدرہ بھی نشانہ

پروانہ و عندلیب سے سن
اے دل گل و شمع کا فسانہ

قائم رہے تا قیامِ عالم
یہ قصر یہ بزمِ صوفیانہ

ہنگامِ سجودِ پائے خواجہ
بیدم ہو نمازِ پنجگانہ

☆

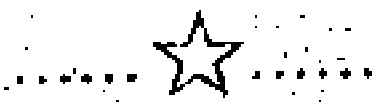
پیمانہ پہ دے بھر کر پیمانہ معین الدینؒ
آباد رہے تیرا میخانہ معین الدینؒ

تو گل ہے تو میں بلبل تو سرو تو میں قمری
تو شمع ہے میں تیرا پروانہ معین الدینؒ

تم ہی نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری
کس سے کہوں میں اپنا افسانہ معین الدینؒ

جو آتا ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا
ہے خلد بریں تیرا کاشانہ معین الدینؒ

پھر ہوش میں آنے کا میں نام نہ لوں بیدمؔ
کہہ دیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدینؒ



مدح حضرت شیخ المشائخ
سلطان الدارین خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ

میں آپ کا دیوانہ ہوں محبوبِ الٰہی
اپنے سے بھی بیگانہ ہوں محبوبِ الٰہی

میخانے سے تیرے کہیں جا ہی نہیں سکتا
دردی کشِ میخانہ ہوں محبوبِ الٰہی

قربان مرا دل ہے مری جان تصدق
تو شمع میں پروانہ ہوں محبوبِ الٰہی

مخمور نگاہوں کا تری روزِ ازل سے
مستانہ ہوں مستانہ ہوں محبوبِ الٰہی

مجھ بیدمِ دلِ خستہ کے ارمان نہ پوچھو
ارمانوں کا کاشانہ ہوں محبوبِ الٰہی



وہی دیتے ہیں مجھ کو اور انہیں سے مانگتا ہوں میں
نظام الدینؒ سلطان المشائخ کا گدا ہوں میں

مرے خواجہ جہاں میں آپ ہی کو لاج ہے میری
برا ہوں یا بھلا جیسا ہوں لیکن آپ کا ہوں میں

مجھے بھی اپنی محبوبی کا صدقہ کچھ عنایت ہو
کہ محبوبِ الٰہی تیرے در پر آ پڑا ہوں میں

مری فریاد بھی گنجِ شکرؒ کا واسطہ سنیے
کہ شاہا تلخئ ایام سے گھبرا گیا ہوں میں

ہزاروں حسرتیں لے کر تمہارے در پہ آیا ہوں
زباں خاموش ہے لیکن سراپا مدعا ہوں میں

مری عرضِ تمنا بھی عجب عرضِ تمنا ہے
کہ تم کو مانگتا ہوں اور تمہیں سے مانگتا ہوں میں

مرے وارث مرے والی نظام الدینؒ ہیں بیدم
انہیں کا مبتلا ہوں میں انہیں پر مرمٹا ہوں میں



مدح حضرت مخدوم عالم و عالمیاں
خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ

بہارِ باغ جنت ہے بہارِ روضۂ صابرؒ
جوارِ عرشِ اعلیٰ ہے جوارِ روضۂ صابرؒ

یہاں بے پردہ اللہ و نبی کی دید ہوتی ہے
ہمیں مکہ مدینہ ہے دیارِ روضۂ صابرؒ

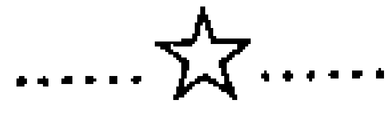
زمیں کلیر کی روضہ کی فضا پر ناز کرتی ہے
فلک ہوتا ہے پھر پھر کر نثارِ روضۂ صابرؒ

یہاں ہر مردہ دل آ کر حیات تازہ پاتا ہے
بہارِ جاوداں ہے ہمکنارِ روضۂ صابرؒ

رہے رنگیں چمن خونِ شہیدانِ محبت سے
سدا پھولے پھلے یہ لالہ زارِ روضۂ صابرؒ

بناؤں غازۂ رخسارِ ایماں خاک کلیر کی
مری آنکھوں کا سرمہ ہو غبارِ روضۂ صابرؒ

تصور سے نظر میں کوندتی ہیں بجلیاں بیدمؔ
عجب پُرنور ہیں نقش و نگارِ روضۂ صابرؒ



دلبرِ خواجہ فرید الدین گنج شکریؒ
یا علی احمدؒ علاؤالدین صابر کلیریؒ

شمع بزمِ فاطمہ گلدستۂ باغِ رسولؐ
گوہر درجِ حسن مہر سپہر حیدری

شہریارِ کلیری شاہنشہِ اقلیمِ فقر
صاحبِ صبر و رضا مسند نشین برتری

بہرِ خواجہ قطب دین و حضرتِ بابا فریدؒ
از پئے خواجہ معین الدین چشتی سنجریؒ

دے کے صدقہ خواجہ شمس الدین جلال الدین کا
اپنے بیدمؔ کو دکھا دو شانِ بندہ پروری



حقیقت میں ہو سجدہ جبہ سائی کا بہانہ ہو
الٰہی میرا سر ہو اور ان کا آستانہ ہو

تمنا ہے کہ میری روح جب تن سے روانہ ہو
دم آنکھوں میں ہو اور پیشِ نظر وہ آستانہ ہو

زباں جب تک ہے اور جب تک زباں میں تابِ گویائی
تری باتیں ہوں تیرا ذکر ہو تیرا فسانہ ہو

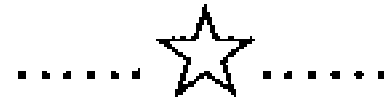
مری آنکھیں بنیں آئینہ حسنِ روئے صابرؒ کا
دلِ صد چاک ان کی عنبریں زلفوں کا شانہ ہو

بلا اس کی ڈرے پھر گرمی خورشید محشر سے
ترے لطف و کرم کا جس کے سر پر شامیانہ ہو

انہیں تو مشقِ تیرِ ناز کی دُھن ہے وہ کیا جانیں
کسی کی جان جائے یا کسی دل کا نشانہ ہو

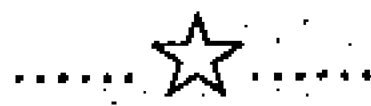
نہ پوچھ اس عندلیبِ سوختہ ساماں کی حالت کو
قفس کے سامنے برباد جس کا آشیانہ ہو

سر بیدمؔ ازل کے دن سے ہے وقفِ جبیں سائی
کسی کا نقشِ پا ہو اور کوئی آستانہ ہو



چادر شریف

غریب پرور و بندہ نواز کی چادر
امیرِ یثرب و شاہِ حجاز کی چادر
سروں پہ رکھے ہوئے آ رہے ہیں قدوسی
حضور صابرِ بندہ نواز کی چادر
ہٹا دے پردۂ صورت کو شاہدِ معنی
اٹھا دے نورِ حقیقت مجاز کی چادر
بہار آتے ہی ساغر بکف ہیں مستانے
ہے سر پہ ساقیٔ میکش نواز کی چادر
دوائے دردِ دلِ ناصبور ہے بیدمؔ
مرے مسیح مرے چارہ ساز کی چادر



مدح حضرت شیخ الشیوخ مخدوم
شیخ احمد عبدالحقؒ ردولوی صاحب توشہ قدس سرہ

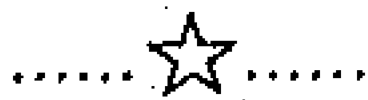
اے میرے دریا دل ساقی میرِ میخانہ عبدالحقؒ
اپنے میخواروں کا صدقہ بھر دے پیمانہ عبدالحقؒ

مہرِ ذرہ پرور تم ہو ہر دل میں ضیا گستر تم ہو
تم شمعِ بزمِ پیمبرؐ ہو عالم پروانہ عبدالحقؒ

اے مرشد کامل ہادی دیں اے محی الدین و معین الدینؒ
اے قطبِ جہاں شیخ عالم مخدوم زمانہ عبدالحقؒ

پھرتا ہوں مصیبت کا مارا صدموں سے ہے دل پارہ پارہ
تم ہی نہ سنو تو کون سنے میرا افسانہ عبدالحقؒ

جو در پہ تمہارے آتا ہے منہ مانگی مرادیں پاتا ہے
بیدمؔ کے بھی حالِ زار پہ ہو لطفِ شاہانہ عبدالحقؒ



مدح محبوب جل و اعلیٰ حضرت
سیدنا امیر ابوالعلا احراری اکبرآبادی قدس سرہ

خدیو کشور دیں خسروِ ملکِ خدا دانی
امیر ابوالعلا شاہنشہِ اقلیم عرفانی

علی کے لال ہو خاتونِ جنت کی نشانی ہو
معین الدینؒ کے پیارے خواجۂ احرار کے جانی

مجھے آسان سے آسان بھی ہر کام مشکل ہے
تمہیں مشکل نہیں سرکار میری مشکل آسانی

کرم کیجے کہ محتاج کرم سرکار آیا ہوں
رہا کیجے کہ آیا ہوں گرفتارِ پریشانی

ادھر بھی اک نظر بیدمؔ درِ دولت پہ حاضر ہے
معین الدینؒ کا بردہ سگِ درگاہِ جیلانی



مدح حضرت شاہ عبدالمنعم کنزالمعرفت قادری شاہ ولایت دیوہ شریفؒ

ہو مبارک تمہیں اے بادہ کشانِ منعمؒ
مے پیو کھل گئی لو آج دُکانِ منعمؒ

تو بھی کھو جائے تو پا جائے نشان منعمؒ
لامکاں سے بھی کچھ آگے ہے مکانِ منعمؒ

بے نشاں ہو تو ملے تجھ کو نشانِ منعمؒ
کہ جدا سارے جہاں سے ہے جہانِ منعمؒ

ہستی ہے نیستی اور نیسی ہستی ان کی
بے نشانی ہی تو ہے نام و نشانِ منعمؒ

حق سے جو چاہتے ہیں جس کو دلا دیتے ہیں
کبھی خالی نہیں جاتی ہے زبانِ منعمؒ

دولتِ قربِ الٰہی سے ہے سینہ معمور
یہی سرمایہ یہی گنجِ نہانِ منعمؒ

الفتِ صاحبِ لولاک ولائے حسنینؑ
دلِ منعمؒ ہے اگر وہ تو یہ جانِ منعمؒ

یاں کا ہر ذرّہ ہے گنجینۂ انوار خدا
بقعۂ نور ہے واللہ مکانِ منعمؒ

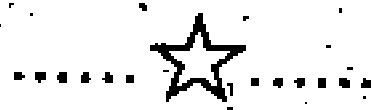
ساری دنیا سے نرالی ہیں ادائیں اُن کی
سارے عالم سے جدا شوکت و شانِ منعمؒ

اے خوشا بخت ترے خاکِ دیارِ دیوہ
تیرے آغوش میں پاتا ہوں مکانِ منعمؒ

آپ کا ڈھونڈھنا مشکل بھی ہے آسان بھی ہے
آپ کھو جائے تو پا جائے نشانِ منعمؒ

باغِ منعم کا ہر اک خار گلوں سے بہتر
رشکِ صد روضۂ رضواں ہے مکانِ منعمؒ

بیدمؔ ان آنکھوں کے قربان جو دیکھیں ان کو
صدقے اس دل کے جو ہو مرتبہ دانِ منعمؒ



چادر شریف

قادریہ چادر منعم کی جیلانی چادر منعم کی
محبوبی چادر منعم کی سبحانی چادر منعم کی

نورِ نظر وہاب یہ ہے یا جلوہ حسنِ محی الدین
ہمرنگِ ردائے مرتضوی روحانی چادر منعم کی

ہے تربتِ شاہ ولایت یہ یا بقعہ نورِ الٰہی ہے
ہے گوشہ دامنِ رحمت یا نورانی چادر منعم کی

عطر الفقر و فخری میں آئی ہو مدینہ سے بس کر
شاہانی چادر منعم کی سلطانی چادر منعم کی

گر شوقِ زیارت ہے بیدمؔ تو دیکھو دل کی آنکھوں سے
از فرشِ زمیں تا عرشِ بریں طولانی چادر منعم کی



مدح حضرت امام الاولیاء سیدنا وارث پاک
طاب اللہ ثراہ ونور اللہ ضریحہ

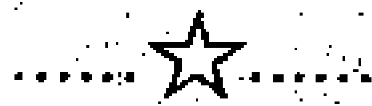
حضرت وارثؒ چراغِ خاندانِ پنجتنؑ
یادگارِ پنجتن نام و نشانِ پنجتنؑ

شاہِ تسلیم و رضا ابنِ شہیدِ کربلا
خواجۂ گلگوں قبا روحِ روانِ پنجتنؑ

سبز گنبد کے مکیں اے وارثِ دنیا و دیں
راحتِ قلبِ حزیں اے جانِ جانِ پنجتنؑ

نیّرِ برجِ سیادت گوہرِ تاجِ شرف
اے گلِ زہراؑ بہارِ بوستانِ پنجتنؑ

قبلۂ ایمان و دین نقشِ قدومِ اہل بیت
کعبۂ مقصود بیدمؔ آستانِ پنجتنؑ



ہے روزِ الست سے اپنی صدا وارثؒ مجھ میں مَیں وارثؒ میں
وہ راز مرا میں بھید اس کا وارثؒ مجھ میں مَیں وارثؒ میں

دریا سے وجودِ قطرہ ہے قطرے سے نمودِ دریا ہے
دریا قطرہ قطرہ دریا وارثؒ مجھ میں مَیں وارثؒ میں

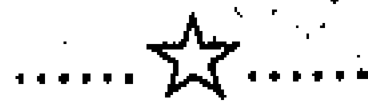
وہ نقطہ خطِ تقدیر ہوں میں وہ خامہ ہے اور تحریر ہوں میں
میں صورت ہوں اور وہ معنیٰ وارثؒ مجھ میں مَیں وارثؒ میں

وہ راز ہے پردہ راز ہوں میں وہ زمزمہ ہے اور ساز ہوں میں
ہے میری حقیقت آئینہ وارثؒ مجھ میں مَیں وارثؒ میں

وہ نیّرِ برج احدیت میں پرتوِ شانِ احدیت
مجھے کہتے ہیں ذرہ مہر نما وارثؒ مجھ میں مَیں وارثؒ میں

وہ چمن ہے چمن کی بہار ہوں میں وہ بہار ہے رنگِ بہار ہوں میں
وہ شمع ہے اور میں اس کی ضیا وارث مجھ میں مَیں وارث میں

دیدار کی دھن میں صبح و مسا بیدمؔ مجھے خوں روتے گزرا
حیرت چھائی جب یہ دیکھا وارث مجھ میں مَیں وارث میں



بلائے جاں ہے حسنِ رُوئے وارث
قیامت قامتِ دلجوئے وارث
قیودِ کیش و ملت سے ہیں آزاد
اسیرِ حلقۂ گیسوئے وارث
ہے روز دید وارث عید کا دن
ہلالِ عید ہے ابروئے وارث
انہیں کو تک رہی ہیں سب کی آنکھیں
کھنچا جاتا ہے ہر دل سوئے وارث
مرا ایمان حُبِّ وارثی ہے
مرا کعبہ ہے بیدم کوئے وارث

......☆......

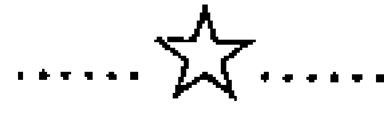
مرے دل کا دل جان کی جان وارث
مری زندگانی کا سامان وارث
بنائی ہے بگڑی ہوئی تم نے سب کی
مری مشکلیں بھی ہوں آسان وارث

انہیں روزِ محشر کا کھٹکا نہیں ہے
کہ جن کا بنا ہے نگہبان وارث
کوئی ایک دو ملک کا حکمراں ہے
تو دونوں جہاں کا ہے سلطان وارث
دمِ نزع تو آ کے صورت دکھا دے
کوئی دم کا بیدمؔ ہے مہمان وارث

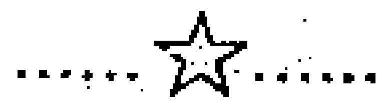


ہے آئینۂ پنجتن شانِ وارث
میں قربانِ وارث میں قربانِ وارث
زمیں تابعِ حکمِ سرکارِ دیوہ
ہیں ساتوں فلک زیرِ فرمانِ وارث
مرا کیا بگاڑے گا خورشیدِ محشر
مرے سر پہ ہے ظلِّ دامانِ وارث
کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے
ہے ہر شکل میں جلوہ گر شانِ وارث

نہ شاہی نہ شاہنشہی کی تمنا
ہے بیدم غلامِ غلامانِ وارث



ابن حسین و آلِ نبی وارثِ علی
چشم و چراغِ مرتضوی وارث علی
اے ہاشمی و مطلبی وارثِ علی
اے جانشینِ مصطفوی وارثِ علی
جانِ بتول و روح نبی دلبر حسین
سروِ ریاضِ پنجتنی وارثِ علی
حل کر دے مشکلیں مری حلاّلِ مشکلات
ہم شکل و ہم شبیہِ علی وارثِ علی
سو جاں سے جانِ بیدمِ خستہ ترے نثار
اے روح و راحتِ قلبی وارثِ علی



مہمان ہے خدا کا ہر میہمانِ وارث
اک شانِ کبریا ہے واللہ شانِ وارث

عشاقِ وارثی کو دیر و حرم سے مطلب
کونین سے جدا ہے واعظ جہانِ وارث

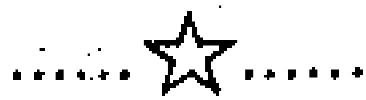
ہر نام نام اُن کا ہر جا مقام اُن کا
کیا پوچھتے ہو مجھ سے نام ونشانِ وارث

بلبل تری صدا سے ہوتا ہے درد دل میں
تو لے اُڑی کہاں سے طرزِ بیانِ وارث

خسرو کا تاج وتختِ کسریٰ و گنجِ قاروں
لاتا نہیں نظر میں ہر پاسبانِ وارث

میدانِ حشر کی بھی رنگیں بہار ہوگی
آئے گا پیشِ داور جب کاروانِ وارث

زاہد کو ہوں مبارک بیت الحرم کے سجدے
بیدم ہمارا سر ہو اور آستانِ وارث



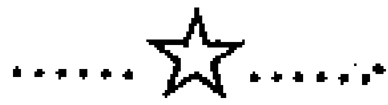
فدا ہے جان تو دل مبتلائے وارث ہے
غرض کہ مجھ میں جو کچھ ہے برائے وارث ہے

وہ دل ہے دل جو ہے آئینہ دارِ حسن و جمال
وہی ہے آنکھ جو محوِ لقائے وارث ہے

زمینِ دیوہ کے آنکھوں سے ذرے چنتا ہوں
کہ دردِ دل کی دوا خاکِ پائے وارث ہے

اسی لیے ہے سرِ شوق اپنا وقفِ سجود
کہ ذرّے ذرّے میں دولت سرائے وارث ہے

نہ اتقا نہ ریاضت نہ زُہد ہے نہ ورع
متاعِ بیدمؔ خستہ عطائے وارث ہے



قدسیوں میں ہے شمارِ خادمانِ وارثی
رشکِ فردوسِ بریں ہے آستانِ وارثی

دل کے ذروں کو وہیں لے چل اُڑا کر اے صبا
جس جگہ ہو خاکِ پائے عاشقانِ وارثی

عالمِ میثاق میں پی تھی شرابِ معرفت
ہوش میں اب تک نہیں ہیں مے کشانِ وارثی

عرصۂ محشر میں بھی ان پر نہیں خوف و ہراس
پھر رہے ہیں جھومتے دیوانگانِ وارثی

دین وملت سے جدا ہیں یاں کے آئین وطریق
یعنی دنیائے محبت ہے جہانِ وارثی

پنجتن کے نام کا طغرا ہے خطِ نور میں
دور سے چمکے گا محشر میں نشانِ وارثی

پھر تو بیدؔم منزلِ مقصود تک پہنچیں گے ہم
بن گئے جب مٹ کے گردِ کاروانِ وارثی

......☆......

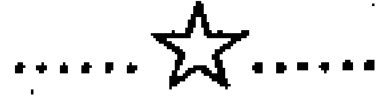
تری سرکار ہے عالی مرے وارث مرے والی
نہ رکھ دامن مرا خالی مرے وارث مرے والی

بلا سے مرنے والوں کے نشانِ قبر مٹ جائیں
کیئے جا مشقِ پامالی مرے وارث مرے والی

مری تسکینِ خاطر کو تصور ہی میں آ جاؤ
میں تنہا رات ہے کالی مرے وارث مرے والی

ابھی تک نشہ پاتا ہوں میں آنکھوں میں کہ دیکھی ہے
تمہاری آنکھ متوالی مرے وارث مرے والی

تمنا ہے یہ بیدمؔ کی مری آنکھوں کے حلقے ہوں
تمہارے روضہ کی جالی مرے وارث مرے والی



دل اڑائے لیے جاتی ہے ہوا دیوے کی
ملتی جلتی ہے مدینہ سے فضا دیوے کی

برہمن کاشی پہ صدقے ہیں تو کعبہ پہ شیوخ
اور ہم خیر مناتے ہیں سدا دیوے کی

میرے ہر ذرے کو پابوسیٔ وارث ہو نصیب
خاک بھی مجھ کو بنائے تو خدا دیوے کی

حشر تک ہوش میں آنا نہیں ممکن اُن کا
پی چکے ہیں جو مئے ہوشربا دیوے کی

نکہتِ گیسوئے وارث میں بسی ہے بیدمؔ
بوئے عرفاں سے معطر ہے صبا دیوے کی



فضلِ خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاء
فرمانِ کردگار ہے فرمانِ اولیاء

وہ جانتے ہیں کیفیتِ بادۂ الست
جو پی چکے ہیں ساغرِ عرفانِ اولیاء

ہے بخششِ خدا کا کرمِ اولیاء کا نام
ظلِّ خدا ہے سایۂ دامانِ اولیاء

محبوب اور محبّ میں یہاں تفرقہ نہیں
واللہ اولیاء ہیں محبانِ اولیاء

اے زاہدِ فسردہ اگر شوقِ خلد ہے
آ دیکھ لے بہارِ گلستانِ اولیاء

ہر دل میں اُن کے نور کی پھیلی ہے روشنی
وارث علی ہیں شمعِ شبستانِ اولیاء

شاہی کی جستجو نہ تجمل کی آرزو
بیدمؔ ہے اک غلامِ غلامانِ اولیاء



تمہیدِ تمنا ہے نہ عنوانِ تمنا
ناکامی ہے اک مطلعِ دیوانِ تمنا

اک دل تھا سو ہم کر چکے قربانِ تمنا
اب بے سر و سامانی ہے سامانِ تمنا

ہاں ہاں یہی دل تھا کبھی ایوانِ تمنا
اب دیکھ رہے ہو جسے زندانِ تمنا

کیا جانے کوئی وسعتِ میدانِ تمنا
عالم بھی ہے اک گوشۂ دامانِ تمنا

اللہ مرے شوق کو رکھے مرے دل میں
لے دے کے یہی ایک تو ہے جانِ تمنا

پنہاں درِ یکتا کی طرح تھی یہ صدف میں
نکلی مرے دل سے تو بڑی شانِ تمنا

یارب دلِ مشتاق کا ٹوٹے نہ سہارا
گل ہو نہ کبھی شمعِ شبستانِ تمنا

لینا خبر اے شوق کہ یہ وقتِ مدد ہے
چھٹتا ہے مرے ہاتھ سے دامانِ تمنا

کب سے درِ مقصود پہ دم توڑ رہی ہے
کیا ہے کہ نکلتی ہی نہیں جانِ تمنا

سینہ جو ہوا چاک تو ارماں نکل آئے
آزاد ہوئے سارے اسیرانِ تمنا

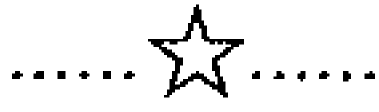
دردِ دلِ بے تاب ذرا اور ترقی
ہاں المدد اے خاصۂ خاصانِ تمنا

مہندی نے چرایا کبھی پھولوں نے اڑایا
آخر نہ چھپا خونِ شہیدانِ تمنا

ہر ذرہ مری خاک کا ہے شوق کی دنیا
ہر قطرہ مرے اشک کا طوفانِ تمنا

یہ آخری ہچکی تھی مریضِ شبِ غم کی
یا ٹوٹا ہے قفلِ درِ زندانِ تمنا

داغِ دلِ بیدؔم کی چمک ہی نہیں جاتی
بجھتی ہی نہیں شمعِ شبستانِ تمنا



ترے جلووں کی نیرنگی سے دل ہے منتشر اپنا
ہوا جاتا ہے دھندلا مطلعِ ذوقِ نظر اپنا

تصور کی حدوں سے بڑھ گیا ذوقِ نظر اپنا
کہ دھوکا ہو گیا اکثر تری تصویر پر اپنا

مقامِ عاشقی اے ابوالہوس ہے دور تر اپنا
کہاں یہ منظرِ پستی کہاں اوجِ نظر اپنا

وہ زلفیں خواب میں ہم دیکھ کر جاگے تو یہ دیکھا
کہ اک تقدیر پر ہے ہاتھ اک زنجیر پر اپنا

بحمداللہ کہ ان کے در پہ نکلی جان سجدے میں
جو ڈوبا بھی تو بیڑا ساحلِ مقصود پر اپنا

جلا کر خرمن ہستی کو ان کی دید کی اے دل
تماشا آج تو بھی دیکھ لے گھر پھونک کر اپنا

یہ جب آتے ہیں تو پھر نام جانے کا نہیں لیتے
سمجھ رکھا ہے میرے دل کو ارمانوں نے گھر اپنا

نظر آئیں گی رنگِ حسن میں سو عشق کی شانیں
نکھر کر اور کچھ ہو جائے گا ذوقِ نظر اپنا

جگا دے گا یہی خوابِ لحد سے چٹکیاں لے کر
سلامت ہے اگر اے ہمنشیں دردِ جگر اپنا

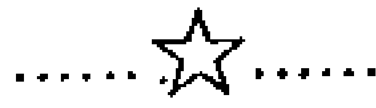
فرازِ عشق سے کچھ دور پہنچیں وسعتیں دل کی
بھلا اس تنگنائے دہر میں کیا ہو گذر اپنا

فلک پر ڈھونڈتے ہیں ہم وہ ایمن پر چمکتی ہے
یہ معیارِ تجلی ہے وہ معیارِ نظر اپنا

نظر تک ان کی پہنچے کس طرح مکتوبِ ناکامی
ٹھہر جاتا ہے طوبیٰ تک پہنچ کر نامہ بر اپنا

لبوں پر آخری اک سانس ہے اور شمع بجھتی ہے
نوید اے صبحِ ناکامی ہے قصہ مختصر اپنا

ضرور اک دن وہ بیدم ہمکنارِ آرزو ہوں گے
ہمیں کیا لینے جانا ہے دعا اپنی اثر اپنا



نہ محرابِ حرم سمجھے نہ جانے طاقِ بتخانہ
جہاں دیکھی تجلی ہوگیا قربان پروانہ

دلِ آزاد کو وحشت نے بخشا ہے وہ کاشانہ
کہ اک در جانبِ کعبہ ہے اک در سوئے بتخانہ

بنائے میکدہ ڈالی جو تو نے پیرِ میخانہ
تو کعبہ ہی رہا کعبہ نہ پھر بتخانہ بتخانہ

کہاں کا طور مشتاقِ لقا وہ آنکھ پیدا کر
کہ ذرّہ ذرّہ ہو نظّارہ گاہِ حسنِ جانانہ

خدا پوری کرے یہ حسرتِ دیدار کی حسرت
کہ دیکھوں اور ترے جلوؤں کو دیکھوں بے حجابانہ

شکستِ توبہ کی تقریب میں جھک جھک کے ملتے ہیں
کبھی پیمانہ شیشہ سے کبھی شیشہ سے پیمانہ

سجا کر لختِ دل سے کشتیِ چشمِ تمنّا کو
چلا ہوں بارگاہِ عشق میں لے کر یہ نذرانہ

کبھی جو پردۂ بے صورتی میں جلوہ فرما تھے
انہیں کو عالمِ صورت میں دیکھا بے حجابانہ

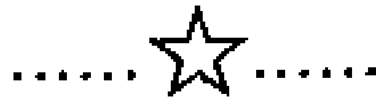
مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے
کہ اپنا ہی رہا اپنا نہ اب بیگانہ بیگانہ

جلا کر شمع پروانے کو ساری عمر روتی ہے
اور اپنی جان دے کر چین سے سوتا ہے پروانہ

کسی کی محفلِ عشرت میں پیہم دور چلتے ہیں
کسی کی عمر کا لبریز ہونے کو ہے پیمانہ

ہماری زندگی تو مختصر سی اک کہانی تھی
بھلا ہو موت کا جس نے بنا رکھا ہے افسانہ

یہ لفظِ سالک و مجذوب کی ہے شرح اے بیدمؔ
کہ اک ہشیارِ ختم المرسلینؐ اور ایک دیوانہ



مرے دردِ نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو
جو لفظوں کا ہو مجموعہ وہ میری داستاں کیوں ہو

پہنچ کر خونِ دل آنکھوں تک اشکوں میں نہاں کیوں ہو
الٰہی حاصلِ دردِ محبت رائیگاں کیوں ہو

لحد پر آکے میری خاک سے دامن کشاں کیوں ہو
نہیں معلوم تم اس درجہ مجھ سے بدگماں کیوں ہو

ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی
مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو

مٹا دو شوق سے آ کر مٹا دو میری تربت کو
جو تم پر مر مٹا ہو اس کا اتنا بھی نشاں کیوں ہو

ترے قدموں پہ سر ہے سامنے تُو ہے تصور میں
مرا نقشِ جبیں پھر بارِ سنگ آستاں کیوں ہو

مجھے پامال بھی کرتے ہیں اندازِ تغافل سے
مجھی سے پوچھتے بھی ہیں کہ سرگرمِ فغاں کیوں ہو

بہارِ عارضِ گلگوں کا جلوہ ہے نگاہوں میں
خزاں ناآشنا ہوں میں مجھے خوفِ خزاں کیوں ہو

کہاں ایمان کس کا کفر اور دیر و حرم کیسے
ترے ہوتے ہوئے اے جاں خیالِ دو جہاں کیوں ہو

نئی دنیا بنا دی لذّتِ ذوقِ اسیری نے
قفس کے رہنے والوں کو خیالِ آشیاں کیوں ہو

ترے تیروں نے بیدمؔ کو حیاتِ جاوداں بخشی
حیاتِ جاوداں کا نام مرگِ جاوداں کیوں ہو

......☆......

مرے ہوتے ہوئے کوئی شریکِ امتحاں کیوں ہو
ترا دردِ محبت بھی نصیبِ دشمناں کیوں ہو

جو منزل تک پہنچنا ہے تو گردِ کارواں کیوں ہو
جو گردِ کارواں بھی ہو تو گردِ رایگاں کیوں ہو

وہی بزمِ تجلی ہے وہی نغموں کی بے تابی
ابھی سنتے ہیں ہم خاموش سازِ کن فکاں کیوں ہو

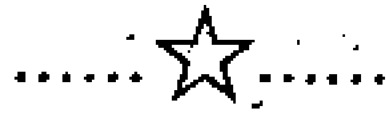
مرا ہست و عدم جب پاک ہے حدِ تعین سے
تو پھر تیرے لیے قیدِ مکان و لا مکاں کیوں ہو

خیالِ وصلِ جاناں طالعِ بیدار دشمن ہے
مری آنکھوں تک آتے آتے وہ خواب گراں کیوں ہو

مری آنکھوں سے پردہ ہے جو دل میں رہنے والوں کو
تخیل موجزن کیوں ہو تصور ضوفشاں کیوں ہو

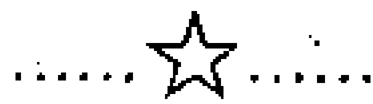
اگر میں ہوں تو پھر تم کیا تمہاری جستجو کیسی
نہیں ہوں میں تو مجھ پر میرے ہونے کا گماں کیوں ہو

وہ شیدا حسنِ صورت پر، فدائے حسنِ معنیٰ ہم
فسانہ قیس کا بیدمؔ ہماری داستاں کیوں ہو



یہ نہیں معلوم کوئی زینتِ آغوش ہے
بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے
عرضِ حالِ دل کا اس کی بزم میں اک جوش ہے
دفترِ صد آرزو گویا لبِ خاموش ہے
ساقی آنکھوں میں تری وہ بادۂ سرجوش ہے
اک نظر میں میکدہ کا میکدہ بے ہوش ہے
روزِ وصلِ یار ہے کیسی قیامت حشر کیا
ذرّہ ذرّہ آج پھیلائے ہوئے آغوش ہے
ایسے کھوئے ہیں کہ اپنا ہے نہ بیگانے کا ہوش
فکرِ فردا ہے نہ مستوں کو خیالِ دوش ہے
جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش ہے

عرصۂ محشر میں اک طوفان برپا کر دیا
قطرۂ خونِ دلِ عاشق میں کتنا جوش ہے
وہ کہیں پچھلے پہر آئیں گے بہرِ فاتحہ
شام ہی سے آج تو شمعِ لحد خاموش ہے
ان کے رُخ سے پردہ اٹھ جائے تو پھر معلوم ہو
کس کو کتنی بے خودی ہے کس کو کتنا ہوش ہے
ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لیے
جو ترے کوچہ میں ہے اے جاں کفن بردوش ہے



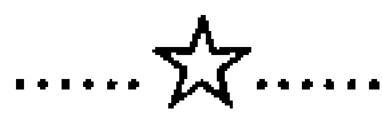
کاش مری جبینِ شوق سجدوں سے سرفراز ہو
یار کی خاکِ آستاں تاجِ سرِ نیاز ہو
ہم کو بھی پائمال کر عمر تری دراز ہو
مستِ خرامِ ناز ادھر مشقِ خرامِ ناز ہو
چشمِ حقیقت آشنا دیکھے جو حسن کی کتاب
دفترِ صد حدیثِ راز ہر ورقِ مجاز ہو

سامنے روئے یار ہو سجدہ میں ہو سرِ نیاز
یونہی حریم ناز میں آٹھوں پہر نماز ہو

اس کے حریم ناز میں عقل و خرد کو دخل کیا
جس کی گلی کی خاک کا ذرّہ جہانِ راز ہو

تیری گلی میں پا کے جا' جائے کہاں ترا گدا
کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو

بیدؔم خستہ ہجر میں بن گئی جانِ زار پر
جس نے دیا ہے دردِ دل کاش وہ چارہ ساز ہو



میں اور حسنِ یار کا جلوہ لیے ہوئے
ذرّہ ہے دلفریبیٔ دنیا لیے ہوئے

ویران دل کا آنکھوں میں نقشہ لیے ہوئے
صحرا میں پھر رہا ہوں میں صحرا لیے ہوئے

دردِ فراق' زخمِ جگر' داغ ہائے دل
آیا ہوں اُن کی بزم سے کیا کیا لیے ہوئے

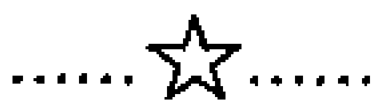
کیوں کر کروں نہ سجدہ رہِ کوئے یار میں
ہر ذرّہ ہے تجلیِ کعبہ لیے ہوئے

بتخانے سے غرض ہے نہ مسجد سے واسطہ
پھرتی ہے مجھ کو تیری تمنا لیے ہوئے

جس شاخ پر چمن میں بنایا تھا آشیاں
بجلی گری اُسی کا سہارا لیے ہوئے

آنکھوں میں پھر رہا ہے جمالِ منیر دوست
غش ہیں کلیم برقِ تجلی لیے ہوئے

دنیا سے بے نیاز زمانہ سے بے خبر
بیدم ہے تیرا تیری تمنا لیے ہوئے



کاش سمجھے مرا سوزِ غمِ پنہاں کوئی
گل کرے آ کے چراغِ تہِ داماں کوئی

زلزلوں سے نہ لحد کے ہو پریشاں کوئی
ڈال دے قبر پہ خاکِ درِ جاناں کوئی

اس سے ہم کہتے ہیں ملتا ہے جو انساں کوئی
کہ تری شکل میں پنہاں ہے مری جاں کوئی

اللہ اللہ رے مرے غم کدۂ دل کی بہار
آج اُسی اُجڑے ہوئے گھر میں ہے مہماں کوئی

حشر کے دن کی درازی کا بھرم کھل جائے
دیکھ لے آ کے جو طولِ شبِ ہجراں کوئی

داغ ہائے غمِ جاناں سے ہے سینہ گلزار
باغِ عالم میں ہے فردوس بداماں کوئی

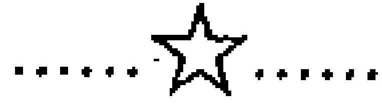
ناوک انداز تجھے اپنی اداؤں کی قسم
ترکشِ ناز میں رہ جائے نہ پیکاں کوئی

ذرہ ذرہ ہے رہ عشق کا صحرائے جنوں
دشت مجنوں ہے بیاباں میں بیاباں کوئی

لاکھوں آزادیاں اس ایک اسیری پہ نثار
آئے پہنچانے کو جب تا درِ زنداں کوئی

شانِ رحمت کے لیے حیلۂ بخشش مل جائے
بات اتنی ہے کہ ہو جائے پشیماں کوئی

پردۂ ہستیِ موہوم اٹھا دے بیدمؔ
دیکھے پھر تیری طرح جلوۂ جاناں کوئی



میری تربت پہ ہے انگشت بدنداں کوئی
خاک میں مجھ کو ملا کر ہے پشیماں کوئی

رشکِ عیسیٰ ہو کوئی فخرِ سلیماں کوئی
ہو کے دیکھے تو گدائے درِ جاناں کوئی

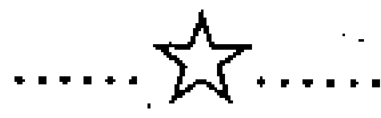
اب نہ وہ شورِ سلاسل ہے نہ آہوں کی صدا
لے گیا ساتھ ہی سب رونقِ زنداں کوئی

مشعلِ راہِ وفا ہے مرا ذرّہ ذرّہ
کیوں مری خاک پہ کرتا ہے چراغاں کوئی

اُن کے چہرے سے نقاب اٹھتے ہی دنیا بدلی
کوئی دامن ہے سلامت نہ گریباں کوئی

ہے جبیں سائی سنگِ درِ جاناں جو نصیب
آج کل اپنے مقدر پہ ہے نازاں کوئی

پھر چلا کعبہ سے میں دیرِ بتاں کو بیدمؔ
نہ ہوا ہوگا مری طرح پشیماں کوئی

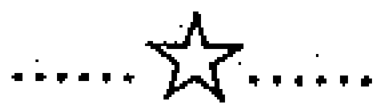


ہتھیلی پر لیے سر عشق کے دربار میں آیا
میں جس سرکار کا بندہ تھا اس سرکار میں آیا

یہ کیفیت کہاں دیر و حرم کی سجدہ گاہوں میں
جو لطفِ جبہّ سائی آستانِ یار میں آیا

نشیمن ہے نہ وہ گل ہیں نہ شاخِ آشیاں باقی
قفس سے چھوٹ کر ناحق ہی میں گلزار میں آیا

غمِ ناکامیٔ قسمت کی دنیا سے شکایت کیا
وہی بہتر ہے جو بیدمؔ مزاجِ یار میں آیا



قسمت کھلی ہے آج ہمارے مزار کی
چادر پڑی ہے گوشۂ دامانِ یار کی

کیسا فشار کیسی اذیت فشار کی
لذت ملی ہے قبر میں آغوشِ یار کی

وحشت یہ کہہ رہی ہے دلِ بیقرار کی
پھر خاک چھاننی ہے ہمیں کوئے یار کی

کوچے میں تیرے دوشِ صبا پر سوار ہے
کس اوج پر ہے خاک ترے خاکسار کی

دل بھی گیا جگر بھی گیا جان بھی چلی
اچھی گھڑی ہے آرزوئے وصلِ یار کی

در پر جگہ نہ دامنِ دلدار پر قرار
مٹی خراب ہے مرے مشتِ غبار کی

نیرنگیٔ زمانہ سے دل سیر ہوگیا
اب غم خزاں کا ہے نہ خوشی ہے بہار کی

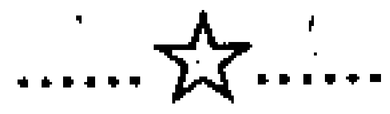
عبرت سے شیب و شاب پہ میرے نظر کرو
تصویر ہوں میں گردشِ لیل و نہار کی

لاؤ میں شام ہی سے نہ کچھ کھا کے سو رہوں
دیکھی ہے صبح کس نے شبِ انتظار کی

وہ جیتے جی تو بہرِ عیادت نہ آ سکے
اب آ رہے ہیں خاک اڑانے مزار کی

ناپایدار ہستی ناپایدار ہے
ہستی ہی کیا ہے ہستی ناپایدار کی

بیدمؔ نہ اپنا نخلِ تمنا ہرا ہوا
آئی بھی اور گذر بھی گئی رُت بہار کی



چومی رکاب اٹھ کے کسی شہسوار کی
ہمت تو دیکھیے مرے مشتِ غبار کی

ہر شے میں دیکھتا ہوں جھلک حسنِ یار کی
مشتاق کو تمیز نہیں نور و نار کی

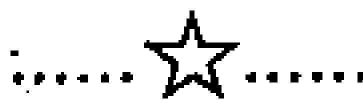
اے اضطراب پردۂ رازِ نہاں نہ کھول
تجھ کو قسم ہے گوشۂ دامانِ یار کی

بجلی کی طرح مجھ کو تڑپنے سے کام ہے
تصویر ہوں میں اپنے دلِ بے قرار کی

بادِ صبا مٹاتی ہے میرے مزار کو
مٹتی ہے یادگار ترے یادگار کی

اچھا ہوا کہ حسرت و ارمان مٹ گئے
اب چین سے کٹے گی دلِ بے قرار کی

بیدمؔ جہاں میں صبح قیامت ہے جس کا نام
شاید وہی سحر ہے شبِ انتظار کی



دلِ وحشی مرا شیدائے زلفِ عنبریں ہو کر
چلا ہے نجد کو مجنوں کا سجادہ نشیں ہو کر

کسی کی سرکشی تیرے مقابل چل نہیں سکتی
رہے گا آسماں بھی تیرے کوچہ کی زمیں ہو کر

برا ہو ناامیدی کا اسے بھی لے چلی دل سے
خیالِ وصل جو برسوں رہا تھا دل نشیں ہو کر

ترے دامن نے برسوں شرم رکھی میرے زخموں کی
تو کیا آنسو نہ پونچھے گی یہ تیری آستیں ہو کر

کہو اب کیا علاج اس میری برگشتہ نصیبی کا
کہ جب ہاں بھی کسی کے لب تک آتی ہو نہیں ہو کر

ہماری خاک ہوتی یار کے نقشِ قدم ہوتے
ہم اس کوچہ میں رہتے کاش پیوندِ زمیں ہو کر

یہ محرومیٔ قسمت ہے کہ ان کے وصل کی حسرت
رہی آنکھوں ہی آنکھوں میں نگاہِ واپسیں ہو کر

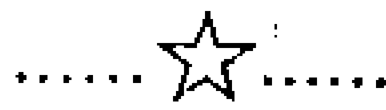
کوئی روئے کسی کی بے نیازی کو غرض کیا ہے
کسی کے اشک کیوں پونچھے کسی کی آستیں ہو کر

مرے ہی خرمنِ ہستی کو پھونکا اُس نے اے بیدمؔ
بچایا غیر کا گھر میری آہِ آتشیں ہو کر



دل کو میرے جلوہ گاہِ روئے روشن کر دیا
رشکِ جنت یار نے صحرائے ایمن کر دیا
تو نے کافر مجھ کو اے ایماں کے دشمن کر دیا
کعبۂ دل کو مرے دیرِ برہمن کر دیا
اب باآسانی نکل جائیں گی اپنی حسرتیں
یار کے تیرِ نظر نے دل میں روزن کر دیا
وسعتِ شوقِ لقا کیا پوچھتے ہو اے کلیم
جس نے ہر ذرہ مجھے وادیٔ ایمن کر دیا
دشمنی سرکار کی کیا جانے کیا ڈھاتی ستم
دوستی نے آپ کی دنیا کو دشمن کر دیا

جوشِ وحشت کیا کیا یہ کیا کیا دستِ جنوں
جامۂ ہستی کا میرے چاک دامن کر دیا
واہ ری قسمت جو دل کُل تک تھا اس کی جلوہ گاہ
آج اس کو حسرت وارماں کا مسکن کر دیا
عشق پروانہ سے ہے بیدمؔ فروغِ شمعِ حسن
میری بدنامی نے ان کا نام روشن کر دیا



طور والے تری تنویر لیے بیٹھے ہیں
ہم تجھی کو بتِ بے پیر لیے بیٹھے ہیں
جگر و دل کی نہ پوچھو جگر و دل میرے
نگہِ ناز کے دو تیر لیے بیٹھے ہیں
ان کے گیسو دلِ عشاق پھنسانے کے لیے
جا بجا حلقۂ زنجیر لیے بیٹھے ہیں
اے تری شان کہ قطروں میں ہے دریا جاری
ذرّے خورشید کی تنویر لیے بیٹھے ہیں

پھر وہ کیا چیز ہے جو دل میں اتر جاتی ہے
تیغ پاس ان کے نہ وہ تیر لیے بیٹھے ہیں

مے عشرت سے بھرے جاتے ہیں اغیار کے جام
ہم تہی کاسۂ تقدیر لیے بیٹھے ہیں

کشورِ عشق میں محتاج کہاں ہیں بیدم
قیس و فرہاد کی جاگیر لیے بیٹھے ہیں

☆

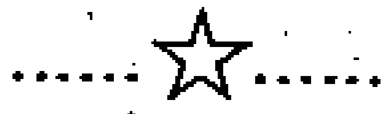
بھر دیا دامنِ مراد رُخ سے نقاب اٹھا دیا
جتنی تھی آرزو مجھے اُس سے کہیں سوا دیا

کیا کہیں اس نگاہ نے کیا لیا اور کیا دیا
ہم نے جو کچھ لیا لیا اس نے جو کچھ دیا دیا

اپنے مریضِ ہجر کا خوب علاج کر گئے
سینہ پہ رکھ کے دستِ ناز دردِ جگر بڑھا دیا

میری فغاں سے بارہا آیا زمیں پہ زلزلہ
جب کبھی ویسے آہ کی عرشِ بریں ہلا دیا

مجھ کو مٹا کے یار نے قبر بھی دی مری مٹا
نامِ وفا کے ساتھ ساتھ نقشِ وفا مٹا دیا
صورتِ شمعِ بزم ہوں میری فنا بقا ہی کیا
شام ہوئی جلا دیا صبح ہوئی بجھا دیا
بیدمِ زار کی اگر آہ کا واں نہیں اثر
پھر کہو خواب ناز سے کس نے انہیں جگا دیا



محمل کے قریں رہ کر مجنوں تو رہے محروم
اور دید سے لیلیٰ کی پردوں کا کھلے مقسوم

لپٹا کے کلیجہ سے ہم رو ہی لیا کرتے
اے کاش کہیں ملتے ارمانِ دلِ مرحوم

دل آنا ہے دل جانا الفت نہیں آفت ہے
ہاں تم اسے کیا سمجھو ہاں ہاں تمہیں کیا معلوم

دن آیا تو بیتابی رات آئی تو بے خوابی
جب دل کی یہ حالت ہے خیریتِ جاں معلوم

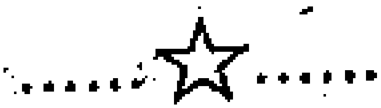
کہنے کو تو ہم دو ہیں پر فرد ہیں عالم میں
تم سا نہ کوئی ظالم ہم سا نہ کوئی مظلوم

اسرار محبت کو سمجھے کہ نہ کچھ سمجھے
اتنا ہی ہوا معلوم کچھ بھی نہ ہوا معلوم

یہ نیچی نظر والے اک فتنۂ محشر ہیں
کہنے کو بڑے بھولے بیچارے بڑے معصوم

پژمردہ نہ ہوں کیا ہوں، ہم مردہ نہ ہوں کیا ہوں
ہاں زندہ تھے زندہ تھا جب اپنا دلِ مرحوم

بیدمؔ یہ محبت ہے یا کوئی مصیبت ہے
جب دیکھیے افسردہ جب دیکھیے جب مغموم



پہلو میں دل ہے دل میں تمنائے یار ہے
آئینہ ہے جہاں وہیں آئینہ دار ہے

چکر میں ہے سوار جو اس پر سوار ہے
کیا تیز گام ابلقِ لیل و نہار ہے

آہٹ پہ کان در پہ نظر بار بار ہے
کچھ خیر تو ہے کس کا تمہیں انتظار ہے

اک میں کہ مجھ سے سارے زمانے کو اختلاف
اک تم کہ تم پہ ساری خدائی نثار ہے

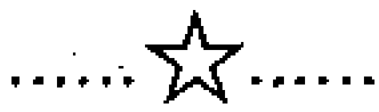
تم شوق سے جفا کیے جاؤ ستم کرو
یہ کس نے کہہ دیا کہ مجھے ناگوار ہے

یوں جا رہا ہوں داورِ محشر کے سامنے
سینہ پہ ہاتھ ہاتھ میں تصویرِ یار ہے

دامن کسی کا چھوتے ہی معراج ہو گئی
مشتِ غبار دوشِ ہوا پر سوار ہے

کس کو سنا رہی ہے صبا مژدۂ بہار
ہم کیا کریں جو آمدِ فصلِ بہار ہے

نیرنگِ روزگار پہ کس کی نظر نہیں
ہر آنکھ اک مرقعِ لیل و نہار ہے
بیدم ملے جو مجمعِ احباب دلنواز
پھر تو خزاں بھی ہو تو ہماری بہار ہے



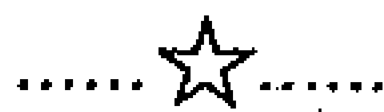
گھونگھٹ اُس رُخ سے گر جدا ہو جائے
پھر خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے
جان تم پر مری فدا ہو جائے
دل لگانے کا حق ادا ہو جائے
کام کر جائے ان کی پہلی نظر
ابتدا ہی میں انتہا ہو جائے
تم اگر زہر بھی مجھے دے دو
دردِ دل کی مرے دوا ہو جائے
کھینچئے تو کھینچیں دل سے آہ کوئی
کھینچے تو حشر ابھی بپا ہو جائے

اُن کے در پر مروں میں سجدے میں
عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے

اک مری جان کے ہیں سو جھگڑے
فیصلہ کر دو فیصلہ ہو جائے

آپ اور پاسِ قول ناممکن
آپ کا وعدہ اور وفا ہو جائے

بس بھلائی اسی میں ہے بیدمؔ
غیر سے اُن کا دل بُرا ہو جائے



اس کو دنیا اور نہ عقبیٰ چاہیے
قیس لیلےٰ کا ہے لیلیٰ چاہیے

اب جو کچھ کرنا ہے کرنا چاہیے
آج ہی سے کارِ فردا چاہیے

ان بتوں سے دل لگانے کے لیے
سچ ہے پتھر کا کلیجا چاہیے

دیکھنا ان کا تو قسمت میں نہیں
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

وہ نہیں آئے تو وعدہ پر نہ آئیں
اے اجل تجھ کو تو آنا چاہیے

مجھ سے نفرت ہے تو نفرت ہی سہی
چاہیے غیروں کو اچھا چاہیے

خلد والوں کو دکھانے کے لیے
اک ترے کوچہ کا نقشا چاہیے

آکے اب جاتا کہاں ہے تیر ناز
تجھ کو میرے دل میں رہنا چاہیے

توڑ کر بیدمؔ بتِ پندار کو
دیر کو کعبہ بنانا چاہیے



ساتھ دے کون ترے عشق میں وحشت کے سوا
کوئی ٹھہرے تو کہاں گنجِ ملامت کے سوا

ہجر کی راتوں کے جاگے جو لحد میں سوئے
کون اٹھائے گا انہیں شورِ قیامت کے سوا

یہی تقویٰ ہے یہی زہد یہی حسنِ عمل
کوئی سرمایہ نہیں تیری محبت کے سوا

بے خبر بھی ہوں میں اس حسن سے خود رفتہ بھی
اور عالم بھی ہے اک عالمِ حیرت کے سوا

وائے ناکامیٔ قسمت کہ وہ فرماتے ہیں
اور باتیں کرو اظہارِ محبت کے سوا

عرصۂ حشر میں ہے شور کہ وہ آتے ہیں
یہ تو ایک اور قیامت ہے قیامت کے سوا

اس قدر مشق تصور ہو مری آنکھوں کو
کہ نظر آئے نہ کچھ یار کی صورت کے سوا

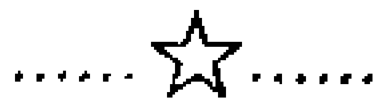
ہے یہی میکدۂ پیر مغاں کی تعلیم
شغل کوئی نہیں شغلِ مے الفت کے سوا

برہمن دیر کو کعبہ کو گئے حضرتِ شیخ
ہم کہاں جائیں گے تیرے درِ دولت کے سوا

رنج و غم یاس و قلق حسرت و حرمان و الم
سب گوارا ہیں مجھے اک تری فرقت کے سوا

شوق سے آتشِ فرقت جگر و دل کو جلا
پھونک دے سب اس کی محبت کے سوا

شیخ کی باتوں میں بیدمؔ مرا جی کیا بہلے
اُس کو آتا نہیں کچھ دوزخ و جنت کے سوا

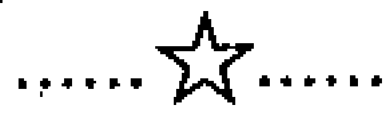


بیگانگیٔ دل کے افسانے کو کیا کہیے
اپنا نہ ہوا اپنا بیگانے کو کیا کہیے

جب دونوں ہی روشن ہیں اک تیری تجلی سے
پھر کعبہ تو کعبہ ہے بتخانے کو کیا کہیے

ان مست نگاہوں کی تاثیر معاذ اللہ
گردش میں زمانہ ہے پیمانے کو کیا کہیے

اے مشعلِ بزمِ دل، اے شمعِ حریمِ جاں
سب تجھ پہ تصدق ہیں پروانے کو کیا کہیے
آتے ہیں ستانے کو جاتے ہیں رلانے کو
اس آنے کو کیا کہیے اس جانے کو کیا کہیے
فرقت میں جدھر دیکھو وحشت سی برستی ہے
جب گھر کا یہ عالم ہے ویرانے کو کیا کہیے
وہ رو کے مرا بیدم دامن سے لپٹ جانا
اور ان کا یہ فرمانا دیوانے کو کیا کہیے



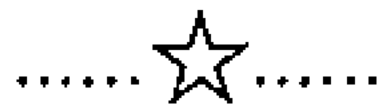
سورج کی کرن یا کاہکشاں یا عقدِ ثریا سہرا ہے
اک نور کا پتلا دولہا ہے اک نور سراپا سہرا ہے

بہتر برتر افضل اعلیٰ محبوب دل آرا سہرا ہے
دنیا کی نگاہیں کیوں نہ پڑیں دنیا سے نرالا سہرا ہے

سہرے کی چمک مکھڑے کی دمک نزہت نگہت کے پردے میں
سہرے میں دمکتا ہے مکھڑا مکھڑے پہ چمکتا سہرا ہے

طرہ سر پیچ اور عمامہ بدھی مہدی کنگنا غازہ
دولہا ہے مرصع سرتاپا ایسا ہی اس کا سہرا ہے

بیدمؔ اسے گوندھ کے لایا ہے گلہائے مضامیں چن چن کر
پھولوں کا نہیں موتی کا نہیں گلہائے سخن کا سہرا ہے



ان کے ناوک آ کے سینہ میں مرے کیا دیکھتے
دل کے ہر گوشہ میں ارمانوں کی دنیا دیکھتے

لطف تو جب تھا کہ ہم تو دیکھتے ان کا جمال
اور ہماری بے خودی کا وہ تماشا دیکھتے

باغ میں چھپ چھپ کے جانے کا نتیجہ مل گیا
کتنے شرمائے وہ جب نرگس کو دیکھا دیکھتے

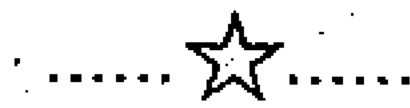
طالعِ بیدار دکھلاتا تری صورت تو ہم
دیدۂ یعقوب سے خوابِ زلیخا دیکھتے

اشک حسرت کی فراوانی بھی اک طوفان ہے
یوں تو قطرہ ہے جو بہہ جاتا تو دریا دیکھتے

جوش وحشت میں دکھاتے ہمت دستِ جنوں
ہم اگر کچھ وسعتِ دامانِ صحرا دیکھتے

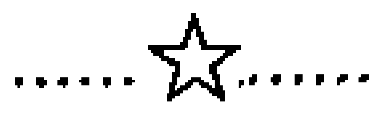
قافلے پہنچے ہزاروں منزلِ مقصود تک
ہم اکیلے رہ گئے نقشِ کفِ پا دیکھتے

دیدِ گل کے واسطے بلبل کی آنکھیں چاہیے
قیس کی آنکھوں سے بیدمؔ حسنِ لیلیٰ دیکھتے



غمزہ پیکان ہوا جاتا ہے
دل کا ارمان ہوا جاتا ہے
دیکھ کر الجھی ہوئی زلف اُن کی
دل پریشان ہوا جاتا ہے

تیری وحشت کی بدولت اے دل
گھر بیابان ہوا جاتا ہے
ساز و ساماں کا نہ ہونا ہی مجھے
ساز و سامان ہوا جاتا ہے
مشکل آسان ہوئی جاتی ہے
کیوں پریشان ہوا جاتا ہے
دل سے جاتے ہیں مرے صبر و قرار
گھر یہ ویران ہوا جاتا ہے
دل کی رگ رگ میں سما کر بیدمؔ
درد تو جان ہوا جاتا ہے



اپنی ہستی کا اگر حسن نمایاں ہو جائے
آدمی کثرتِ انوار سے حیراں ہو جائے

تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے
ورنہ مشکل ہے کہ مشکل مری آساں ہو جائے

او نمک پاش تجھے اپنی ملاحت کی قسم
بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دے دے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے

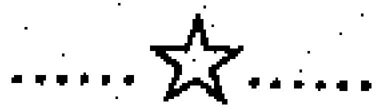
اُس سیہ بخت کی راتیں بھی کوئی راتیں ہیں
خوابِ راحت بھی جسے خوابِ پریشاں ہو جائے

خواب میں بھی نظر آجائیں جو آثارِ بہار
بڑھ کے دامن سے ہم آغوشِ گریباں ہو جائے

سینۂ شبلی و منصور تو پھونکا تو نے
اس طرف بھی کرم اے جنبشِ داماں ہو جائے

آخری سانس بنے زمزمۂ ہو اپنا
سازِ مضراب فنا تارِ رگِ جاں ہو جائے

تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کر دے
ابھی بیدمؔ رسن و دار کا ساماں ہو جائے



ذرّہ ذرّہ سے ترا حسن نمایاں ہو جائے
اس کی پروا نہیں نظارہ پریشاں ہو جائے

جی بہلنے کا جنوں میں کوئی ساماں ہو جائے
گھر بیاباں ہو یا گھر میں بیاباں ہو جائے

دل وہی دل ہے جو خاکِ رہِ محبوب بنے
جان وہ جان ہے جو یار پہ قرباں ہو جائے

زاہد اس کو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے
کعبہ جس کے لیے سنگِ درِ جاناں ہو جائے

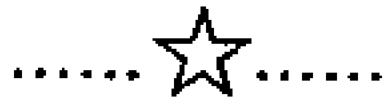
اسی امید پہ ہم خاکِ درِ یار ہوئے
کہ رسائی کہاں تا گوشۂ داماں ہو جائے

ایک دم میں حرم و دیر کے جھگڑے مٹ جائیں
یار کا حسن جو بے پردہ نمایاں ہو جائے

تیرے قبضہ میں ہے جب تک ہی تری تیغ ہے تیغ
میرے سر تک جو پہنچ جائے تو احساں ہو جائے

یا تو پہنچا دے گلستاں میں قفس کو صیاد
یا یہی کنجِ قفس صحنِ گلستاں ہو جائے

یہ بھی اک معجزۂ وحشتِ دل ہے بیدمؔ
کہ مری خاک کا ہر ذرّہ بیاباں ہو جائے



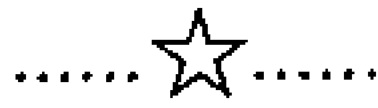
جنابِ وارثِ آلِ عبا کی چادر ہے
حضورِ خواجہ گلگوں قبا کی چادر ہے

امیر شہر ولایت کریم ابنِ کریم
تمام خلق کے حاجت روا کی چادر ہے

نبی کے لال کی مولا علی کے جانی کی
یہ یادگارِ شہِ کربلا کی چادر ہے

گدا نواز، سخی، دستگیرِ مظلوماں
غریب پرور و مشکل کشا کی چادر ہے

ملے گا حسن کا صدقہ غریب بیدؔم کو
جمیلِ حسن جمالِ خدا کی چادر ہے



یوں گلشنِ ہستی کی مالی نے بنا ڈالی
پھولوں سے جدا کلیاں، کلیوں سے جدا ڈالی

سر رکھ کے ہتھیلی پر اور لختِ جگر چن کر
سرکار میں لائے ہیں اربابِ وفا ڈالی

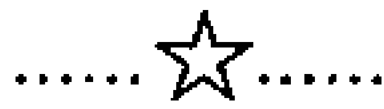
رویا کہوں میں اس کو یا مژدۂ بیداری
غل ہے کہ نقاب اس نے چہرہ سے اٹھا ڈالی

اللہ رے تصور کی نقاشی و نیرنگی
جب بن گئی اک صورت اک شکل مٹا ڈالی

ساقی نے ستم ڈھایا برسات میں ترسایا
جب فصلِ بہار آئی دوکان اٹھا ڈالی

خونِ دلِ عاشق کے اس قطرہ کا کیا کہنا
دنیائے وفا جس نے رنگین بنا ڈالی

بیدمؔ ترے گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے
اور نالوں نے دنیا کی بنیاد ہلا ڈالی



قلبِ مضطر سے سنی جب داستانِ آرزو
بجلیاں کرنے لگیں شرحِ بیانِ آرزو
کس قدر پُردرد ہے میرا بیانِ آرزو
رو دیا جو سننے بیٹھا داستانِ آرزو

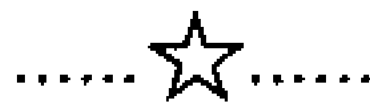
کیوں نہ پھر سن سن کے ہر گل چاک پیراہن کرے
لے اُڑی بلبل مرا طرزِ بیانِ آرزو

رُعبِ حسنِ یار سے محفل میں ہم خاموش ہیں
دیدۂ حیرت زدہ ہے ترجمانِ آرزو

کل زمینِ آرزو تھی رشکِ چرخِ ہفت میں
فرشِ پا انداز ہے اب آسمانِ آرزو

سن لیا اس نے جو کچھ ہم نے دمِ آخر کہا
تھی نگاہِ واپسیں گویا زبانِ آرزو

اے دلِ مضطر ترے دم تک ہے بیدؔم کی حیات
تو مٹا تو مٹ گیا نام و نشانِ آرزو



تیغ کھینچی اس نے اور تیور بدل کر رہ گیا
آج بھی شوقِ شہادت ہاتھ مل کر رہ گیا

نزع میں بیمارِ غم کروٹ بدل کر رہ گیا
جب کہا اس نے سنبھل سنبھلا سنبھل کر رہ گیا

طفلِ اشک آنکھوں سے نکلا خون دل کے ساتھ ساتھ
ان کے دامن پر پڑا مچلا مچل کر رہ گیا

میرے آغوشِ تصور سے نکلنا ہے محال
اب خیالِ یار تو سانچے میں ڈھل کر رہ گیا

آتشِ رشک و حسد سے سنگ بھی خالی نہیں
دید موسیٰؑ کو ہوئی اور طور جل کر رہ گیا

اک ہمارا دل کہ محوِ لذتِ دیدارِ شمع
ایک پروانہ کہ دیکھا اور جل کر رہ گیا

رازِ دل کا پردہ رکھا رعبِ حسن یار نے
حرفِ مطلب منہ سے نکلا اور نکل کر رہ گیا

یادِ جاناں میں تری شعلہ مزاجی کے نثار
دل میں جو کچھ تھا سوا تیرے وہ جل کر رہ گیا

جاں نثاروں کا تھا آج اس درجہ مقتل میں ہجوم
خنجرِ قاتل بھی دو اک ہاتھ چل کر رہ گیا

سوز و سازِ عشق کا انجام بیدؔم دیکھ لو
شمع ٹھنڈی ہوگئی پروانہ جل کر رہ گیا

......☆......

کہہ رہا ہے ضعف اپنے نالۂ شب گیر کا
کوئی اتنا ہو کہ دامن تھام لے تاثیر کا

پہلے عاشق کو بتاتے ہیں نشانہ تیر کا
یوں پرکھ لیتے ہیں وہ کھوٹا کھرا تقدیر کا

ٹوٹ کر جو دل میں رہ جاتا ہے ٹکرا تیر کا
بس وہی ٹکڑا ہے ٹکڑا قسمتِ نخچیر کا

المدد اے جذبِ دل اب لاج تیرے ہاتھ ہے
امتحاں ہے آج میری آہِ بے تاثیر کا

دل تو دل ہے جان بھی مانگے تو میں حاضر کروں
یہ نہیں ممکن کہ دل توڑوں تمہارے تیر کا

ہے نقابِ صورتِ موہوم میری بے خودی
میری عریانی ہے پیراہن مری تصویر کا

شیخیاں نالوں کی ہم نے دیکھ لیں بس دیکھ لیں
دردِ دل اُٹھ، تُو ہی دامن تھام لے تاثیر کا

اے تری قدرت کے صدقے تیری صنعت کے نثار
خاک کا پتلا بنے خاکہ تری تصویر کا

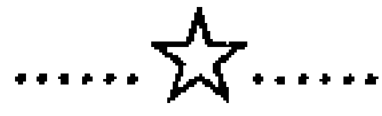
دیدۂ مشتاق کی اللہ رے محرومیاں
اٹھ گیا گھونگھٹ تو پردہ پڑ گیا تنویر کا

ناتوانی سے مرے رنگِ پریدہ کی طرح
کھنچتے کھنچتے اُڑ گیا خاکہ مری تصویر کا

ہو محبت میں نہ کیوں زندان کی پابندی عزیز
سلسلہ ملتا ہے زلفِ یار سے زنجیر کا

کچھ نہ پوچھو ذرّہ ہائے کوئے جاناں کی چمک
سامنا کرتے ہیں برقِ طور کی تنویر کا

میں بھی ہوں قاتل بھی ہے خنجر بھی ہے مقتل بھی ہے
آج بیدمؔ فیصلہ ہوگا مری تقدیر کا



خیال میں بھی وہ گل ہم سے ہمکنار نہیں
بہار ہوگی ہمارے لیے بہار نہیں

یہ سینہ داغوں سے کب رشکِ لالہ زار نہیں
تم آکے دیکھو تو کس دن یہاں بہار نہیں

وہی بھلے ہیں جو میخانے میں خراب ہوئے
وہ ہوشیار ہیں ساقی جو ہوشیار نہیں

عجب مزا ہے مرا دل ہے اس طرف بے چین
نگاہِ شوخ کو ان کی ادھر قرار نہیں

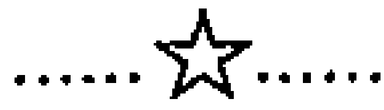
یہ کیسی ہوش ربا تھی نگاہ ساقی کی
کہ آج بزم میں کوئی بھی ہوشیار نہیں

یہ آس لائی ہے در پر ترے کریم مجھے
کہ یاں کبھی نہیں سنتا امیدوار نہیں

یہ کس کی یادِ مژہ کر گئی مجھے بے چین
یہ آج کیوں کسی پہلو مجھے قرار نہیں

مرے سر آنکھوں پہ رسوائیاں محبت کی
ملامتی ہوں ملامت سے مجھ کو عار نہیں

سنا ہی کرتے تھے بیدؔم پر اب تو دیکھ لیا
کہ بگڑے وقت میں کوئی کسی کا یار نہیں



جس جگہ دل ہے وہیں یار کا پیکان بھی ہے
صاحبِ خانہ جہاں ہے وہیں مہمان بھی ہے

یاس و حرماں بھی ہے حسرت بھی ہے ارمان بھی ہے
اتنے سامانوں پہ دل بے سر و سامان بھی ہے

میرے سینے میں جہاں دل وہیں پیکان بھی ہے
درد کے ساتھ مرے درد کا درمان بھی ہے

مجھ کو دشوار ہے ملنا ترا آسانی سے
تو جو چاہے تو یہ مشکل مری آسان بھی ہے

خانۂ دل میں جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا
عجب آرام طلب آپ کا پیکان بھی ہے

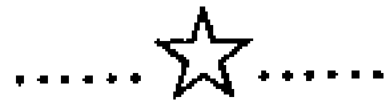
پاؤں پھیلیں تو کہاں چادرِ عریانی میں
ہاتھ اٹھیں تو کہاں جائیں گریبان بھی ہے

او کماں دار کر اک تیر میں دونوں کا شکار
دل بھی زد پر ہے نشانے پہ مری جان بھی ہے

جس کی اس عالم صورت میں ہے رنگ آمیزی
اسی تصویر کا خاکہ تو یہ انسان بھی ہے

میرا لاشہ یونہی بے گور و کفن رہنے دو
ایسے جو مرتے ہیں اُن کی یہی پہچان بھی ہے

کیوں نہ متوالہ ہو بیدمؔ ترا اے پیرِ مغاں
مستیٔ بادہ ہے کیفِ مۓ عرفان بھی ہے



کعبہ کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے
جانانہ چاہیے درِ جانانہ چاہیے

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے
بس اک نگاہِ مرشدِ میخانہ چاہیے

حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں
اب اور کیا تجھے دلِ دیوانہ چاہیے

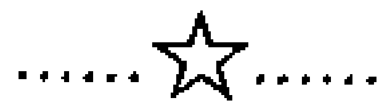
عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے
لیلیٰ کو قیس شمع کو پروانہ چاہیے

پروردۂ کرم سے تو زیبا نہیں حجاب
مجھ خانہ زادِ حسن سے پردانہ چاہیے

شکوہ ہے کفر اہلِ محبت کے واسطے
ہر اک جفائے دوست پہ شکرانہ چاہیے

بادہ کشوں کو دیتے ہیں ساغر یہ پوچھ کر
کس کو زکوٰۃِ نرگسِ مستانہ چاہیے

بیدؔم نمازِ عشق یہی ہے خدا گواہ
ہر دم تصوّرِ رخِ جانانہ چاہیے



جب خیالِ یار کا مسکن مرا سینہ ہوا
سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا

وقتِ آخر بامِ مقصد تک مجھے پہنچا دیا
ہچکیوں کا تار میرے واسطے زینہ ہوا

پرتوِ حسن و جمالِ یار سے بعدِ فنا
ذرّہ ذرّہ خاک کا میری اک آئینہ ہوا

مدتیں گزریں کہ خالی کاسۂ دل تھا مگر
دولتِ دیدار ہاتھ آئی تو گنجینہ ہوا

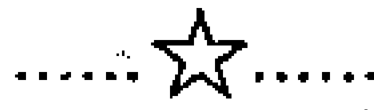
پیہم آتے ہیں اسی جانب خدنگِ نازِ یار
تودۂ مشقِ ستم گویا مرا سینہ ہوا

یوں تو پہلے بھی تھا دل آئینہ کہنے کے لیے
آپ کو دیکھا تو آئینہ کا آئینہ ہوا

اب قبائے زندیت سے کون بدلے گا اسے
جامۂ زہد و ورع زاہد کا پارینہ ہوا

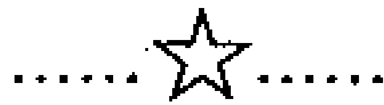
ایک تھا میں اور تو لیکن یہ حسنِ اتفاق
تو بنا تصویر اور میں تیرا آئینہ ہوا

بیدمؔ ان کے گیسو و رخ کا جو نظارہ کیا
شب شبِ قدر اور دن نوروز آدینہ ہوا

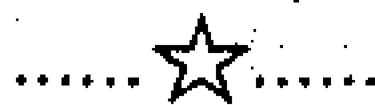


سنانے کو ہیں مبتلائے محبت
سنو تو کہیں ماجرائے محبت
جو دینا تھا تجھ کو خدائے محبت
مجھے موت دیتا بجائے محبت
وہی دن تو دل کی تباہی کا دن تھا
کہ جس دن پڑی تھی بنائے محبت
محبت کے کوچے میں جو مٹ گئے ہیں
ہے زیبا انہیں پر قبائے محبت
مری آنکھ ہے منظرِ حسنِ جاناں
مرا دل ہے خلوت سرائے محبت
کروں کیوں نہ سجدے تجھے حسنِ جاناں
میں بندہ ہوں تو ہے خدائے محبت
یہ ہر اک سے ہم پوچھتے پھر رہے ہیں
کوئی جانتا ہے دوائے محبت
شہِ حسن کچھ اپنی خیرات دینا
کہ حاضر ہیں در پر گدائے محبت

ظہور محبت بقائے دل و جاں
فنائے دو عالم فنائے محبت
وفا گر کرے زندگی اپنی بیدم
تو تا حشر جھیلوں جفائے محبت



تجھ سے پاتے نہیں اے دوست یہ منزل خالی
تو ہی تو ہوتا ہے ہو جاتا ہے جب دل خالی
ننگ ہے جائیں جو در سے ترے سائل خالی
بھر دے کاسہ جو ہو ساقی سرِ محفل خالی
پھر اُسی طرح سے ہو زینتِ محمل اے یار
ہم سے دیکھا نہیں جاتا ترا محمل خالی
اشک یوں آنکھوں سے بیگانہ ہوئے وصل کی شب
کشتیاں ہوتی ہیں جیسے لبِ ساحل خالی
فصلِ گل جاتے ہی گلشن ہوا ویراں بیدم
کر گئے اپنے نشیمن کو عنادل خالی



صبر آئے کس طرح ترے قول و قرار پر
کیا اعتبار زندگی مستعار پر

طول اس قدر ہوا گلہَ اختصار پر
آخر کو بات ٹل گئی روزِ شمار پر

آنسو بہا رہے ہیں وہ میرے مزار پر
ابرِ کرم برستا ہے مشتِ غبار پر

طغرا بنا ہے صنعتِ پروردگار کا
ہر نقش صفحہِ چمنِ روزگار پر

مشتاقِ دید ہوں مجھے جلوہ دکھایئے
بہرِ خدا نہ ٹالیے روزِ شمار پر

قلبِ حزیں کے گرد ہیں ارمان اس طرح
پروانے جیسے جمع ہوں شمعِ مزار پر

واعظ مرے گناہوں پہ تیری نگاہ ہے
میری نظر ہے رحمتِ پروردگار پر

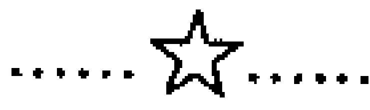
لیجے نکل کے دیدۂ گریاں سے طفلِ اشک
مچلے ہوئے ہیں گوشۂ دامانِ یار پر

پایا ہے میں نے خاک میں مل کر درِ حبیب
ناحق ہے رشک غیروں کو میرے وقار پر

تم کو ترس نہ آئے تعجب کی بات ہے
دشمن بھی رو رہے ہیں مرے حالِ زار پر

یاں تک بڑھی کہ روزِ قیامت سے بڑھ گئی
حیرت ہے مجھ کو طولِ شبِ انتظار پر

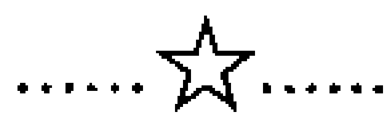
بیدمؔ اگر خزانۂ کونین بھی ملے
صدقے کروں میں دولتِ دیدار یار پر



دل تاک رہی ہے تری دزدیدہ نظر آج
لٹتا ہے مری پیاری تمناؤں کا گھر آج

شاید کہ ہوئی میرے مسیحا کو خبر آج
اب ٹیس ہی دل میں ہے نہ وہ دردِ جگر آج
دیکھا نگہِ لطف سے اس بت نے ادھر آج
کچھ ہو تو چلا ہے مری آہوں میں اثر آج
گم ہو گئے گم کر گئی ساقی کی نظر آج
پہروں نہیں ہوتی ہمیں آپ اپنی خبر آج
یوں ہی جو ترقی پہ رہا دردِ جگر آج
بیمار ترا دیکھ نہ پائے گا سحر آج
صد شکر یہ دن ترکِ تمنا نے دکھایا
اب ڈھونڈتا پھرتا ہے دعاؤں کو اثر آج
دشمن بھی ہے اور ہم بھی ہیں مشتاقِ شہادت
اب دیکھیں تری تیغ ادھر ہو کہ اُدھر آج
کم صبحِ قیامت سے نہیں صبحِ شبِ ہجر
دیتے ہیں خبر حشر کی آثارِ سحر آج
ہو جائے نہ اس بزم میں اظہارِ محبت
لے ڈوبیں نہ مجھ کو یہ کہیں دیدۂ تر آج

دل ہی کو قرار آئے نہ وہ آئیں نہ موت آئے
کٹتی ہے شبِ ہجر نہ ہوتی ہے سحر آج
گلدستۂ تحسین تر نذرانہ ہے بیدم
گلہائے فصاحت کا ہے سہرا ترے سر آج



گلزارِ محبت کی فضا میرے لیے ہے
بس خوب یہی آب و ہوا میرے لیے ہے
ہے ہاتھ میں دامن مرے فرزندِ نبیؐ کا
بوئے چمنِ آلِ عبا میرے لیے ہے
ہاں شیفتۂ حسن ازل سے ہوں میں تیرا
ہاں ہاں تیری الفت کا مزا میرے لیے ہے
وارث ترا در مجھ سے نہیں چھوٹنے والا
میں تیرا ہوں تو نامِ خدا میرے لیے ہے
بے ہوش ہوا ہوں نگہِ مست سے تیری
کافی ترے دامن کی ہوا میرے لیے ہے

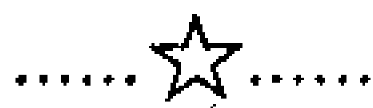
تو لاکھ کھنچے مجھ سے نہ چھوڑوں گا میں دامن
کیا اور کوئی تیرے سوا میرے لیے ہے

ہاں ہاں مجھے تو شربتِ دیدار پلا دے
ہاں ہاں یہی داروئے شفا میرے لیے ہے

زاہد تری قسمت میں کہاں ایسی عبادت
یہ سجدۂ نقشِ کفِ پا میرے لیے ہے

میں عشق کے کوچہ سے کہیں جا نہیں سکتا
اک مرشدِ کامل کی دعا میرے لیے ہے

آزادہ روی حصے میں اغیار کے بیدم
پابندیٔ آئینِ وفا میرے لیے ہے



ہم بھی ہوں یار بھی ہو لطفِ ملاقات رہے
یہی دن ہوں یہی راتیں یہی برسات رہے

شب کو رندوں میں عجب لطفِ مساوات رہے
مختلف شکل میں سب تھے مگر اک ذات رہے

رات دن صحبتِ اغیار مبارک باشد
آپ دن کو بھی وہیں جائیں جہاں رات رہے

سخت جانی ہے ادھر پاسِ نزاکت ہے اُدھر
خنجرِ یار کی اللہ کرے بات رہے

کس کے پہلو میں رہے کیسے رہے یہ نہ کہو
مگر اتنا تو بتا دو کہ کہاں رات رہے

عمر سب حلقۂ رنداں میں بسر کی ہم نے
مر کے بھی خاکِ درِ پیرِ خرابات رہے

میکدہ تیرا سلامت رہے اور تو ساقی
تا ابد قبلۂ حاجات و مرادات رہے

منہ نہ موڑیں گے محبت میں وفا سے بیدم
جان جاتی رہے کیا غم ہے مگر بات رہے



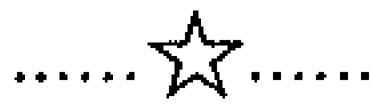
وہ کیا نہیں کرتے ہیں، وہ کیا کر نہیں سکتے
کرتے نہیں کیا میری دوا کر نہیں سکتے

گرتوں کو اٹھایا کبھی مردوں کو جلایا
کیا میری مدد شیرِ خدا کر نہیں سکتے

اب زیست سے تنگ آگیا بیمار تمہارا
تم زہر ہی دے دو جو دوا کر نہیں سکتے

باز آ نہیں سکتے وہ کبھی اپنی جفا سے
ہم ترکِ رہ و رسمِ وفا کر نہیں سکتے

یہ قید مصائب بھی کوئی قید ہے بیدم
وہ چاہیں تو کیا تجھ کو رہا کر نہیں سکتے



کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے
دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے

دیدۂ شوق کہیں راز نہ افشا ہو جائے
دیکھ ایسا نہ ہو اظہارِ تمنا ہو جائے

آپ ٹھکراتے تو ہیں قبرِ شہیدانِ وفا
حشر سے پہلے کہیں حشر نہ برپا ہو جائے

آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جس کو آ جائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے

کم نہیں روزِ قیامت سے شبِ وصل اس کی
شام ہی سے جسے اندیشۂ فردا ہو جائے

کیا ستم ہے ترے ہوتے ہوئے اے جذبۂ دل
میرا چاہا نہ ہو اور غیر کا چاہا ہو جائے

شرم اس کی ہے کہ کہلاتا ہوں کشتہ تیرا
زندہ عیسیٰ سے جو ہو جاؤں تو مرنا ہو جائے

میرا سامان مری بے سر و سامانی ہے
مر بھی جاؤں تو کفن دامنِ صحرا ہو جائے

دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
پھر تو کچھ دوسری دنیا مری دنیا ہو جائے

اس کی کیا شرم نہ ہوگی تجھے اے شانِ کرم
تیرا بندہ جو ترے سامنے رسوا ہو جائے

تو اسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے
کیسے ممکن ہے کہ بیدمؔ بھی تجھی سا ہو جائے



دل میں جو ترے تیر نظر آئے ہوئے ہیں
وہ مجھ پہ مری جان ستم ڈھائے ہوئے ہیں

دل کیا ہے جگر تک مرا برمائے ہوئے ہیں
پیکاں ترے تیروں کے غضب ڈھائے ہوئے ہیں

آئے بھی شبِ وعدہ تو کیا آئے کہ آکر
بے طرح پریشان ہیں گھبرائے ہوئے ہیں

محفل میں تو شوخی سے کیے قتل ہزاروں
خلوت میں جو آئے ہیں تو شرمائے ہوئے ہیں

اس پر بھی وہ ملتے ہیں تو ایمان ہے ان کا
غیروں سے جو ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں

معشوق ہیں کچھ کاکلِ پیچاں تو نہیں آپ
کیوں الجھے ہوئے بیٹھے ہیں بل کھائے ہوئے ہیں

بیدمؔ وہ جواں ہوں گے تو کیا ہوں گے نہ پوچھو
بچپن ہی سے جو اتنے ستم ڈھائے ہوئے ہیں

☆

شمعِ حرمِ جاں ہے یا مشعلِ بت خانہ
کیا کیا میں کہوں تجھ کو اے جلوۂ جانانہ

منزل مرے مقصد کی کعبہ ہے نہ بت خانہ
ان دونوں سے آگے چل اے ہمتِ مردانہ

مے خواروں کے صدقے میں ساقی کوئی پیمانہ
میخانہ میں حاضر ہے دردی کشِ میخانہ

سب نقش خیالی ہیں کعبہ ہو کہ بت خانہ
تو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جانانہ

ساقی ترے آتے ہی یہ جوش ہے مستی کا
شیشہ پہ گرا شیشہ پیمانے پہ پیمانہ

میرا دلِ ویراں بھی آباد کیے جانا
اے زینتِ ہر محفل اے صاحبِ ہر خانہ

زاہد مری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگِ درِ جانانہ

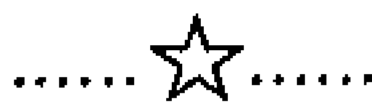
تو شمع صفت اے گل آئے جو سرِ محفل
پروانہ بنے بلبل، بلبل بنے پروانہ

مٹ کر بھی رہے باقی جو تجھ پہ مٹے ساقی
جب مٹتے ہیں بنتے ہیں خاکِ درِ میخانہ

یاں کافر و مومن کی تفریق ہے لاحاصل
سب یار کے جلوے ہیں اپنا ہے نہ بیگانہ

کیا لطف ہو محشر میں، میں شکوے کیے جاؤں
وہ ہنس کے کہے جائیں دیوانہ ہے دیوانہ

معلوم نہیں بیدمؔ میں کون ہوں اور کیا ہوں
یوں اپنوں میں اپنا ہوں بیگانوں میں بیگانہ



اک ذرا سی بات کا افسانہ گھر گھر ہو گیا
چار حرفِ آرزو تھے جن کا دفتر ہو گیا

قیدیِ زندانِ غم اس درجہ خود سر ہو گیا
سر جہاں دیوار سے مارا وہیں در ہو گیا

میرے دل کے راز کا اظہار سب پر ہو گیا
جو نہ ہونا تھا وہی اے دیدۂ تر ہو گیا

اضطرابی کا خزانہ دیدۂ تر ہو گیا
جو گرا فرقت میں آنسو قلبِ مضطر ہو گیا

تشنہ کامانِ قضا پی کے سب چلتے ہوئے
چلتے چلتے ان کا خنجر دورِ ساغر ہو گیا

تم سے بیمارِ محبت کا مداوا ہو چکا
کر چکے تم اور علاجِ قلبِ مضطر ہو گیا

تھا وہ مستانہ کہ جب ڈوبا ہوں بحرِ فکر میں
ہر حبابِ موجِ ہستی میرا ساغر ہو گیا

خود نمائی کرتے کرتے اب خدا بننے لگے
یہ بتوں کا حوصلہ اللہ اکبر ہو گیا

میں کسی صورت میں ہوں گردش ہے میرے ساتھ ساتھ
بزمِ ہستی میں جو آیا دورِ ساغر ہو گیا

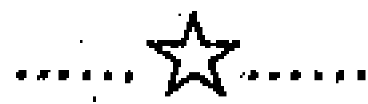
سو بہاریں اس مسرت اس تبسم کے نثار
آج دامانِ سحر پھولوں کی چادر ہو گیا

دو عدم میں ایک ہستی وہ بھی نذر نیستی
میرا ہونا بھی نہ ہونے کے برابر ہو گیا

اس نے رگ رگ کو سکھا دیں اس طرح بے چینیاں
قلبِ مضطر اک عذابِ جانِ مضطر ہو گیا

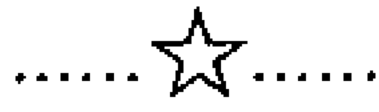
برہمی کی کوئی حد بھی اے مزاجِ زلفِ یار
کیا بگڑ جانے میں تو میرا مقدر ہو گیا

ہوتے ہوتے ہو گئی برہم وہ بیدمؔ بزمِ ناز
دیکھتے ہی دیکھتے سامانِ محشر ہو گیا



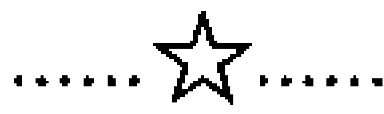
دل کی دنیا کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا
اٹھ گیا پردہ کوئی پردے سے باہر ہو گیا
ذرّہ ذرّہ رو کشِ خورشیدِ محشر ہوگیا
لو مبارک ہو کوئی پردے سے باہر ہو گیا
چھن کے پردے سے ضیائے حسن چمکی تھی کلیم
آپ یہ سمجھے کہ وہ پردے سے باہر ہو گیا
نکہتِ گل اس کو سمجھوں یا کہوں نور نگاہ
اتنے پردوں میں بھی جو پردے سے باہر ہو گیا
اس کے مہر حسن کی کرنیں حجابِ رخ ہوئیں
کب اٹھا پردہ وہ کب پردے سے باہر ہو گیا
وعدۂ دیدار یاد آیا سنا جب شورِ حشر
میں نے یہ سمجھا کوئی پردے سے باہر ہو گیا
میری ہستی ہی نقابِ صورتِ دلدار تھی
مٹ گیا جب میں تو وہ پردے سے باہر ہو گیا
جلوہ گاہِ ناز میں پہنچے تو ہوش اتنا نہیں
یار پردہ میں ہے یا پردے سے باہر ہو گیا

ایسے کی بے پردگی و پردہ کا کیا اعتبار
بوئے گل کی طرح جو جامے سے باہر ہو گیا
تھی تو بیدم یہ کسی کے بیخودوں کی شان تھی
ذکرِ مے پر شیخ کیوں جامے سے باہر ہو گیا



تجلیِ رخ روشن کا کیا ٹھکانا تھا
ادھر نقاب اٹھی تھی کہ غش کا آنا تھا
نگاہِ ناز کے تیروں کا کیا ٹھکانا تھا
نظر نظر سے ملی تھی کہ دل نشانہ تھا
خیال و خواب ہوئے وہ مزے جوانی کے
عجیب دن تھے عجب سن عجب زمانہ تھا
بجھانے والے بجھاتے تو کیسے دل کی لگی
چراغِ ہستیِ عاشق کا کیا بجھانا تھا
قرار گھر میں نہ صحرا میں چین سے بیٹھے
ہمیں تو موت کا پیغام دل کا آنا تھا

سنی جو میری مصیبت کی داستاں تو کہا
کہ پھر کہو یہ بڑے لطف کا فسانہ تھا
بہار جاتے ہی دنیا بدل گئی بیدم
کہ عندلیب کا صحرا میں آشیانا تھا



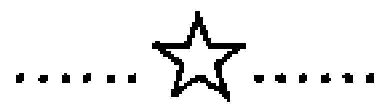
کچھ گلہ اُس سے نہ کچھ شکوہ ہے چرخِ پیر کا
سامنے آیا مرے لکھا مری تقدیر کا
وعدۂ فردا کا مطلب میں یہ سمجھا نامہ بر
حشر پر ٹھہرا ہے گویا فیصلہ تقدیر کا
چل گیا غیروں کی تدبیروں کا جادو چل گیا
ہو گیا آج اک نہیں میں فیصلہ تقدیر کا
پھر پھرا کر اُن کا در ہو ہی گیا آخر نصیب
کیوں نہ ہوں ممنون اپنی گردشِ تقدیر کا
آئے ہیں وہ میرے مرنے کا تماشا دیکھنے
اے اجل اب آ کہ یہ موقع نہیں تاخیر کا

جان بھی دل کی طرح جانے کو ہے تو جا چکے
ہو چکے ہونا ہے جو کچھ فیصلہ تقدیر کا

یادِ گیسو میں نہ پوچھو مجھ سے زنداں کی بہار
سنبلستاں ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

چرخ کو چکر دیا کیوں تو نے قسام ازل
یہ تو حصہ تھا ہماری گردشِ تقدیر کا

خلد قسمت میں نہیں بیدمؔ تو دوزخ ہی سہی
ہے کہیں آخر ٹھکانا عاشقِ دلگیر کا



وہ جام کیوں مجھے پیر مغاں نہیں ملتا
کہ جس کے پینے سے اپنا نشاں نہیں ملتا

اکیلا چھوڑ گئے مجھ کو رہروانِ عدم
بچھڑ گیا ہے مرا کارواں نہیں ملتا

مٹانے والوں نے کچھ اس طرح مٹایا ہے
کہ قبر کا بھی ہماری نشاں نہیں ملتا

وہ ہم کو چھیڑ کے سنتے ہیں داستانِ فراق
اُنہیں جو شب کو کوئی قصہ خواں نہیں ملتا

نہ پوچھ مجھ سے نشیب و فرازِ منزلِ عشق
زمین ملتی ہے تو آسماں نہیں ملتا

اُس آستانہ کو میری جبیں نہیں ملتی
مری جبین کو وہ آستاں نہیں ملتا

عدم سے آئے تھے دنیا کو سن کے بزم سرور
مگر یہاں تو کوئی شادماں نہیں ملتا

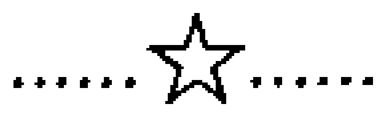
ہوا نے اس کو اڑایا کہ برق نے پھونکا
جہاں رکھا تھا وہاں آشیاں نہیں ملتا

تمہارے ڈھونڈنے والے کچھ ایسے کھوئے ہیں
کہ اُن کو آپ ہی اپنا نشاں نہیں ملتا

مسیح در سے ترے کس نے کیا نہیں پایا
مجھی کو مرہمِ زخمِ نہاں نہیں ملتا

مجھی کو تختۂ مشقِ ستم بنایا ہے
تجھے بھی اور کوئی اے آسماں نہیں ملتا

ہمارا کھونا ہی گویا تمہارا پانا تھا
کہ تم ملے تو ہمارا نشاں نہیں ملتا
ہمیں میں کچھ نہیں بیدمؔ یہ کیوں نہیں کہتے
یہ کیا کہا کہ کوئی قدرداں نہیں ملتا



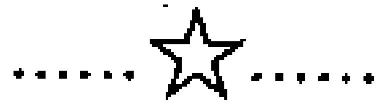
تم ملو میری قسمت رسا ہو
وِردِ دل، درد دل کی دوا ہو
تم کو بیدمؔ ہمیں جانتے ہیں
پارسا ہو بڑے پارسا ہو



تم خفا ہو تو اچھا خفا ہو
اے بتو! کیا کسی کے خدا ہو
اپنے مستوں کی خیرات ساقی
ایک ساغر مجھے بھی عطا ہو

کچھ رہا بھی ہے بیمارِ غم میں
اب دوا ہو تو کس کی دوا ہو
آؤ مل لو شبِ وعدہ آ کر
صبح تک پھر خدا جانے کیا ہو
تو نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا
اے دلِ زار تیرا برا ہو
غصے میں بھی رہا پاسِ دشمن
کہہ رہے ہیں کہ تیرا بھلا ہو
سارے عالم سے بیگانہ ہو لے
پھر کوئی یار کا آشنا ہو
بے ترے ساقیا مے تو مے ہے
زہر سمجھوں جو آبِ بقا ہو
دل مٹے بھی تو تیری گلی مین
خاک ہو تو تری خاکِ پا ہو
اُس کا نام و نشاں پوچھنا کیا
جو تری راہ میں مٹ گیا ہو

میری مشکل کو آسان کر دو
یا علیؓ آپ مشکل کشا ہو
زندگی ختم ہو تیرے غم میں
یاد میں تیری بیدمؔ فنا ہو



کھینچی ہے تصوّر میں تصویرِ ہم آغوشی
اب ہوش نہ آنے دے مجھ کو مری بے ہوشی

پا جانا ہے کھو جانا' کھو جانا ہے پا جانا
بے ہوشی ہے ہشیاری' ہشیاری ہے بے ہوشی

میں سازِ حقیقت ہوں' دمسازِ حقیقت ہوں
خاموشی ہے گویائی' گویائی ہے خاموشی

اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن
ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا قفلِ درِ خاموشی

ہر دل میں تجلی ہے اُن کے رخِ روشن کی
خورشید سے حاصل ہے ذروں کو ہم آغوشی

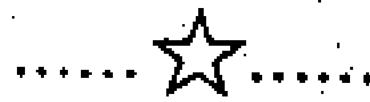
جو سنتا ہوں سنتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مری خاموشی

یہ حسن فروشی کی دکان ہے یا چلمن
نظّارہ کا نظّارہ، روپوشی کی روپوشی

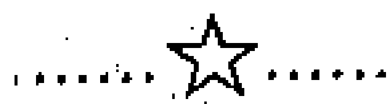
یاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی
میخانۂ دنیا ہے یا عالمِ بے ہوشی

ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا
ہاں ہاں تری رحمت کا ہے کام خطا پوشی

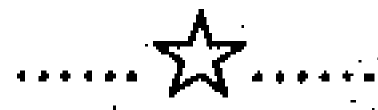
اس پردے میں پوشیدہ لیلائے دو عالم ہے
بے وجہ نہیں بیدؔم کعبے کی سیہ پوشی



شادی و الم سب سے حاصل ہے سبکدوشی
سو ہوش مرے صدقے تجھ پر مری بے ہوشی
گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں
اور یاد کا رکھا ہے یاں نام فراموشی
کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے
کھولی بھی تو دشمن نے تقدیر ہم آغوشی
وہ قلقلِ مینا میں چرچے مری توبہ کے
اور شیشہ و ساغر کی میخانے میں سرگوشی
ہم رنج بھی پانے پر ممنون ہی ہوتے ہیں
ہم سے تو نہیں ممکن احسان فراموشی
ہوش آتا ہے پھر مجھ کو پھر ہوش مجھے آیا
دینا نگہِ ساقی اک ساغرِ بے ہوشی
کل عرصۂ محشر میں جب عیب کھلیں میرے
رحمت تری پھیلا دے دامانِ خطا پوشی
ملتے ہی نظر تجھ سے مستانہ ہوا بیدم
ساقی تری آنکھیں ہیں یا ساغرِ بے ہوشی



ہے رُخ کا پہلو نشین سہرا
نہ ہو یہ کیوں مہ جبین سہرا
ہر آن سعدین سامنے ہے
حسین دولہا، حسین سہرا
جبین سہرے کو چومتی ہے
کہ چومتا ہے جبین سہرا
ہوا سے لڑیاں لچک رہی ہیں
ہے کس قدر نازنین سہرا
یہ اُلجھا کنگنے سے اس لیے ہے
کہ چوم لے آستین سہرا
چھپا ہے مقنع میں کس ادا سے
بنا ہے پردہ نشین سہرا
نظر میں کھب جائے سب کی بیدمؔ
ہر اک کے ہو دل نشین سہرا



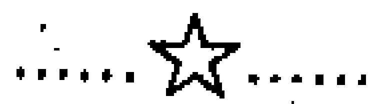
بت خانے میں کعبہ کی تنویر نظر آئی
بت میں بھی ہمیں تیری تصویر نظر آئی

وابستۂ گیسو کو گیسو کا خیال آیا
جب دُور سے زنداں کی زنجیر نظر آئی

یہ گلشنِ ہستی بھی اک دفترِ رنگیں ہے
ہر گل کے ورق پر اک تصویر نظر آئی

جب اُن کی نظر بدلی شام اور سحر بدلی
بیزار دعاؤں سے تاثیر نظر آئی

بیدمؔ شبِ فرقت میں مرنے کی دعا مانگی
جب یار کے آنے میں تاخیر نظر آئی



مبارک باد

میکشو مشربِ رندانہ مبارک باشد
بیعتِ مرشدِ مے خانہ مبارک باشد

آج ہے عید تری دیدۂ دیدارِ طلب
یار ہے زینتِ کاشانہ مبارک باشد

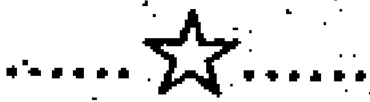
زخم ہائے دلِ صد چاک مبارک ہم کو
یار کو غمزۂ ترکانہ مبارک باشد

میکدہ کھلتے ہی رحمت کی گھٹائیں آئیں
گردشِ ساغر و پیمانہ مبارک باشد

پیچ وخم یار کی زلفوں کے لیے راس آئیں
تجھ کو وحشت دل دیوانہ مبارک باشد

یا خدا طالبِ اکیسر کو اکیسر ملے
ہم کو خاکِ درِ جانانہ مبارک باشد

آئینہ خانہ بنا عالمِ صورت بیدم
لطفِ نظارۂ جانانہ مبارک باشد



دشمن کی دعا جا کے پھرے بابِ اثر سے
ہم نے تو جو مانگا ہے ملا ہے اسی در سے

اک سادہ ورق تھی مری امیدوں کی دنیا
رنگیں ہوئی رنگین نگاہوں کے اثر سے

یہ مقتلِ عشاق ہے یا تیری گلی ہے
جو آتا ہے آتا ہے کفن باندھ کے سر سے

بربادیٔ گلشن کا پتہ دیتے ہیں مجھ کو
جو تنکے قفس کی طرف آتے ہیں اُدھر سے

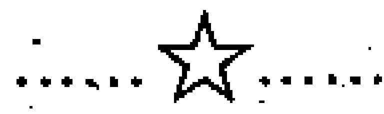
گنتی ہی کے چُن پایا گلِ عارض جاناں
شرمندہ ہوں کوتاہیٔ دامانِ نظر سے

جو گیسو و عارض کے تصور میں نہ گذرے
باز آئے ہم اُس شام سے اور ایسی سحر سے

اُن سے بھی کچھ آگے ہے تری جلوہ گہِ ناز
جو وسعتیں آگے ہیں مری حدِ نظر سے

جو دیر و حرم چھوڑ کے بیٹھے ترے در پر
ان کو ہے سروکار اِدھر سے نہ اُدھر سے

رحمت کی گھٹا آج جو گھنگھور اُٹھی ہے
یارب یہ مری کشتِ تمنا پہ بھی برسے
حالِ دلِ بیمار بتاؤں گا مسیحا
فرصت تو ملے مجھ کو ذرا دردِ جگر سے
یہ صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھ گیا ہے
بیدم نہ اٹھا ہے نہ اٹھے گا ترے در سے



غش ہوئے جاتے ہو کیوں طور پہ موسیٰ دیکھو
کیوں نہیں دیکھتے اب یار کا جلوا دیکھو
مجھ سے دیدار کا کرتے تو ہو وعدہ دیکھو
حشر کے روز نہ کرنا کہیں پردا دیکھو
غش کے آثار ہیں پھر غش مجھے آیا دیکھو
پھر کوئی روزنِ دیوار سے جھانکا دیکھو
اُن کے ملنے کی تمنا میں مٹا جاتا ہوں
نئی دنیا ہے مرے شوق کی دنیا دیکھو

طور پر ہی نہیں نظارۂ جاناں موقوف
دیکھنا ہو تو وہ موجود ہے ہر جا دیکھو

اثرِ نالۂ عاشق نہیں دیکھا تم نے
تھام لو دل کو سنبھل بیٹھو اب اچھا دیکھو

طور مجنوں کی نگاہوں کے بتاتے ہیں ہمیں
اسی لیلیٰ میں ہے اک دوسری لیلیٰ دیکھو

پرتوِ مہر سے معمور ہے ذرّہ ذرّہ
لہریں لیتا ہے ہر اک قطرہ میں دریا دیکھو

دور ہو جائیں جو آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
پھر تو دل ہی میں دو عالم کا تماشا دیکھو

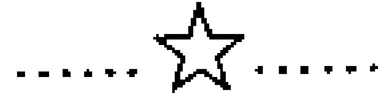
سب میں ڈھونڈا انہیں اور کی تو نہ کی دل میں تلاش
نظرِ شوق کہاں کھا آئی ہے دھوکا دیکھو

نہیں تھمتے نہیں تھمتے مرے آنسو بیدمؔ
رازِ دل اُن پہ ہوا جاتا ہے افشا دیکھو



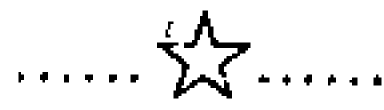
ہے کوچۂ الفت میں وحشت کی فراوانی
جب قیس کو ہوش آیا لیلیٰ ہوئی دیوانی
پیش آئی وہی آخر جو کچھ کہ تھی پیش آئی
قسمت میں ازل ہی سے لکھی تھی پریشانی
دل اس کو دیا میں نے یہ کس کو دیا میں نے
غفلت سی مری غفلت' نادانی سی نادانی
جائے نہ مرے سر سے سودا تری زلفوں کا
اُلجھن ہی رہے مجھ کو کم ہو نہ پریشانی
اب نزع کی تکلیفیں برداشت نہیں ہوتیں
تم سامنے آ بیٹھو دم نکلے باآسانی
اقلیمِ محبت کی دنیا ہی نرالی ہے
نادانی ہے دانائی' دانائی ہے نادانی
ہو زیست جنہیں پیاری وہ اور کوئی ہوں گے
ہم مر کے دکھا دیں گے مرنے کی اگر ٹھانی
ہشیاریِ زائد سے اچھی مری بے ہوشی
اس دلقِ ریائی سے بہتر مری عریانی

کیا وادیٔ غربت میں بچھڑی ہے یہ بیدؔم سے
سر پیٹتی پھرتی ہے کیوں بے سر و سامانی



میں غش میں ہوں مجھے اتنا نہیں ہوش
تصور ہے ترا یا تو ہم آغوش
جو نالوں کی کبھی وحشت نے ٹھانی
پکارا ضبط بس خاموش خاموش
اُٹھا رکھا ہے اِک طوفان تو نے
ارے قطرے ترا اللہ رے جوش
کسے ہو امتیازِ جلوۂ یار
ہمیں تو آپ ہی اپنا نہیں ہوش
میں ایسی یاد کے قربان جاؤں
کیا جس نے دو عالم کو فراموش
ہے بیگانوں سے خالی خلوتِ راز
چلے جائیں نہ اب آئیں مرے ہوش

کرو رندو گناہِ مے پرستی
کہ ساقی ہے عطا پاش و خطا پوش
ترے جلوے کو موسیٰ دیکھتے کیا
نقاب اٹھنے سے پہلے اُڑ گئے ہوش
کرم بھی اس کا مجھ پر ہے ستم بھی
کہ پہلو میں ہے ظالم اور روپوش
پیو تو خم کے خم پی جاؤ بیدم
ارے مے نوش ہو تم یا بلا نوش



یہ بت جو کعبۂ دل کو کسی کے ڈھا دیں گے
تو روزِ حشر خدا کو جواب کیا دیں گے
حضورؐ سب کو قیامت میں بخشوا دیں گے
جو کوئی دے نہ سکے گا وہ مصطفےٰؐ دیں گے
وہ دل کے زخم جو دیکھیں گے مسکرا دیں گے
چھڑک چھڑک کے نمک بجلیاں گرا دیں گے

جنابِ شیخ کو ازبر ہے قصۂ محشر
جب آکے بیٹھیں گے چھکے مرے چھڑا دیں گے

وہ میری قبر کو پامال کرکے مانیں گے
تلے ہوئے ہیں کہ نقشِ وفا مٹا دیں گے

نہ لائے ہیں نہ انہیں لائیں چارہ ساز مرے
دلاسے دے دے کے دردِ جگر بڑھا دیں گے

یہ نالے کیا مرے دل کو قرار بخشیں گے
یہ اشک کیا مرے دل کی لگی بجھا دیں گے

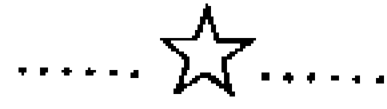
تجلیِ رخِ روشن کو دیکھنا معلوم
وہ جلوے چشمِ تمنا کو تلملا دیں گے

خدا کرے کہ تمہیں بھی کہیں محبت ہو
تو اضطراب ہے کیا شے یہ ہم بتا دیں گے

مٹے ہوؤں سے نشاں یار کا ملے تو ملے
جو آپ گم ہیں وہی دیں تو کچھ پتا دیں گے

اب اس سے کیا ہمیں کعبہ ہو یا کلیسا ہو
جہاں پہ تو نظر آئے گا سر جھکا دیں گے

اُسے مسیح بھی بیدؔم اٹھا نہیں سکتے
حسین اپنی نظر سے جسے گرا دیں گے



تیری چشمِ مست کا ساقی اثر آنکھوں میں ہے
نشہ تو بھرپور ہے. مجھ کو مگر آنکھوں میں ہے
آج تک وہ نقشۂ دیوار و در آنکھوں میں ہے
اب جگر میں کیا ہے' کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے
آج تو اے جوشِ گریہ خوب کی گلکاریاں
خونِ دل دامن پہ ہے خونِ جگر آنکھوں میں ہے
زلف و رخ میں دیکھتا ہوں جلوۂ لیل و نہار
کچھ سوادِ شام کچھ نورِ سحر آنکھوں میں ہے
یاد ہے ہاں یاد ہے وہ برہمیٔ بزمِ ناز
ہاں ابھی تک وہ قیامت کی سحر آنکھوں میں ہے
ایک خط لے کر گیا ہے کوئے جاناں کی طرف
بہرِ تسکین اک خیالی نامہ بر آنکھوں میں ہے

اب کہاں پہلو میں اے پیکانِ جاناں اب کہاں
کچھ بہا آنکھوں سے کچھ خونِ جگر آنکھوں میں ہے

دیکھ کر دردِ جگر آنکھیں چرا لیں یار نے
ہو نہ ہو کچھ چارۂ دردِ جگر آنکھوں میں ہے

کیوں نہ ہو اب آسماں پر اپنی آنکھوں کا دماغ
جانتے ہو کس کی خاکِ رہگزر آنکھوں میں ہے

واہ ری مشقِ تصور کوئی گھر خالی نہیں
ایک صورت ہے اِدھر دل میں اُدھر آنکھوں میں ہے

مل گئیں مارا پھریں بسمل کیا بیدمؔ کیا
اللہ اللہ کس قیامت کا اثر آنکھوں میں ہے

☆

ہم دادِ وفا لیں گے وہ دادِ وفا دیں گے
دنیا اسے دیکھے گی دنیا کو دکھا دیں گے

مانا انہیں پھر مجھ سے احباب ملا دیں گے
کیا بگڑی ہوئی میری قسمت بھی بنا دیں گے

ہے ضبط بڑی دولت اللہ اسے رکھے
ہم چرخ کی بنیادیں آہوں سے ہلا دیں گے

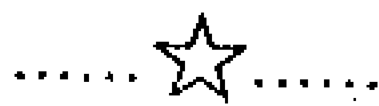
جاں اُن کی ہے دل ان کا ہم ان کے ہیں سب ان کا
وہ لیں گے تو کیا لیں گے ہم دیں گے تو کیا دیں گے

ہاں یونہی رہے قاتل کچھ دیر نمک پاشی
ہاں زخمِ جگر یونہی رِس رِس کے مزا دیں گے

گر داورِ محشر نے اعمال کی پرسش کی
چپکے سے ہم اس بت کی تصویر دکھا دیں گے

اپنا تو یہ مذہب ہے کعبہ ہو کہ بت خانہ
جس جا تمہیں دیکھیں گے ہم سر کو جھکا دیں گے

جب ہم نہ رہے بیدم تب چارہ گر آئے ہیں
اب کس کو شفا ہوگی اب کس کو دوا دیں گے



کتنا سکونِ خاص تھا دستِ حسین ساز میں
رنگِ نمود بھر دیا جلوۂ دلنواز میں

اتنا تو ربطِ خاص ہو ناز میں اور نیاز میں
دل میں خدنگ ناز ہو دل ہو خدنگِ ناز میں

کھل کے کبھی وہ چھپ گئے اپنے حریمِ ناز میں
چھپ کے کہیں چمک اُٹھے آئینۂ مجاز میں

حضرتِ عشق کے طفیل ہو گئیں خانہ جنگیاں
برق نظارہ سوز میں چشمِ نظارہ ساز میں

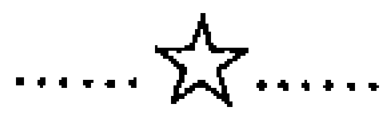
کارہے سر اُتارنا پیار ہے مل کے مارنا
کس کی ادائیں آ گئیں تیغِ گلو نواز میں

یہ بھی دکھائے اے صبا صدقہ کسی نگاہ کا
میری وفا کے پھول جس یار کے دستِ ناز میں

اب کوئی کیا اٹھائے گا اب کوئی کیا مٹائے گا
میں ہوں کسی کا نقشِ پا رہگزرِ نیاز میں

دیکھ تو اے صبا مرا سجدۂ شوق تو نہیں
آج ہے ایک پائے بوس ان کے حریمِ ناز میں

خنجرِ ناز کو ہو کیوں اور کسی سے واسطہ
یا وہ مرے گلے پہ ہو یا ترے دستِ ناز میں
یار کے پائے ناز پر سجدے ہیں اور جبینِ شوق
میری یہی نماز ہے میں ہوں اسی نماز میں
بیدمؔ خستہ خاک بھی تیری نہ بے ادب رہے
ذرّے نہ اڑ کے جا ملیں گردِ رہِ حجاز میں



نہ نکلے ہیں نہ یوں نکلیں تمہارے تیر کے ٹکڑے
رکھو سینہ پہ زانو اور نکالو چیر کے ٹکڑے
پئے تسکین دل وہ دے گئے ہیں تیر کے ٹکڑے
بحمد اللہ ملے مجھ کو مری تقدیر کے ٹکڑے
مرے سینہ میں دل ہی کا پتہ ملتا نہیں مجھ کو
میں اپنے دل کو ڈھونڈوں یا تمہارے تیر کے ٹکڑے
یہ فرمایا جو آئے اپنے وحشی کے جنازے پر
بجائے چادرِ گل ڈال دو زنجیر کے ٹکڑے

مرا قاصد یہ لایا ہے جواب اور یہ جواب آیا
کہ لا کر دے دیئے مجھ کو مری تحریر کے ٹکڑے

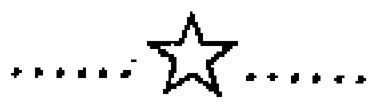
متاعِ وحشتِ دل لے کے اٹھیں گے قیامت میں
ہمارے ساتھ رکھ دو قبر میں زنجیر کے ٹکڑے

جگر کو کچھ ملے کچھ دل نے پائے کچھ رگِ جاں نے
ہوئے تقسیم یوں القصہ ان کے تیر کے ٹکڑے

تبرک ہو گئیں کٹتے ہی ساری بیڑیاں میری
کہ مجنوں لینے آیا نجد سے زنجیر کے ٹکڑے

دمِ آخر ترا دیوانہ تڑپا ہے کہ زنداں میں
پڑے ہیں جا بجا ٹوٹی ہوئی زنجیر کے ٹکڑے

سراپائے شہیدِ کربلا ہے مصحفِ ناطق
ہیں بیدم پارۂ قرآں تنِ شبیر کے ٹکڑے



میں کیا کہوں کہ کیا نگہِ فتنہ گر میں ہے
یہ دیکھتا ہوں حشر بپا رہگذر میں ہے

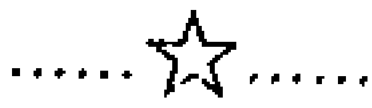
پھرنا تری نگاہ کا میری نظر میں ہے
ترچھا سا ایک زخم ابھی تک جگر میں ہے
شوقِ جوابِ نامہ کدھر ہے ترا خیال
میرا ہی خط تو ہے جو کفِ نامہ بر میں ہے
دل میں جو تم نہیں ہو تو کس کام کا یہ دل
تم دل میں ہو تو دولتِ کونین گھر میں ہے
اک میں کہ میری شام شبِ انتظار ہے
اک وہ کہ جن کی شام امیدِ سحر میں ہے
اب اس کو تیر ناز کہو یا مری قضا
ہے کچھ ضرور جو مرے قلب و جگر میں ہے
اک آپ ہیں کہ آپ کو اپنوں سے ہی حجاب
اک جلوہ آپ کا ہے کہ سب کی نظر میں ہے
اپنی نہیں تو کس کی ہیں آئینہ داریاں
جس کی نظر میں تو ہے وہ تیری نظر میں ہے
یا تو تمہارے گیسو و رخ کے ہیں شعبدے
یا تم سا کوئی پردۂ شام و سحر میں ہے

شوریدہ حال تیرے کہاں جائیں کیا کریں
راحت تری گلی میں نہ چین اپنے گھر میں ہے

محوِ خرام ناز ذرا دیکھ بھال کر
اُفتادہ پا شکستہ کوئی رہگزر میں ہے

پردہ تعینات کا آنکھوں سے اُٹھ گیا
اب دیر و کعبہ ایک ہماری نظر میں ہے

بیدمؔ تمام رات تڑپتے گزر گئی
یادِ مژہ ہے یا کوئی نشتر جگر میں ہے



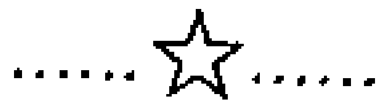
اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے
جب سے سنا ہے یار لباسِ بشر میں ہے

اپنا ہی جلوہ ہے جو ہماری نظر میں ہے
اب غیر کون چشمِ حقیقت نگر میں ہے

وہ گنجِ حسن ہے دل ویراں میں جلوہ گر
فضلِ خدا سے دولتِ کونین گھر میں ہے

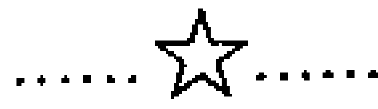
بس اک فروغِ نقشِ کفِ پا کے فیض سے
ہر ذرّہ آفتاب تری رہگزر میں ہے
اللہ خیر میرے دلِ بے قرار کی
انداز یاس کا نگہِ نامہ بر میں ہے
خود بینیوں کی آنکھ ملی چشمِ شوق کو
میری نظر بھی آج تمہاری نظر میں ہے
بننے سے پہلے ساغرِ مے ٹوٹ جاتے ہیں
کیا محتسب کی خاک کفِ کوزہ گر میں ہے
غربت میں بھی خیالِ وطن ساتھ ساتھ ہے
یہ بھی نہ ہو تو کس کا سہارا سفر میں ہے
اے نوح اپنی کشتیِ عالم سے ہوشیار
طوفانِ گریہ آج مری چشمِ تر میں ہے
اک میہماں سے دونوں گھر آباد ہیں مرے
دل میں ہے تیر' تیر کا پیکاں جگر میں ہے
حیران ہوں کہ سجدہ کروں تو کدھر کروں
کعبہ میں بھی وہی بتِ کافر نظر میں ہے

ہنستے ہیں میرے گریۂ بے اختیار پر
یہ آپ کی ادا لبِ زخمِ جگر میں ہے
بیدم یہ جستجو بھی عجب ہے عجب تلاش
نکلے ہیں ڈھونڈنے کو اسے ہم جو گھر میں ہے



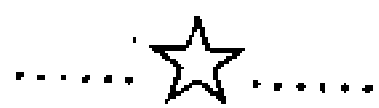
اسیری میں اٹھائے لطف باغِ آشنائی کے
رہائی کے تصور میں مزے لوٹے رہائی کے
یہ مانا کچھ نہیں ہم اور کسی قابل نہیں لیکن
وفاؤں سے لیے بدلے تمہاری بے وفائی کے
جدائی تا بہ کے آخر کوئی حد بھی جدائی کی
گنے کوئی کہاں تک انگلیوں پر دن جدائی کے
اگر چشمِ حقیقت میں سے دیکھیں دیکھنے والے
بتوں میں بھی نظر آتے ہیں جلوے کبریائی کے
حسینوں کا گدا ہوں حسن والوں کا بھکاری ہوں
مری آنکھیں نہیں یہ دونوں کاسے ہیں گدائی کے

کہاں کا شور محشر وعدۂ فردا نے چونکایا
ابھی سوئے تھے ہم جاگے ہوئے شامِ جدائی کے
ثبوتِ بندگی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا
نشاں ہیں ان کے سنگِ در پہ میری جبہ سائی کے
طلوعِ آفتابِ حشر ہونے ہی کو ہے بیدم
چراغ اب بجھنے والے ہیں مری شامِ جدائی کے



سنبھل سنبھل کے وہ کرتے ہیں وار چتون کے
میں کھائے جاتا ہوں سینہ پہ تیر تن تن کے
کلیم جائیں جو جاتے ہیں طور سینا پر
ہمارے دل ہی میں جلوے ہیں طور وایمن کے
میں خاک ہو کے طوافِ چمن پہ مرتا ہوں
مرے بگولے بھی پھرتے ہیں گرد گلشن کے
نکالا جب مجھے صیاد نے گلستاں سے
جلائے برق نے تنکے مرے نشیمن کے

صبا بھی ہو بس اک ساعتِ ہوا خواہی
کہ حق ہیں تجھ پہ ہمارے چراغِ مدفن کے
یہی ہے نذرِ جنوں اور کیا ہو نذرِ جنوں
جو تن پہ باقی ہیں وہ ایک تار دامن کے
وہ کہہ رہے ہیں مرا حال دیکھ کر بیدم
کہ ان کی طرح سے بگڑے نہ کوئی یوں بن کے



ہم اپنے طالعِ خفتہ کو جب بیدار دیکھیں گے
کہ تجھ کو زیبِ آغوشِ تمنا یار دیکھیں گے
جب آنکھیں بند کرلیں گے جمالِ یار دیکھیں گے
اس آسانی سے ہم یہ منزلِ دشوار دیکھیں گے
کسی کے جاتے ہی یہ منظرِ حسرت فزا ہوگا
میں گھر کو اور مجھے گھر کے در و دیوار دیکھیں گے
کلیم اللہ کو دیکھو ایک ہی جلوہ کے ہو بیٹھے
اسی برتے پہ کہتے تھے جمالِ یار دیکھیں گے

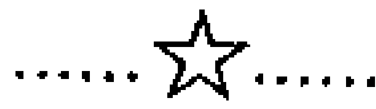
مدینہ میں پہنچتے ہی دلِ مضطر پکار اٹھا
بڑی سرکار میں پہنچے بڑا دربار دیکھیں گے

یہاں تو روز چالوں سے نئے فتنے اٹھاتے ہو
قیامت میں تمہاری شوخیِ رفتار دیکھیں گے

حرم میں دیر میں دل میں غرض ہے یہ جہاں تو ہے
تجھی کو دیکھنے والے ترے اے یار دیکھیں گے

اشاروں پر جو مرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں
وہ کن آنکھوں سے تیرے ہاتھ میں تلوار دیکھیں گے

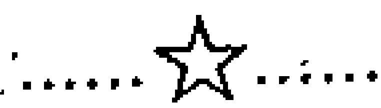
مری رسوائیاں محشر میں ممکن ہی نہیں بیدم
وہ اپنے نام لیوا کو ذلیل و خوار دیکھیں گے



دنیا کی کچھ خبر تھی نہ عقبیٰ کا ہوش تھا
کیا جانے کس جہاں میں ترا بادہ نوش تھا

اللہ رے اس کے قتل کی حشر آفرینیاں
ہر قطرہ جس کے خون کا طوفاں بدوش تھا

اک برق سی چمک گئی آنکھوں کے سامنے
نظارہ گاہ میں مجھے اتنا ہی ہوش تھا
گو بے کفن تھے لاشۂ آوارگانِ عشق
لیکن غبارِ دشتِ جنوں پردہ پوش تھا
منصور کا قصور تھا ساقی نے کیا کیا
پی لی صراحی اس نے جو پیمانہ نوش تھا
آج آیا ان کے در پہ جبیں سائیوں کے کام
کل تک جو جسمِ زار پہ سر بارِ دوش تھا
کافی ہے یہ پتہ مرا لوحِ مزار پر
بیدم ترا غلام تھا حلقہ بگوش تھا



داروئے دردِ نہاں راحتِ جانی صنما
عیسیِٔ مردہ دلاں یوسفِ ثانی صنما
تیرے صدقے مری جاں تجھ پہ مرا دل قرباں
وارثِ کون و مکاں فخرِ زمانی صنما

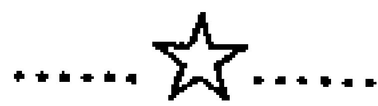
تیرا ہر جلوہ ہے آئینۂ اسرارِ ازل
تیری صورت میں ہیں انوارِ معانی صنما

دل کے داغوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
کہ یہی داغ تو ہیں تیری نشانی صنما

تو ہی جب قصۂ غم سے مرے گھبراتا ہے
پھر سنے کون مرے غم کی کہانی صنما

تاکجا اشک بجھائیں گے مرے دل کی لگی
پھونکے دیتا ہے مجھے سوزِ نہانی صنما

وقفِ سجدہ ہے ترے در پہ جبینِ بیدم
قبلۂ دل صنما کعبۂ جانی صنما



یہاں تو چھپنے والوں کو ہمیں دو چار دیکھیں گے
مگر محشر میں لاکھوں طالبِ دیدار دیکھیں گے

تمہارے گھر میں دخلِ غیر بھی سرکار دیکھیں گے
جو کچھ قسمت دکھائے گی ہمیں لاچار دیکھیں گے

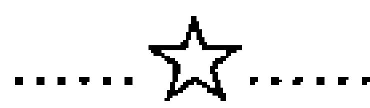
ادھر پردہ اٹھا اور اس طرف موسیٰ کو غش آیا
اسی پر کہہ رہے تھے ہم جمالِ یار دیکھیں گے

نویدِ قتل پر جب عید ٹھہری مرنے والوں کی
ہلالِ عید کیوں دیکھیں تری تلوار دیکھیں گے

ہزاروں سر جھکے ہیں ایک امیدِ شہادت پر
ترے خنجر کو ہم کس کس گلے کا ہار دیکھیں گے

رہا یونہی جو وہ محوِ خرامِ ناز تو اک دن
تری پامالیاں بھی چرخ کج رفتار دیکھیں گے

بہر صورت انہیں ہم دیکھ کر مانیں گے اے بیدمؔ
جو یوں ممکن نہیں سر کر کے نذرِ دار دیکھیں گے



رخِ نوشاہ قرآں ہے تو بسم اللہ کا سہرا
خدا رکھے اچھوتا ہے مرے نوشاہ کا سہرا

اسے جبریلؑ لائے ہیں گندھا کر باغِ رضواں سے
محمد مصطفیٰؐ طیبہ کے شاہنشاہ کا سہرا

قبائے مصطفیٰؐ جامہ ہے انوارِ الٰہی کا
جلال اللہ کا مقنع جمال اللہ کا سہرا
بھلی ساعت سے مالن نے اسے نوشہ کے باندھا ہے
خدا کے فضل سے نامِ رسولؐ اللہ کا سہرا
یہ بیدمؔ آج کیسی روشنی پھیلی ہے محفل میں
دولہن دولہا کا سہرا ہے کہ مہر و ماہ کا سہرا

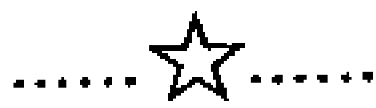
☆

زخمِ جگر بھی کہنے لگا داستانِ شوق
ناوک فگن نے خوب عطا کی زبانِ شوق
میں سن رہا ہوں ختم نہ کر داستانِ شوق
کیا تھک گئی زبان تری قصہ خوانِ شوق
مشتاقِ دید کا تو دم آنکھوں میں آ گیا
سنیے زبانِ حال سے اب داستانِ شوق
پتھر کا پہلے اپنا کلیجہ بنایئے
پھر سنیے مجھ سے آپ مری داستانِ شوق

پھونکا ہے کیا نسیمِ تمنا نے کان میں
رکھتے نہیں زمیں پہ قدم رہروانِ شوق

مر بھی چکے یہاں جنہیں مرنے کا شوق تھا
اب آئے ہیں حضور پئے امتحانِ شوق

دیکھی کہاں ہیں آپ نے عالم نمائیاں
ہے ذرّہ ذرّہ خاک کا میری جہانِ شوق



دشمن کے پر کترتا ہے میرا بیانِ شوق
مقراض بن کے چلتی ہے گویا زبانِ شوق

کیا ان کا راز ہے یہ مری داستانِ شوق
رکتی ہے کیوں زبان تری قصہ خوانِ شوق

مایوس پھر رہی ہیں مری ناامیدیاں
اترا ہے آج دل میں مرے کاروانِ شوق

ذرے بھی میری خاک کے اڑتے ہیں شوق میں
اچھے ستارے لے کے چلا آسمانِ شوق

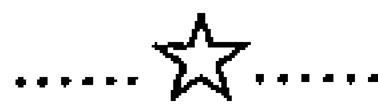
اے شوقِ دید اس کو منا جیسے ہو سکے
روٹھا ہوا ہے مجھ سے مرا میہمانِ شوق

اے یوسفِ امید مبارک تجھے سفر
لے آ رہا ہے تیری طرف کاروانِ شوق

جب داستانِ شوق نہ کوئی سمجھ سکا
حالِ تباہ میرا بنا ترجمانِ شوق

مشعل بکف چلا ہے مرا داغِ آرزو
بھٹکے نہ راستے میں کہیں کاروانِ شوق

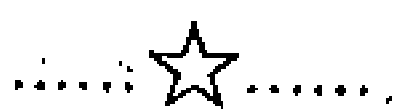
بیدم خدنگِ طعنۂ دشمن نہ چل سکا
اس کے اُتارنے سے نہ اُتری کمانِ شوق



ادا پر تری دل ہے آنے کے قابل
مری جان ہے تجھ پہ جانے کے قابل

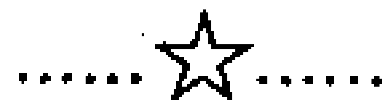
انہیں کو چُنا، چُن کے بجلی نے پھونکا
وہ تنکے جو تھے آشیانے کے قابل

ترے مصحفِ رخ کو اللہ رکھے
یہ قرآں ہے ایمان لانے کے قابل
ہوا رازِ دل سب پہ ظاہر تو اب کیا
چھپاتے تھے جب تھا چھپانے کے قابل
جبیں مدتوں سے لیے پھر رہی ہے
جو سجدے ہیں اُس آستانے کے قابل
جگر ہو کہ دل ناوکِ ناز جاناں
یہ دونوں ہیں تیرے نشانے کے قابل
میں بیدم اسی بات پر مٹ رہا ہوں
کہ وہ مجھ کو سمجھے مٹانے کے قابل



مبارک ساقیٔ رمضاں مبارک
فروغِ مجلسِ رنداں مبارک
جبینِ شوق کے سجدوں پہ سجدے
تجھے سنگِ درِ جاناں مبارک

تجلیٔ جمالِ روئے جاناں
تجھے اے دیدۂ حیراں مبارک
ادائے دلبری و دل نوازی
تجھے اے خسروِ خوباں مبارک
ردائے خواجگی، تاجِ ولایت
تمہیں اے مرشدِ دوراں مبارک
کسی کے زخمہائے دل کو یارب
کسی کی جنبشِ مژگاں مبارک
درِ وارث پہ ہے بیدم کا بستر
تری جنت تجھے رضواں مبارک



اگر کعبہ کا رخ بھی جانب میخانہ ہو جائے
تو پھر سجدہ مری ہر لغزش مستانہ ہو جائے
وہی دل ہے جو حسن و عشق کا کاشانہ ہو جائے
وہ سر ہے جو کسی کی تیغ کا نذرانہ ہو جائے

یہ اچھی پردہ داری ہے یہ اچھی راز داری ہے
کہ جو آئے تمہاری بزم میں دیوانہ ہو جائے

مرا سر کٹ کے مقتل میں گرے قاتل کے قدموں پر
دمِ آخر ادا یوں سجدۂ شکرانہ ہو جائے

تری سرکار میں لایا ہوں ڈالی حسرتِ دل کی
عجب کیا ہے مرا منظور یہ نذرانہ ہو جائے

شبِ فرقت کا جب کچھ طول کم ہونا نہیں ممکن
تو میری زندگی کا مختصر افسانہ ہو جائے

وہ سجدے جن سے برسوں ہم نے کعبہ کو سجایا ہے
جو بتخانے کو مل جائیں تو پھر بتخانہ ہو جائے

کسی کی زلف بکھرے اور بکھر کر دوش پر آئے
دلِ صد چاک الجھے اور اُلجھ کر شانہ ہو جائے

یہاں ہونا نہ ہونا ہے' نہ ہونا عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ جانانہ ہو جائے

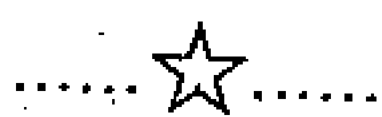
سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا
بنے محفل میں کوئی شمع یا پروانہ ہو جائے

وہ مے دے دے جو پہلے شبلی و منصور کو دی تھی
تو بیدم بھی نثارِ مرشدِ میخانہ ہو جائے

......☆......

کہیں محشر میں بھی وہ مائلِ پروانہ ہو جائے
بھری محفل میں چشمِ آرزو رسوا نہ ہو جائے
چلی ہیں میری آہیں عرش کا پایہ ہلانے کو
کہیں برہم نظامِ عالمِ بالا نہ ہو جائے
فریبِ حسنِ صورت آفریں کا جال پھیلا ہے
کہیں اے شوقِ نظارہ تجھے دھوکا نہ ہو جائے
چلا تو ہے دلِ دیدار جُو دیدار کی دھن میں
فروغِ حسنِ جاناں حسن کا پروانہ ہو جائے
شرر افشانیوں سے آہِ عالم سوز کی ڈر ہے
کہیں برباد حسن و عشق کی دنیا نہ ہو جائے
تجلیٔ جمالِ روئے عالم تاب کے آگے
کہیں یہ دیدۂ مشتاق نابینا نہ ہو جائے

سمجھتے ہو وہ بیدم کیوں نہیں آتے عیادت کو
انہیں ڈر ہے مریضِ غم کہیں اچھا نہ ہو جائے



وہ پردے سے نہیں نکلے تو کیا جانِ حزیں نکلی
یہ کس نے کہہ دیا حسرت نہیں نکلی نہیں نکلی
مرے دل میں جو آ بیٹھی تو پھر دل سے نہیں نکلی
کسی پردہ نشین کی یاد بھی پردہ نشیں نکلی
لبِ زخمِ جگر سے پھر صدائے آفریں نکلی
کہیں تلوار کھینچے پھر کوئی چینِ جبیں نکلی
کسے لائی انہیں لائی کسے کھینچا انہیں کھینچا
نہ کچھ ہونے پہ بھی سب کچھ نگاہِ واپسیں نکلی
ہلالِ عید لیتا تھا قدم جھک جھک کے وحشت کے
گریباں سے گلے ملنے جو میری آستیں نکلی
مرادِ جبہ فرسائی کو چھونے تک نہیں دیتی
انوکھی کیا اچھوتی کوئے جاناں کی زمیں نکلی

پکڑ اچھی رہی سودائیوں کی دشتِ وحشت میں
ادھر سے چل دیا دامن اُدھر سے آستیں نکلی

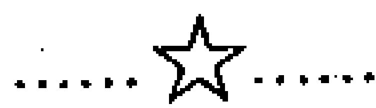
تعلق ہی نہیں جب آپ کو تو پوچھنا کیا ہے
تمنائے دلِ مضطر کہاں نکلی کہیں نکلی

گلے پر چلتے چلتے دے دیا دامن پہ بھی چھینٹا
چھری بھی میرے قاتل کی بہارِ آستیں نکلی

ستانے میں ستم ڈھانے میں اور مجھ کو مٹانے میں
کہیں بڑھ کر فلک سے کوئے جاناں کی زمیں نکلی

ابھی تو آسماں پر تھا دماغ اپنی تمنا کا
زمیں پیروں سے نکلی اس کے منہ سے جب نہیں نکلی

کسی پر مر چکا تھا میں تو پھر یہ کیا تماشا ہے
دوبارہ کس لیے بیدمؔ مری جانِ حزیں نکلی

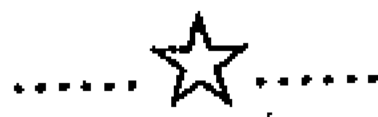


آنکھوں کی راہ سے مرے دل میں اُتر گئی
یوں میرا فیصلہ نگہِ ناز کر گئی

آئی اِدھر بہارِ جوانی اُدھر گئی
برباد کرنے آئی تھی برباد کر گئی
اچھا سلوک کر کے نسیمِ سحر گئی
پھیلا کے بوئے زلف پریشان کر گئی
اس رشکِ آفتاب کو دیکھا ہے خواب میں
سجدہ ہوا حرام نمازِ سحر گئی
دل کو سرور و کیفِ محبت عطا کیا
سب کچھ نگاہِ مرشدِ میخانہ کر گئی
پہلے بھی تیغ ناز چمکنے میں برق تھی
میرے لہو میں ڈوب کے دونی نکھر گئی
اب شورِ حشر مجھ کو جگائے تو غم نہیں
میں سو لیا لحد میں مری نیند بھر گئی
سستے چھٹے کہ راہِ محبت میں سر گیا
اور سر کے ساتھ ہی خلشِ دردِ سر گئی
رونے سے تیرے بھانپ لیا سب نے میرا حال
محفل میں آبرو مری اے چشمِ تر گئی

فرماتے ہیں وہ سن کے مری داستانِ غم
چھوڑ اس کا ذکرِ خیر جو گزری گزر گئی

شیرازۂ سکون پریشان ہو گیا
بیدم بیاضِ حسرت و ارماں بکھر گئی



فرقت میں زندگی مجھے اپنی اکھر گئی
اے مرگِ ناگہاں تو کہاں جا کے مر گئی

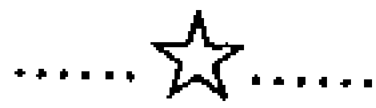
قسمت کے میری پیچ نکلنا محال ہیں
یہ زلف تو نہیں کہ سنوارا سنور گئی

تو نے کیا تباہ کہ تیری نگاہ نے
تو کام کر گیا کہ نظر کام کر گئی

یہ میرا منہ کہ منہ سے جو نکلا وہی کیا
یہ آپ کی زبان کہ کہہ کر مکر گئی

موقوف دیر پر ہی نہ کعبہ پہ منحصر
دیکھا کیے انہیں کو جہاں تک نظر گئی

ساغر ہے میرے ہاتھ میں اے اہلِ میکدہ
توبہ کو دیکھنا مری توبہ کدھر گئی
خیر آپ تو بخیر رہے گھر رقیب کے
یاں بھی ہمارے دل پہ جو گزری گزر گئی
زورِ حسد ہے رشک کا بازار گرم ہے
دنیا سے قدردانیٔ اہلِ ہنر گئی
وہ آبدیدہ بیٹھے ہیں بیدمؔ کی لاش پر
اب پانی لے کے آئے ہیں جب پیاس مرگئی



جب سے دل کشمکشِ گیسو و رخسار میں ہے
مومنوں میں ہی شمار اپنا نہ کفار میں ہے
سر میں دل میں جگر و دیدۂ خونبار میں ہے
رازِ الفت مرا اب تک انہیں دو چار میں ہے
ایک وہ ہیں کہ ہر اک دل ہے خریدار ان کا
اک مرا دل کہ تمنائے خریدار میں ہے

سر دیا جس نے رہِ عشق میں سردار ہوا
سچ ہے معراج محبت رسن و دار میں ہے

طور ہی پر نہیں موقوف لقائے محبوب
آنکھ والوں کے لیے ہر در و دیوار میں ہے

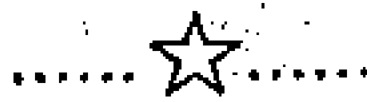
تشنہ کامانِ شہادت کی بجھا تشنہ لبی
اسی پانی سے جو پانی تری تلوار میں ہے

کاسۂ چشم تمنا میں جو چاہے بھر دے
اے شہِ حسن کمی کیا تری سرکار میں ہے

واقعی قیدیٔ زنجیرِ مذاہب ہیں وہ لوگ
جو سمجھتے ہیں خدا سجدہ و زنار میں ہے

یوں تو دل کیا تھا مرے دل کی حقیقت کیا تھی
اب سبھی کچھ ہی یہ جب سے نگہِ یار میں ہے

ناز اٹھاتا ہے کوئی اس کی جبیں سائی کے
آج پیشانیٔ بیدمؔ بڑی سرکار میں ہے



لا نہیں سکتا اُنہیں شورِ قیامت ہوش میں
سوئے جو اس سایۂ دیوار کے آغوش میں

لے کے خاکِ قیس کو بادِ صبا آغوش میں
جا رہی ہے کوئے لیلیٰ کی طرف کس جوش میں

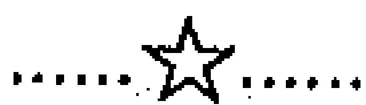
میرے عصیاں دیکھ کر میری ندامت دیکھ کر
کیسے ممکن ہے تری رحمت نہ آئے جوش میں

کوچۂ زلفِ رسا سے لخلخہ لائی نسیم
بے خودی ہشیار! لے آتے ہیں اب ہم ہوش میں

ساقیٔ کوثر سے سن کر مژدۂ لا تقنطوا
جس کو دیکھو منہمک ہے شغلِ نوشا نوش میں

دیکھ کر دریا رواں اشکوں کا میری آنکھ سے
لہریں لیتا ہے تبسم اس لبِ خاموش میں

آپ سے بیدمؔ بھی گزرا ساقیا لینا خبر
صورتِ منصور اَن کہنی نہ کہہ دے جوش میں



نکلے ہیں سج کے حجلہ نشینانِ اضطراب
ہر اشک ہے بہارِ گلستانِ اضطراب

جان و جگر ہے تابعِ فرمانِ اضطراب
دنیائے دل ہے عالمِ امکانِ اضطراب

آہستہ چل خدا کے لیے صرصرِ الم
برباد ہو نہ خاکِ شہیدانِ اضطراب

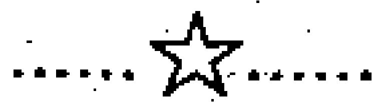
پہلو میں آج کل مرے دل کا پتہ نہیں
گم ہو گیا ہے یوسفِ کنعانِ اضطراب

دل منزلِ فراق کی تاریک راہ میں
لے کر چلا ہے مشعلِ تابانِ اضطراب

دل میں ہوائے شوق کے جھونکوں کا زور ہے
دیکھو اُڑے نہ گوشۂ دامانِ اضطراب

اے انبساطِ وعدۂ باطل نہ دل سے جا
لے دے کے ایک تو ہی تو ہے جانِ اضطراب

بیدمؔ کسی کی ابرو و مژگاں کی یاد میں
چلتے ہیں دل پہ خنجر و پیکانِ اضطراب



یوں ہر اک جلوہ میں ہے جلوہ نما کی صورت
بندے بندے میں ہے جس طرح خدا کی صورت

اشک کی طرح تری آنکھوں سے گرنے والے
مل گئے خاک میں نقشِ کفِ پا کی صورت

جیتے جی جس کے تصور میں ہوئی عمر تمام
قبر میں بھی وہی آنکھوں میں پھرا کی صورت

اللہ اللہ رے مجبوریِٔ بیمارِ الم
نہ دوا کی کوئی صورت نہ دعا کی صورت

آپ کی چشمِ عنایت کا اشارہ نہ ہوا
دیکھتی رہ گئی تاثیر دعا کی صورت

یادِ گیسو نے مرے دل کو ابھارا بیدمؔ
آسماں پر نظر آئی جو گھٹا کی صورت



کہنے والے اپنی اپنی کہہ گئے
ہم تو اُن کا منہ ہی تکتے رہ گئے

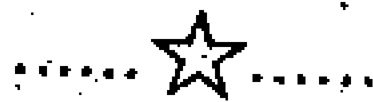
حسرتیں ساری ہوئیں پامالِ غم
لختِ دل اشکوں میں مل کر بہہ گئے

یہ ملا عرضِ تمنا کا جواب
مسکرائے مسکرا کر رہ گئے

آئے تھے داغِ جگر کے سامنے
منہ کی کھا کر آج مہر و مہ گئے

مجھ سے پوچھو ان کی خاموشی کا حال
کچھ نہ کہنے پر بھی سب کچھ کہہ گئے

سب گئے بیدمؔ مدینہ کو مگر
ہائے تم اب کے برس بھی رہ گئے



ہے دلِ محزوں مکانِ دردِ دل
اچھی دنیا ہے جہانِ دردِ دل

دل بنا ہے قصہ خوانِ دردِ دل
اب سنو تم داستانِ دردِ دل

ماجرائے دردؔ دل سے پوچھیے
دل ہے اپنا ترجمانِ دردِ دل

اُٹھ رہے ہیں بیٹھ کر پہلو سے وہ
ہو رہا ہے امتحانِ دردِ دل

ایک لفظِ آہ میں پوشیدہ ہے
سر سے پا تک داستانِ دردِ دل

آ گیا پہلو میں وہ رشکِ مسیح
مٹ گیا نام و نشانِ دردِ دل

پھر دلِ بیدؔم میں ہے دخلِ سکوں
ٹوٹ پڑ' اے آسمانِ دردِ دل



قیس کوئے لیلیٰ میں جب پئے نماز آیا
کعبہ سامنے لے کر عشقِ سحر ساز آیا

دردِ دل نے چونکایا بے خودی نے چٹکی لی
شوق نے کہا لے دیکھ وہ حریمِ ناز آیا

یوں ہی میری آنکھوں میں آ کے سما وہ جائیں
جیسے ان کی آنکھوں میں شب کو خوابِ ناز آیا

ساتھ لے کے دشمن کو میرے گھر نہ آئیں آپ
ایسی مہربانی سے مہرباں میں باز آیا

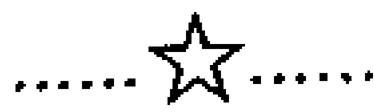
ہوش بھی ہوئے رخصت عقل نے بھی چھوڑا ساتھ
شوق مجھ کو پہنچانے تا حریمِ ناز آیا

غزنوی کے آتے ہی شور ہو گا محشر میں
بندۂ ایاز آیا بندۂ ایاز آیا

صورتوں کا شیدائی شیخ کا ہوا طالب
جادۂ حقیقت پر رہروِ مجاز آیا

جب چلا سوئے مقتل شوقِ جاں نثاری میں
دل کے خیر مقدم کو بڑھ کے تیرِ ناز آیا

شکوۂ جفا و جور بیدمؔ اب کریں کس سے
درد دینے والا ہی بن کے چارہ ساز آیا



ہلاک تیغِ جفا یا شہید ناز کرے
ترا کرم ہے جسے جیسے سرفراز کرے

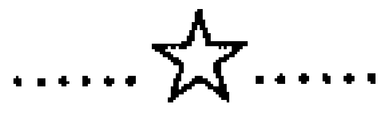
ہر ایک ذرہ ہے عالم کا گوش برآواز
تو پھر کہاں پہ کوئی گفتگوئے راز کرے

تجلیاں جسے گھیرے ہوں تیرے جلوہ کی
وہ دیر و کعبہ میں کیا خاک امتیاز کرے

محال ترک خیالِ نجات ہے لیکن
وہ بے نیاز جسے چاہے بے نیاز کرے

مرے کریم جو بن مانگے تجھ سے پاتا ہو
وہ جا کے کیوں کہیں دست طلب دراز کرے

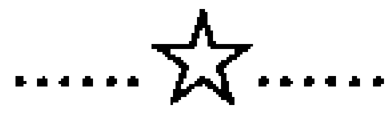
یہ حسن و عشق کا ہے اتحادِ یک رنگی
وہی ہے مرضیٔ محمود جو ایاز کرے
بنائے زندۂ جاوید یا رکھے بیدمؔ
مرے سر آنکھوں پہ جو کچھ نگاہِ ناز کرے



حال ابتر ہے ہجر میں دل کا
بجھ رہا ہے چراغ محفل کا
داد دے دے کے بے قراری کی
دل بڑھاتے ہیں وہ مرے دل کا
صبر و تسکین لے گئی وہ نگاہ
لٹ گیا آج قافلہ دل کا
میں وہ کشتی ہوں بحرِ فرقت میں
منہ نہ دیکھا ہو جس نے ساحل کا
سرمۂ چشم مہ فلک ٹھہری
اللہ اللہ یہ مرتبہ گِل کا

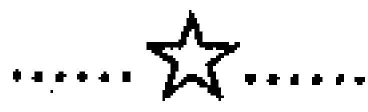
کس سے پوچھیں کہاں تلاش کریں
کئی دن سے پتہ نہیں دل کا
تابِ نظارہ لائے گا اے قیس
اٹھ بھی جائے جو پردہ محمل کا
یار تیرے مٹے ہوؤں کے نشاں
کچھ پتہ دے رہے ہیں منزل کا
ناخدا پار کر مرا بیڑا
واسطہ تجھ کو اہلِ ساحل کا
آ کے نکلا نہ دل سے تیرِ نظر
یہ بھی ارمان بن گیا دل کا
قیس کے جذبِ دل کی تاثیریں
کھینچے لیتی ہیں پردہ محمل کا
جھوٹوں سن لیں اگر نوید بہار
غنچے منہ چوم لیں عنادل کا
میرا کیا پھونکنا ہے برقِ جمال
پھونک دے بڑھ کے پردہ محمل کا

لائی بیدمؔ عدم سے ہستی میں
کیا ٹھکانا ہے وحشتِ دل کا



ہوا ختم ہستی کا میری فسانہ
بدلتا رہے کروٹیں اب زمانہ
زمانہ میں ہے یہ بھی کوئی زمانہ
کہ قیدِ قفس اور بے آب و دانہ
ادا ہو نماز اپنی یوں پنجگانہ
مرا سر ہو اور یار کا آستانہ
دکھائے نہ اللہ پھر وہ زمانہ
کہ آگے قفس کے جلے آشیانہ
انھیں کیا ضرورت ہے تیر و کماں کی
نظر سے اڑائیں جو دل کا نشانہ
مرے غم کدہ میں وہ آئیں تو اک دن
لٹا دوں گا میں حسرتوں کا خزانہ

خرد نے جہاں مصلحت پر نظر کی
لگایا وہیں عشق نے تازیانہ
میں کیوں خواب میں فصلِ گل دیکھتا ہوں
پھر آئے گا کیا ہمنشیں وہ زمانہ
ابھی جس کو بجلی جلا کر گئی ہے
اسی شاخ پر تھا مرا آشیانہ
حرم میں کبھی اور کبھی بت کدہ میں
تجھے ہم نے ڈھونڈا ہے خانہ بہ خانہ
ہمیں کعبہ و بت کدہ سے غرض کیا
سلامت رہے یار کا آستانہ
نہ ہنستے بنے اور نہ روتے ہی بیدمؔ
محبت کا ہے کچھ عجب کارخانہ



نورِ نظر احمد مختار کی چادر
لختِ جگرِ حیدرِ کرار کی چادر

ہیں وجد میں حلقہ کیے اقطابِ زمانہ
اور سر پہ ہے سر حلقۂ ابرار کی چادر
قدسی اسے کیوں کر نہ رکھیں اپنے سروں پر
ہے پنجتنِ پاک کے دلدار کی چادر
سرکار نوازیں تو نوازش ہے کرم ہے
ہم لائے ہیں سرکار میں سرکار کی چادر
جب جب درِ وارث پہ رسائی ہوئی بیدم
گلہائے سخن گوندھ کے تیار کی چادر

......☆......

سہارا موجوں کا لے لے کے بڑھ رہا ہوں میں
سفینہ جس کا ہے طوفاں وہ ناخدا ہوں میں
خود اپنے جلوۂ ہستی کا مبتلا ہوں میں
نہ مدعی ہوں کسی کا نہ مدعا ہوں میں
کچھ آگے عالمِ ہستی سے گونجتا ہوں میں
کہ دل سے ٹوٹے ہوئے ساز کی صدا ہوں میں

پڑا ہوا ہوں جہاں جس طرح پڑا ہوں میں
جو تیرے در سے نہ اٹھے وہ نقشِ پا ہوں میں

جہانِ عشق میں گو پیکرِ وفا ہوں میں
تری نگاہ میں جب کچھ نہیں تو کیا ہوں میں

تجلیات کی تصویر کھینچ کر دل میں
تصورات کی دنیا بسا رہا ہوں میں

جنونِ عشق کی نیرنگیاں ارے توبہ
کبھی خدا ہوں کبھی بندۂ خدا ہوں میں

بدلتی رہتی ہے دنیا مرے خیالوں کی
کبھی ملا ہوں کبھی یار سے جدا ہوں میں

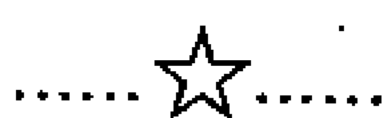
حیات و موت کے جلوے ہیں میری ہستی میں
تغیراتِ دو عالم کا آئینہ ہوں میں

تری عطا کے تصدق ترے کرم کے نثار
کہ اب تو اپنی نظر میں بھی دوسرا ہوں میں

بقا کی فکر نہ اندیشۂ فنا مجھ کو
تعینات کی حد سے گزر گیا ہوں میں

مجھ کو دیکھ لیں اب تیرے دیکھنے والے
تو آئینہ ہے مرا تیرا آئینہ ہوں میں

میں مٹ گیا ہوں تو پھر کس کا نام ہے بیدم
وہ مل گئے ہیں تو پھر کس کو ڈھونڈتا ہوں میں



بحالِ خستہ و گم کردہ راہے
نگاہے خسروِ خوباں نگاہے

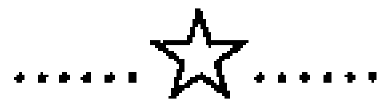
سجودِ آرزو شام و پگاہے
بسوئے آستانے کج کلاہے

برائے تشنہ کامانِ محبت
درِ تو مامن وامید گاہے

قدم از روضہ بیروں نہ خدارا
ہزاراں دیدۂ دل فرشِ راہے

بہردم خوبیٔ حسنش فزوں باد
الٰہی تا فروغِ مہر و ماہے

بیا در حلقۂ پیرِ خرابات
برو از خواجگہ و خانقاہے
شہنشاہِ زمانہ ہست بیدم
گدائے وارثِ عالم پناہے



سینہ میں دل ہے دل میں داغ داغ میں سوز و سازِ عشق
پردہ بہ پردہ ہے نہاں پردہ نشیں کا رازِ عشق
ناز کبھی نیاز ہے اور نیاز نازِ عشق
ختم ہوا نہ ہو کبھی سلسلۂ درازِ عشق
عشق ادا نوازِ حسن، حسنِ کرشمہ سازِ عشق
آج سے کیا ازل سے ہے حسن سے سازبازِ عشق
اپنی خبر کہاں انہیں جن پہ کھلا ہے رازِ عشق
سارے شعور مٹ گئے جب ہوا امتیازِ عشق
ہوش و خرد بھی الفراق بینی و بینک کہیں
حضرتِ دل کا خیر سے ہے سفر حجازِ عشق

پیرِ مغاں کے پائے ناز اور مرا سرِ نیاز
ہوتی ہے میکدے میں روز اپنی یونہی نمازِ عشق

حسرت و یاس و آرزو شوق کا اقتدار کریں
کشتۂ غم کی لاش پر دھوم سے ہو نمازِ عشق

عشق کی ذات ہی سے ہے خوبیٔ حسن و شانِ حسن
حسن کے دم قدم سے ہے سارا یہ سوز و سازِ عشق

اے دلِ دردمند پھر نالہ ہو کوئی دلگداز
سونی پڑی ہے بزمِ شوق چھیڑ دے اپنا سازِ عشق

ہوش و خرد عدوئے عشق، عشق ہے دشمنِ خرد
ہے نہ ہوا نہ ہو کبھی عقل سے ہمراز بازِ عشق

بیدم خستہ ہے کہاں، اصل میں کوئی اور ہے
زمزمہ سنجِ بے خودی نغمہ طرازِ سازِ عشق



جو دیتا ہے تو ایسا جام دے پیرِ مغاں مجھ کو
کہ پیتے پیتے آ جائے سرورِ جاوداں مجھ کو

پسند آتا نہیں قصہ کسی کا قصہ خواں مجھ کو
سناتا ہے تو میری ہی سنائے داستاں مجھ کو

شبستانِ عدم سے لا کے ڈالا بزمِ ہستی میں
نہیں معلوم لے جائے گی اب وحشت کہاں مجھ کو

یہ باتیں کرتے کرتے کیوں زباں رکنے لگی آکر
کھٹکتا ہے ترا پیغامبر طرزِ بیاں مجھ کو

مری دنیا بدل دی جنبشِ ابروئے جاناں نے
زمیں تھا آسماں یا اب زمیں ہے آسماں مجھ کو

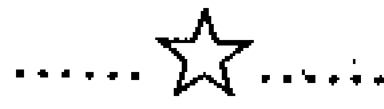
مرا پہلو بدلنا اس کے رنگِ رخ کا اڑ جانا
ڈبو دے گا کسی دن اضطرابِ رازداں مجھ کو

اگر بجلی نہیں تو روئے روشن کی تجلی ہے
نظر آتا تو ہے پردہ سے کوئی ضوفشاں مجھ کو

مرے گریہ نے مجھ کو منزلِ مقصد پہ پہنچایا
بہا کر لے گئے ان تک مرے اشکِ رواں مجھ کو

زمینِ کوئے جاناں کوئی میدانِ قیامت ہے
کہ ہر ذرہ میں ہے اک گردشِ ہفت آسماں مجھ کو

سکون وصبر نے جس دن سے میرا ساتھ چھوڑا ہے
کہا کرتے ہیں اب وہ یوسفِ بے کارواں مجھ کو
جو ان کا نام لیتے لیتے میرا دم نکل جائے
تو میری موت ہو بیدم حیاتِ جاوداں مجھ کو



وہ گھبرائے کچھ ایسے آج میرے شور وشیون سے
کہ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اٹھے بزمِ دشمن سے
نہیں بچتا نہیں بچتا کوئی اُس چشمِ پرفن سے
قضا بھی بچ کے چلتی ہے غضب آلودہ چتون سے
جہاں رکھتا ہوں تنکے آشیاں کے پھونک دیتی ہے
تجھے تو ضد سی ہے اے برق کچھ میرے نشیمن سے
اسی حسرت میں روتا ہوں یہی ارماں رلاتا ہے
کہ میرے اشک پونچھے کاش کوئی اپنے دامن سے
ترے دیوانے سے خارِ مغیلاں کو یہ الفت ہے
کہ لیتا ہے قدم کوئی' کوئی لپٹا ہے دامن سے

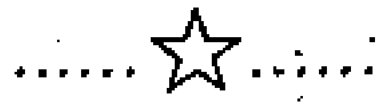
مری وحشت کا پہلا روز روزِ عید ہے گویا
کہ ملنے کو بڑھا چاکِ گریباں چاکِ دامن سے

جنوں میں دشت سے جانے کا جب میں نام لیتا ہوں
تو کانٹے کس محبت سے لپٹ جاتے ہیں دامن سے

الٰہی میرے رازِ دل کا اب تو ہی نگہباں ہے
کہ جو کہنی نہ تھی وہ بات کہہ گزرا ہوں دشمن سے

خزانہ ہے مرا دل حسرت و یاس و تمنا کا
جسے جو چاہیے لے جائے آ کر میرے خرمن سے

بحمد اللہ وہی بیدمؔ کے دل میں جلوہ فرما ہیں
خجل ہیں چاند سورج دونوں جن کے روئے روشن سے



لڑکھڑاتا کیوں ہے آخر بزم میں پیمانہ آج
یاد آئی کیا کسی کی لغزشِ مستانہ آج

ان کے آتے ہی ہوئی کیا حالتِ میخانہ آج
شیشہ پر شیشہ گرا پیمانہ پر پیمانہ آج

ٹوٹی زاہد ہی کی توبہ بچ گیا پیمانہ آج
رہ گئی الحمد للہ عزتِ مے خانہ آج

مست ہو جانے پہ بھی ساغر نہ چھوٹے ہاتھ سے
تیرے ہاتھوں لاج ہے اے لغزشِ مستانہ آج

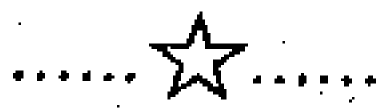
ہو نہ ہو میرے ہی سوزِ عشق کا مذکور ہے
شمع سے کچھ کہہ رہا ہے بزم میں پروانہ آج

خونِ دل لختِ جگر حاضر ہیں دعوت کے لیے
قلبِ مضطر کا ہے مہماں جلوۂ جانانہ آج

دل جگر دونوں ہی مشتاقِ شہادت ہیں مرے
اے نگاہِ یار کوئی وار ہو ترکانہ آج

ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ بجھ گئی دل کی لگی
شمع کے دامن سے لپٹا رہ گیا پروانہ آج

اُٹھ گئے بیدم کی آنکھوں سے حجاباتِ دوئی
ایک ہے اس کی نظر میں کعبہ و بت خانہ آج



ہے لیلیٰ زیبِ محمل اور یاد قیس ہے دل میں
یہ اک لیلیٰ ہے لیلیٰ میں یہ اک محمل ہی محمل میں

نگاہِ ناز کے تیر اس طرح آئے مرے دل میں
کہ جیسے دوڑ کر چھپ جائے لیلیٰ اپنے محمل میں

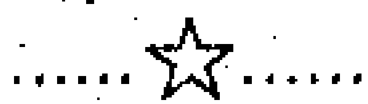
نگاہِ قیس سے چھپنے پہ بھی اوجھل نہیں لیلیٰ
کہ چشمِ شوق کے پردے پڑے ہیں اس کے محمل میں

اسے اعجازِ الفت گر نہیں کہتے تو پھر کیا ہے
کہ لیلیٰ دشت میں پھرتی ہے اور مجنوں ہے محمل میں

اُدھر مجنوں یہ کہتا ہے کہ میں نے دشت میں دیکھا
ادھر یہ لطف ہے لیلیٰ رہی محمل کے محمل میں

تصور ان کا آنکھوں میں ہے اور آنکھیں ہیں بند اپنی
پڑے ہیں پردے محمل کے اور ایک لیلیٰ ہے محمل میں

ہماری لاش پر اس طرح سے گہوارہ ہے بیدمؔ
کہ جیسے گم شدہ لیلیٰ کا اک محمل ہو محمل میں



کام میرا کسی تدبیر سے آساں نہ ہوا
جو مرض مجھ کو ہوا قابلِ درماں نہ ہوا

ان کی محفل میں چھپائے نہ چھپا سوزِ نہاں
داغ دل میرا چراغِ تہِ داماں نہ ہوا

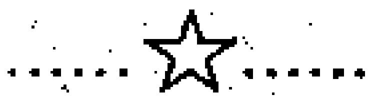
اور تو تربتِ بے کس پہ کوئی کیا روتا
ابر بھی آ کے مری خاک پہ گریاں نہ ہوا

یاں بھی کیا میری نہ فریاد سنے گا کوئی
گھر ہوا آپ کا یہ حشر کا میداں نہ ہوا

سینکڑوں مردے جلائے کیے بیمار اچھے
آپ سے ایک مرے درد کا درماں نہ ہوا

ایک دردِ دلِ بیمار رہا جان کے ساتھ
اور تو کوئی شریکِ غمِ ہجراں نہ ہوا

ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہیں
دل عجب گھر ہے کہ بیدمؔ کبھی ویراں نہ ہوا



ہم میکدے سے مر کے بھی باہر نہ جائیں گے
مے کش ہماری خاک کے ساغر بنائیں گے

وہ اک کہیں گے ہم سے تو ہم سو سنائیں گے
منہ آئیں گے ہمارے تو اب منہ کی کھائیں گے

کچھ چارہ سازی نالوں نے کی ہجر میں مری
کچھ اشک میرے دل کی لگی کو بجھائیں گے

وہ مثلِ اشک اٹھ نہیں سکتا زمین سے
جس کو حضور اپنی نظر سے گرائیں گے

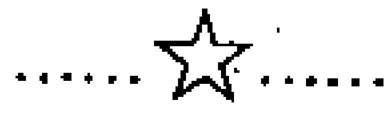
جھونکے نسیم صبح کے آ آ کے ہجر میں
اک دن چراغِ ہستیِ عاشق بجھائیں گے

صحرا کی گرد ہوگی کفن مجھ غریب کا
اٹھ کر بگولے میرا جنازہ اٹھائیں گے

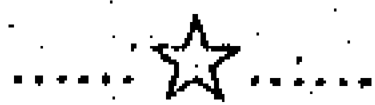
اب ٹھان لی ہے دل میں کہ سر جائے یا رہے
جیسے اٹھے گا بارِ محبت اٹھائیں گے

گردش نے میری چرخ کا چکرا دیا دماغ
نالوں سے اب زمیں کے طبق تھرتھرائیں گے

بیدمؔ وہ خوش نہیں ہیں تو اچھا یونہی سہی
ناخوش ہی ہو کے غیر مرا کیا بنائیں گے



یہ خسروی و شوکتِ شاہانہ مبارک
یہ قصر یہ خدام یہ کاشانہ مبارک
مستوں کو مبارک درِ میخانہ کے سجدے
میخانہ تجھے مرشدِ میخانہ مبارک
اے چشمِ تمنا تری امید بر آئی
اٹھتا ہے نقاب رخِ جانانہ مبارک
بلبل کو مبارک ہو ہوائے گل و گلشن
پروانہ کو سوزِ دل پروانہ مبارک
لو اٹھ گئے سب جلوہ گہِ ناز کے پردے
نظارۂ حسن رخِ جانانہ مبارک
سرمدؔ کو مبارک ہوں مئے صاف کے ساغر
بیدمؔ ہمیں دردِ تہہ پیمانہ مبارک



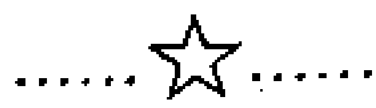
حضورِ وارث عالی مقام کی چادر
حبیبِ حضرتِ خیر الانام کی چادر

ارم سے روضۂ وارث پہ حوریں لاتی ہیں
بنا بنا کے درود و سلام کی چادر

ردائے فاطمہ زہرا یہ طشت نور میں ہے
کہ ہے حسین علیہ السلام کی چادر

مری بلا کو ہو خورشید حشر کا کھٹکا
کہ میرے سر پہ ہے میرے امام کی چادر

درِ حضور پہ حاضر ہے آپ کا بیدم
قبول کیجئے مولا غلام کی چادر



اس طرف بھی کرم اے رشکِ مسیحا کرنا
کہ تمہیں آتا ہے بیمار کو اچھا کرنا

بے خودِ جلوہ سے کہتا ہے یہ جلوہ ان کا
لطفِ نظارہ اٹھا ہوش سنبھالا کرنا

اے جنوں کیوں لیے جاتا ہے بیاباں میں مجھے
جب تجھے آتا ہے گھر کو مرے صحرا کرنا

جب بجز تیرے کوئی دوسرا موجود نہیں
پھر سمجھ میں نہیں آتا ترا پردا کرنا

یہی دو کام ہیں ناکام محبت کے لیے
کبھی ان کا کبھی تقدیر کا شکوا کرنا

ہم بھی دیکھیں ترے آئینۂ رخ کو لیکن
شاق ہے گردِ نظر سے اُسے دھندلا کرنا

کوئی جا ہو وہ حرم ہو کہ صنم خانہ ہو
ہم کو نقشِ قدمِ یار پہ سجدا کرنا

دیکھ لے جا کے وہ دریا پہ تماشائے حباب
جس کو منظور ہو نظارۂ دنیا کرنا

پردۂ ہستی موہوم ہٹا دو پہلے
پھر جہاں چاہو وہاں یار کو دیکھا کرنا

شکوہ اور شکوۂ محبوبِ الٰہی توبہ
کفر ہے مذہبِ عشاق میں شکوہ کرنا

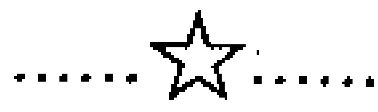
ایک تم ہو کہ تمہیں بات کا کچھ پاس نہیں
اور اک ہم کہ ہمیں منہ سے جو کہنا کرنا
وہ مرے اشک کو دامن پہ جگہ دیتے ہیں
یعنی منظور ہے اس قطرے کو دریا کرنا
ایسی آنکھوں کے تصدق مری آنکھیں بیدمؔ
کہ جنہیں آتا ہے اغیار کو اپنا کرنا

......☆......

یہ ساقی کی کرامت ہے کہ فیضِ مے پرستی ہے
گھٹا کے بھیس میں میخانہ پر رحمت برستی ہے
یہ جو کچھ دیکھتا ہے تو فریبِ خوابِ ہستی ہے
تخیل کے کرشمے ہیں بلندی ہے نہ پستی ہے
وہاں ہیں ہم جہاں بیدمؔ نہ ویرانہ نہ بستی ہے
نہ پابندی نہ آزادی نہ ہشیاری نہ مستی ہے
تری نظروں پہ چڑھنا اور ترے دل سے اتر جانا
محبت میں بلندی اس کو کہتے ہیں وہ پستی ہے

وہی ہم تھے کبھی جو رات دن پھولوں میں تلتے تھے
وہی ہم ہیں کہ تربت چار پھولوں کو ترستی ہے
کرشمے ہیں کہ نقاش ازل نیرنگیاں تیری
جہاں میں مائلِ رنگ فنا ہر نقشِ ہستی ہے
اسے بھی ناوکِ جاناں تو اپنے ساتھ لیتا جا
کہ میری آرزو دل سے نکلنے کو ترستی ہے
ہر اک ذرّہ میں ہے انی انا اللہ کی صدا ساقی
عجب مے کش تھے جن کی خاک میں بھی جوشِ مستی ہے
خدا رکھے دلِ پرسوز! تیری شعلہ افشانی
کہ تو وہ شمع ہے جو رونقِ دربارِ ہستی ہے
مرے دل کے سوا تو نے بھی دیکھا ہے کسی میری
کہ آبادی نہ ہو جس میں کوئی ایسی بھی بستی ہے
حجاباتِ تعین مانعِ دیدار سمجھا تھا
جو دیکھا تو نقابِ روئے جاناں میری ہستی ہے
عجب دنیائے حیرت عالمِ گورِ غریباں ہے
کہ ویرانہ کا ویرانہ ہے اور بستی کی بستی ہے

کہیں ہے عبدہ کی دھن کہیں شورِ اناالحق ہے
کہیں اخفائے مستی ہے کہیں اظہارِ مستی ہے
بنایا رشکِ مہر و مہ تری ذرّہ نوازی نے
نہیں تو کیا ہے بیدؔم اور کیا بیدم کی ہستی ہے



کیا سنائے مبتلائے دردِ دل
کیا سنو گے ماجرائے دردِ دل

آپ ہی نے درد بخشا ہے مجھے
آپ ہی دیں گے دوائے دردِ دل

دردِ دل سے زندگی ہے زندگی
جان صدقے دل فدائے دردِ دل

انتہائے درد اس کا نام ہے
دل کو ڈھونڈے اور نہ پائے دردِ دل

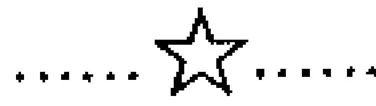
موت کرتی ہے علاجِ اہلِ درد
دردِ دل خود ہے دوائے دردِ دل

حضرت عیسیٰ یہ ان کا کام ہے
آپ کیا جانیں دوائے دردِ دل

ہم نے دل سی چیز دے دی آپ کو
آپ کیا دیں گے سوائے دردِ دل

دردِ دل گر بانٹنے کی چیز ہو
بانٹ لیں اپنے پرائے دردِ دل

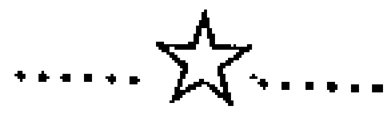
دردِ دل پیدا ہوا دل کے لیے
اور دلِ بیدم برائے دردِ دل



کون سا گھر ہے کہ اے جاں نہیں کاشانہ ترا
اور جلوخانہ ترا

میکدہ تیرا ہے کعبہ ترا بت خانہ ترا
سب ہے جانانہ تر
تو کسی شکل میں ہو میں ترا شیدائی ہوں
ترا سودائی ہوں
تو اگر شمع ہے اے دوست میں پروانہ ترا
یعنی دیوانہ تر
مجھ کو بھی جام کوئی پیرِ خرابات ملے
تیری خیرات ملے
تا قیامت یوں ہی جاری رہے پیمانہ ترا
رہے میخانہ تر
تیرے دروازے پہ حاضر ہے تیرے در کا فقیر
اے امیروں کے امیر
مجھ پہ بھی ہو کبھی الطافِ کریمانہ ترا
لطفِ شاہانہ تر
صدقہ مے خانہ کا ساقی مجھے بے ہوشی دے
خود فراموشی دے

یوں تو سب کہتے ہیں بیدمؔ ترا مستانہ ترا
اب ہوں دیوانہ ترا



حشر بھی یونہی جائے گا اے دل بے قرار کیا
یونہی رہیں گے تشنہ کام تشنۂ دیدِ یار کیا

مژدۂ فصلِ گل صبا جا کے رقیب کو سنا
مجھ کو بہار سے غرض میرے لیے بہار کیا

یار کی جلوہ گاہ میں پردے پڑے تو یہ نہ پوچھ
دیکھتی رہ گئی ادھر چشمِ امیدوار کیا

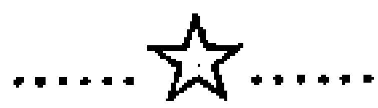
جامۂ عقل و ہوش تو نذرِ جنون کر چکے
کس کے ہوں تار تار اب کیجئے تار تار کیا

دیر و حرم میں چشمِ شوق ڈھونڈ پھری پتہ نہیں
دل نے چھپا کے رکھ لیا نقشۂ روئے یار کیا

اپنی وفا کے ساتھ ساتھ ان کی جفا بھی یاد ہے
روز شمار کے لیے اور رکھیں شمار کیا

داورِ حشر بے شمار میرے قصور ہیں تو ہوں
تجھ سے کریم کے لیے مجھ سا گنہگار کیا

بیدمؔ خستہ دل کی روز آنکھیں ہیں ڈھونڈتی تجھے
طور پہ گر کے کھو گئی برقِ جمالِ یار کیا



تیرے خیال میں دل دنیا کو دیکھتا ہے
آئینۂ تصور جامِ جہاں نما ہے
آنکھوں میں جب تم آئے پھر دل ہی دور کیا ہے
اس راستے سے سیدھا کعبہ کا راستہ ہے
اک دفترِ الم ہے میری کتابِ ہستی
ہر حرف زندگی کا دیباچۂ فنا ہے
میرا عروجِ سجدہ پہنچا ہے لامکاں تک
اللہ آسماں پر یہ کس کا نقشِ پا ہے

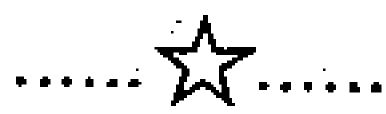
اے نامرادیٔ دل ہم کیا یہ دیکھتے ہیں
دستِ طلب ہمارا منت کشِ دعا ہے

آتے ہی ایک ہچکی ٹوٹا طلسمِ ہستی
بربادیٔ تعین آبادیٔ فنا ہے

تھی میری حسرتوں کی جو اک بہار آخر
مایوسیوں نے اس کو دل سے مٹا دیا ہے

رفتارِ جور میں ہے کیا چرخ کا سلیقہ
ان کا ستم ستم ہے ان کی جفا جفا ہے

ارمان ہو کہ ان کا تیرِ نظر ہو بیدم
جو دل تک آ گیا ہے دل ہی کا ہو رہا ہے



بت بھی اس میں رہتے تھے دل یار کا بھی کاشانہ تھا
ایک طرف کعبے کے جلوے ایک طرف بت خانہ تھا

دلبر ہیں اب دل کے مالک یہ بھی ایک زمانہ ہے
دل والے کہلاتے تھے ہم وہ بھی ایک زمانہ تھا

پھول نہ تھے آرائش تھی اس مست ادا کی آمد پر
ہاتھ میں ڈالی ڈالی کے ایک ہلکا سا پیمانہ تھا

ہوش نہ تھا بیہوشی تھی، بیہوشی میں پھر ہوش کہاں
یاد رہی خاموشی تھی جو بھول گئے افسانہ تھا

دل میں وصل کے ارماں بھی تھے اور ملالِ فرقت بھی
آبادی کی آبادی ویرانے کا ویرانہ تھا

اف رے بارِ جوش جوانی آنکھ نہ اُن کی اٹھتی تھی
مستانہ ہر ایک ادا تھی ہر عشوہ مستانہ تھا

شمع کے جلوے بھی یارب کیا خواب تھا جلنے والوں کا
صبح جو دیکھا محفل میں پروانہ ہی پروانہ تھا

دیکھ کے وہ تصویر مری کچھ کھوئے ہوئے سے کہتے ہیں
ہاں ہاں یاد تو آتا ہے اس شکل کا اک دیوانہ تھا

غیر کا شکوہ کیوں کر رہتا دل میں جب امیدیں تھیں
اپنا پھر بھی اپنا تھا بیگانہ پھر بیگانہ تھا

بیدؔم اس انداز سے کل یوں ہم نے کہی اپنی بیتی
ہر ایک نے سمجھا محفل میں میرا ہی افسانہ تھا



محشر کو پائمال کرے یا بپا کرے
جو چاہے آپ کی نگہِ فتنہ زا کرے

ناصح کی بات مانے کہ دل کا کہا کرے
اب کہیے کوئی کیا نہ کرے اور کیا کرے

کب تک کسی کی کوئی تمنا کیا کرے
گھبرا کے اپنی جان نہ دے دے تو کیا کرے

اس عندلیب کو ہے قیامت کا سامنا
جس کا قفس کے آگے نشیمن جلا کرے

کس کام کی امید ہے ناکام کے لیے
ناکامیوں کو میری خدا کام کا کرے

جب میرے دردِ دل کا مداوا نہ ہو سکا
کوئی مسیح ہے تو مجھے کیا ہوا کرے

ان کو تو آئے دن نئے دل کی تلاش ہے
کوئی کہاں سے روز نیا دل دیا کرے

جس طرح ان کی زلف بڑھے ان کے دوش پر
یارب اسی طرح مری وحشت بڑھا کرے

ہیں بے خودی میں ان سے ہم آغوشیاں نصیب
تاحشر مجھ کو ہوش نہ آئے خدا کرے

دیکھے جو تجھ کو آئینہ دل میں جلوہ گر
حیرت سے چشمِ شوق ترا منہ تکا کرے

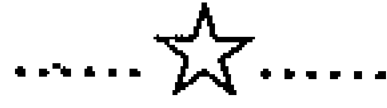
جلوے بھی سامنے ہیں وہ کافر بھی سامنے
کس کی طرف کو اب کوئی سجدہ ادا کرے

ہستی مری محیط رہے نیستی کے بعد
روشن بقا کا نام مآل فنا کرے

پردے میں ہے جمال تو ہے شور اس قدر
اور بے حجاب ہو تو خدا جانے کیا کرے

دم بھر میں آسمان بنا دے زمین کو
نقشِ جبیں کی قدر اگر نقشِ پا کرے

دامانِ استجاب کی کلیاں کھلی رہیں
یارب وہ ہو قبول جو بیدمؔ دعا کرے



پڑا ہے نوشہ کے رخ پر نقاب سہرے کا
چھپا ہے ابر میں یا آفتاب سہرے کا

ہیں پھول حمد کے نعتِ رسولؐ کی کلیاں
جواب ہی نہیں اس لاجواب سہرے کا

یہ آج تجھ سے جواں بخت کے ہے سر پہ بندھا
تو اور بڑھ گیا حسنِ شباب سہرے کا

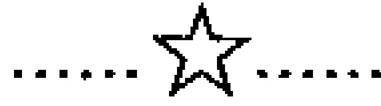
دولہن حسین ہے تو نوشہ بھی ہے حسین و جمیل
ہر ایک پھول ہوا کامیاب سہرے کا

یہ گندھتے ہی سرِ نوشاہ پر بندھا بیدمؔ
نصیب تو کوئی دیکھے جناب سہرے کا



مہماں ہے خیال رخِ جانانہ کسی کا
ہے منزلِ خورشید سیہ خانہ کسی کا
نبھتا نہیں اس شوخ سے یارانہ کسی کا
سچ تو یہ ہے. وہ دوست ہمارا نہ کسی کا
بے جا ہے کم و بیش کی ساقی سے شکایت
مے اُتنی ہی دی جتنا تھا پیمانہ کسی کا
زاہد ہے اُسے پھر کہیں جانے کی ضرورت
جب کعبہ ہے سنگِ درِ جانانہ کسی کا
بے مانگے پلائی ہمیں اور خوب پلائی
تا حشر سلامت رہے مے خانہ کسی کا
اس طرح وہ سنتے ہیں مرے غم کی کہانی
کہتے ہیں سناؤ ہمیں افسانہ کسی کا
للہ اب اے مرشدِ مے خانہ خبر لے
مستی میں چھلکنے کو ہے پیمانہ کسی کا
تدبیر میں گو جنبشِ دامانِ سحر ہے
آتا ہی نہیں ہوش میں مستانہ کسی کا

دیوانہ جو سمجھے اُسے دیوانہ ہے بیدمؔ
ہشیار سے ہشیار ہے دیوانہ کسی کا



ترے کمال ستم کی یہ یادگار رہے
کہ ہم رہیں نہ ہمارا کہیں مزار رہے

گلِ مراد کھلیں سینہ لالہ زار رہے
مرے چمن میں الٰہی سدا بہار رہے

وہ اضطراب کی دنیا ہی دل خدا رکھے
جہاں قرار بھی آئے تو بے قرار رہے

زمانہ بھر کو قیامت پہ ٹال رکھا ہے
کسے کسے ترے وعدہ کا اعتبار رہے

نرالا ہجر انوکھا وصال ہے اپنا
کہ ہم نہ دیکھ سکے اور وہ ہمکنار رہے

نصیب ہو تو یہ ہے سرفروش کی معراج
کہ پائمال تری راہ میں غبار رہے

یہ کیا کہ دل میں ہیں اور آنکھ دید سے محروم
کہیں بہار کہیں حسرتِ بہار رہے

ہوا ہوں خاکِ چمن اس لیے نسیمِ بہار
کہ پائمال اسی راہ میں غبار رہے

تو پھر وصال کی شب کے مزے نہ رہیں
جو یاد لذتِ شبہائے انتظار رہے

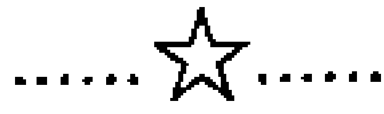
خدا رکھے تجھے تجھ سے ہی کام ہے مجھ کو
کوئی رہے نہ رہے تو خیالِ یار رہے

یہاں نہ ضبط کی طاقت نہ اضطراب کی تاب
جسے قرار رہا ہو وہ بے قرار رہے

بتوں سے دل نہ لگانا ثواب ہے واعظ
مگر اسی کو جسے دل پہ اختیار رہے

یہ کہہ کے چشمِ تمنا سے وہ ہوئے رخصت
یہ انتظار کا گھر ہے تو انتظار رہے

وہ کون ہے وہ میرا بدنصیب دل بیدمؔ
چمن میں رہ کے جو بیگانۂ بہار رہے



وہ چلے جھٹک کے دامن مرے دستِ ناتواں سے
اسی دن کا آسرا تھا مجھے مرگِ ناگہاں سے

یہ حجابِ کفر و ایماں بھی ہٹاؤ درمیاں سے
کہ مقامِ قرب آگے ہے حدودِ دو جہاں سے

مری طرح تھک نہ جائے کہیں حسرتِ فسردہ
کہ لپٹ کے چل تو دی ہے وہ غبارِ کارواں سے

مجھے شوق سے تغافل ترا پائمال کر دے
مرا سر اٹھا نہ اٹھے ترے سنگِ آستاں سے

ترے میکدہ کا ساقی ہے بیاں بھی کیف آگیں
کہ ہوا کو ہے تواجد مرے ندرتِ بیاں سے

مری بے کسی کا عالم کوئی اس کے جی سے پوچھے
مری طرح لٹ گیا ہو جو بچھڑ کے کارواں سے

جو خیال میں بھی چھوٹے درِ پاک تیرا مجھ سے
تو لپٹ کے روئیں سجدے ترے سنگِ آستاں سے

تری رہگذر تک اے جاں جو نصیب ہو رسائی
ملوں آنکھیں اپنی نقشِ کفِ پائے سارباں سے

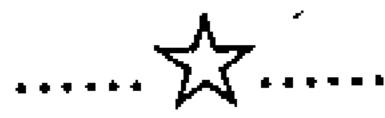
وہی گونجتی ہیں اب تک مرے کان میں صدائیں
جو سنا تھا زمزمہ اک کبھی سازِ کن فکاں سے

نہ ہو پاسِ پردہ ان کو نہ یہ پردہ داریاں ہوں
مری دکھ بھری کہانی جو سنے مری زباں سے

مری چشمِ حسرت آگیں یہ خرابیاں نہ دیکھے
جو قفس کو دور رکھ دے کوئی میرے آشیاں سے

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے
ترے نام پر مٹا دوں مجھے کیا غرض نشاں سے

اسی خاکِ آستاں میں کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ بنا ہوا ہے بیدمؔ اسی خاکِ آستاں سے



خیال ہے کہ انہیں بے نقاب دیکھیں گے
اِنہی کھلی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھیں گے

نقاب کیسی انہیں بے نقاب دیکھیں گے
نگاہِ شوق کو ہم کامیاب دیکھیں گے

بدل نہ جائے کہیں نظمِ عالمِ ہستی
وہ حالتِ دلِ خانہ خراب دیکھیں گے

تری نظر میں ترے دل میں تیری محفل میں
ہمیں بھی لوگ کبھی باریاب دیکھیں گے

کہاں تک اپنے گریباں کی خیر مانگیں ہم
اسی کو چاک اسی کو خراب دیکھیں گے

انہیں غریبوں کے حالِ خراب سے کیا کام
وہ آ کے کیوں مرا حالِ خراب دیکھیں گے

ہم اور رقیب سبھی ہوں گے آج مقتل میں
وہیں تری نظرِ انتخاب دیکھیں گے

بدل گیا ہے زمانہ جو پھر گئی ہے نظر
کسے خبر تھی کہ یہ انقلاب دیکھیں گے

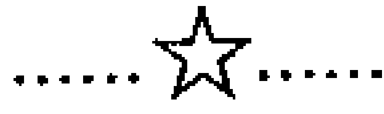
جو آج پردۂ دیر و حرم میں ہیں روپوش
انہیں کو حشر میں کل بے نقاب دیکھیں گے

ستا لے خوب ستا لے ہمیں دلِ مضطر
وہ آ گئے تو ترا اضطراب دیکھیں گے

حریمِ ناز میں او چھپ کے بیٹھنے والے
کبھی تو اہلِ نظر بے نقاب دیکھیں گے

لکھا کے نامۂ غم، مَیں تو جان دیتا ہوں
جواب دیکھنے والے جواب دیکھیں گے

رہِ طلب میں جو خود مٹ گئے ہیں اے بیدمؔ
فنا کے بعد بقا کا وہ خواب دیکھیں گے



اُس سنگِ آستاں پہ جبینِ نیاز ہے
واللہ کیا نماز ہماری نماز ہے
ہر آئینے کے پردے میں آئینہ ساز ہے
ہر بندے کے لباس میں بندہ نواز ہے
اے ہمنشیں وہ کوچۂ عشقِ مجاز ہے
محمود جس گلی میں غلامِ ایاز ہے
تصویرِ خامشی ہے جو غنچہ ہے باغ میں
ہر گل مری شکستگیٔ دل کا راز ہے
وہ خاک آستاں ہے تری خاکِ آستاں
جس پر جبینِ شوق کے سجدوں کو ناز ہے

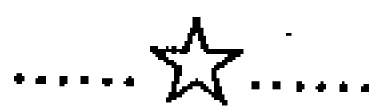
کس کی طرف کو دستِ تمنا دراز ہو
عالم میں کوئی آپ سا بندہ نواز ہے

پھر دیکھے ہر جمال میں جلوے جمیل کے
جب یہ کھلا کہ عین حقیقت مجاز ہے

زاہد کو اپنے زہد و عبادت پہ ہے غرور
مجھ کو ترے کرم تری رحمت پہ ناز ہے

کحل البصر بنائے نہ کیوں چشمِ غزنوی
خاکِ درِ ایاز میں دنیائے راز ہے

پھر لائے کیا نظر میں سلاطین دہر کو
بیدؔم گدائے وارثِ عالم نواز ہے



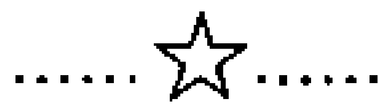
موت کی ہچکی کے آتے ہی رشتۂ دنیا ٹوٹ گیا
روح نے تن سے پائی رہائی قید سے قیدی چھوٹ گیا

جس کے لیے ہم سب سے چھوٹے سب کو ہم نے چھوڑ دیا
واہ رے ناکامی مقدر وہ بھی ہم سے چھوٹ گیا

اشکوں میں رنگینی کیوں ہے اشک مرے رنگین ہیں کیوں
غم سے جگر کا خون ہوا یا دل کا پھپھولا پھوٹ گیا

صبح سے سر کو دھنتا ہوں اور بیٹھا تنکے چنتا ہوں
کوئی اندھیری رات میں آکر خانۂ دل کو لوٹ گیا

بیدؔم ان کے جاتے ہی کچھ ایسی حالت زار ہوئی
ضبط کی ہمت ٹوٹ گئی اور صبر کا دامن چھوٹ گیا



جس طرف دیکھتا ہوں جلوۂ جانانہ ہے
اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے

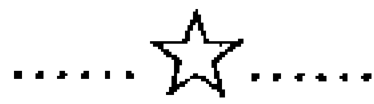
کعبہ کعبہ ہے صنم خانہ صنم خانہ ہے
سنتے ہیں ٹوٹا سا دل منزلِ جانانہ ہے

مدتیں گزریں گریباں کا ہوا کام تمام
لیکن اب تک اسی دھن میں دلِ دیوانہ ہے

ہائے کیا پوچھتے ہو برہمیٔ بزمِ خیال
اب نہ وہ شمع ہے محفل میں نہ پروانہ ہے

رہے اے ناوکِ جاناں تری دنیا آباد
ہر لبِ زخمِ جگر پہ ترا افسانہ ہے

کس شہنشاہِ حسیناں کا گدا ہے بیدمؔ
کہ گدائی میں بھی اک شوکتِ شاہانہ ہے



دشمنوں کے کہنے سننے میں وہ یار آ ہی گیا
ہائے اس آئینے سے دل پر غبار آ ہی گیا

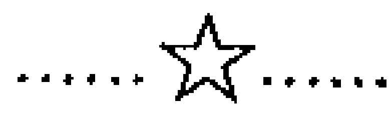
اس کے کوچے تک مرا مشتِ غبار آ ہی گیا
اُڑ کے زیرِ سایۂ دیوارِ یار آ ہی گیا

ہائے کس انداز سے اس نے کیا عہدِ وفا
دل نے کچھ سوچا نہ سمجھا اعتبار آ ہی گیا

کہتے کہتے رک گیا میں داورِ محشر سے حال
مسکرا کر اس نے جب دیکھا تو پیار آ ہی گیا

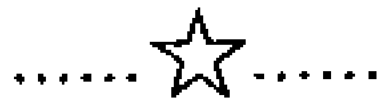
اس نے اپنے روئے روشن سے جو سرکا دی نقاب
ایسا کچھ دیکھا کہ دل بے اختیار آ ہی گیا

آج ساقی نے جو بیدمؔ ہنس کے زلفیں کھول دیں
پھول برساتا ہوا ابرِ بہار آ ہی گیا



بہار جن کے لیے ہے انہیں بہار بسنت
ہماری کیا ہے گوارا نہ ناگوار بسنت
بہار ہے درِ میخانہ کھول دے ساقی
کہ میکدے میں منائیں گے بادہ خوار بسنت
سدا بہار رہے آستانِ وارث پر
ہوں ایک سال میں یارب ہزار بار بسنت
زبانِ حال سے کہتی ہوئی بہار آئی
مبارک آپ کو دیوے کے تاجدار بسنت

قبول کیجئے صدقے میں غوثِ اعظمؓ کے
کہ لے کے آیا ہے بیدمؔ جگر فگار بسنت



ساقی نے جسے چاہا مستانہ بنا ڈالا
جس دل کی طرف تاکا پیمانہ بنا ڈالا
کب جوشش گریہ نے طوفان نہ اٹھا ڈالے
کب اشک کے قطرے کو دریا نہ بنا ڈالا
اک قیس کو لیلیٰ نے مجنون بنایا تھا
تم نے تو جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا
جب شیشۂ دل ٹوٹا ساقی کے تغافل سے
میخانہ میں یاروں نے پیمانہ بنا ڈالا
اس عشق نے لاکھوں کا پندارِ خرد توڑا
ہشیار جسے دیکھا دیوانہ بنا ڈالا
ناکامیٔ قسمت کی چھوٹی سی کہانی تھی
تم نے تو اُسے بیدمؔ افسانہ بنا ڈالا



گلی کو ہم تیری دارالاماں سمجھتے ہیں
یہ وہ زمیں ہے جسے آسماں سمجھتے ہیں

انہیں حرم سے غرض ہے نہ دیر سے کچھ کام
جو اپنا قبلہ ترا آستاں سمجھتے ہیں

مٹائے دیتے ہیں اپنی ہی یادگارِ ستم
مری لحد کو وہ میرا نشاں سمجھتے ہیں

جدا جدا ہے اسیرانِ عشق کی فریاد
نہ اُن کی میں نہ وہ میری زباں سمجھتے ہیں

ہمارے ساقی کو کہتے ہیں شیخ اہلِ حرم
جو بادہ نوش ہیں پیرِ مغاں سمجھتے ہیں

ہمیں اسیری و آزادگی برابر ہے
کہ جب قفس کو بھی ہم آشیاں سمجھتے ہیں

دیئے تو ترکِ محبت کے مشورے سب نے
مگر یہ حضرتِ بیدمؔ کہاں سمجھتے ہیں



جام غیروں ہی کو ہر بار عطا ہوتا ہے
ساقیا میں ترے قربان یہ کیا ہوتا ہے

جس جگہ یار کا نقشِ کفِ پا ہوتا ہے
بس وہیں کعبۂ اربابِ وفا ہوتا ہے

سجدہ اس سر کا ہے جو تن سے جدا ہوتا ہے
یوں کہیں سجدۂ شکرانہ ادا ہوتا ہے

قطرہ جو بحرِ محبت میں فنا ہوتا ہے
مٹ مٹا کر گہر درجِ بقا ہوتا ہے

بندہ جو مرضیٔ مولیٰ پہ فدا ہوتا ہے
خسرو کشورِ تسلیم و رضا ہوتا ہے

للہ الحمد کہ اُس کوچے کی میں خاک ہوا
ذرہ جس کوچے کا خورشید نما ہوتا ہے

موت ہی سے ہو علاجِ دلِ بیمار تو ہو
ان دواؤں سے تو درد اور سوا ہوتا ہے

کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچ جاتی ہیں
ناخدا جن کا نہیں ان کا خدا ہوتا ہے

زاہدا ہوتی ہے یاں ترکِ خودی کی تعلیم
میکدہ مدرسۂ اہلِ صفا ہوتا ہے

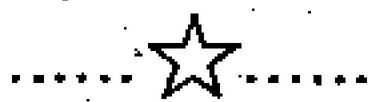
ان کو ہم چھیڑ کے دشنام سنا کرتے ہیں
گالیوں میں بھی محبت کا مزا ہوتا ہے

سر پہ لیتے ہیں قدم خارِ مغیلاں بڑھ کر
دشت پیما جو کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

طائرِ سدرہ بھی ہے ان کی اداؤں کا شکار
ناوکِ ناز کہیں ان کا خطا ہوتا ہے

خم لگا دے مرے منہ سے ترے میخانے کی خیر
ایک دو جام میں ساقی مرا کیا ہوتا ہے

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد بیدم
قطرہ دریا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے



ہاں یاد ہے وہ موسمِ دیوانہ گر مجھے
ہاں یاد ہے وہ آپ کی پہلی نظر مجھے

فکرِ بہار ہے نہ خزاں کا خطر مجھے
گل چیں نے توڑا کھلنے ہی سے پیشتر مجھے

ہر جا دکھائی دیتا ہے وہ جلوہ گر مجھے
کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے

قسمت سے مل گئی ہے تری رہگزر مجھے
ہاں ہاں خرامِ ناز سے پامال کر مجھے

سمجھا ہے کوئی پردہ کوئی پردہ در مجھے
پہچانتی ہے چشمِ حقیقت نگر مجھے

ہنستے تھے وصل میں در و دیوار میرے ساتھ
یا رو رہے ہیں دیکھ کے دیوار و در مجھے

حسرت بھری نگاہوں کی اللہ رے بے بسی
میں چارہ گر کو دیکھتا ہوں چارہ گر مجھے

محشر میں کون دے ترے جور و ستم کی داد
لا اب ہجومِ حشر سے لا ڈھونڈ کر مجھے

ہے بوالہوس مذاقِ طبیعت جدا جدا
آساں جو تجھ کو ہے وہی دشوار تر مجھے

گم کردہ راہ ہوں میں جہت آشنا نہیں
لے کر چلے ہیں خضر نہ جانے کدھر مجھے

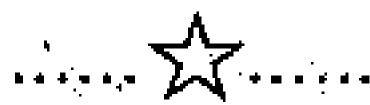
نیرنگِ حسنِ یار نے دیوانہ کر دیا
ہوشِ بہار ہے نہ خزاں کی خبر مجھے

اب منحصر ہے تیرے سہارے پہ زندگی
تنہا نہ چھوڑ ہجر میں دردِ جگر مجھے

اوجھل ہے شام ہی سے رخِ یار نزع میں
کیا دیکھنی نصیب نہ ہوگی سحر مجھے

اب دیکھتا ہے کیا مری تربت کو بار بار
پامال کرنے آیا ہے پامال کر مجھے

بیدمؔ میں ایک سازِ حقیقت طراز ہوں
باور نہ ہو تو دیکھ ذرا چھیڑ کر مجھے



اٹھتا ہوا ہستی کا پردہ نظر آتا ہے
اب جلوہ حقیقت میں جلوہ نظر آتا ہے

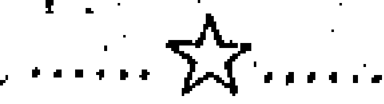
ہر قطرے میں دریا کی موجیں نظر آتی ہیں
ہر بندے کی صورت میں مولا نظر آتا ہے

اس صورتِ ظاہر کے نقشے کو مٹا پہلے
پھر دیکھ تجھے تجھ میں کیا کیا نظر آتا ہے

کیا کوئی کسی پر اب دیوانہ نہیں ہوتا
سنسان جو مدت سے صحرا نظر آتا ہے

کیا پوچھتے ہو ان کے جلوے کی فراوانی
ہم دیکھ نہیں سکتے اتنا نظر آتا ہے

ان کے رخِ روشن کو جس روز سے دیکھا ہے
خورشید بھی بیدمؔ کو ذرّہ نظر آتا ہے



گل کا کیا جو چاک گریباں بہار نے
دستِ جنوں لگے مرے کپڑے اُتار نے

چھوڑا کہیں نہ مجھ کو نسیمِ بہار نے
کنجِ قفس میں بھی مجھے آئی ابھار نے

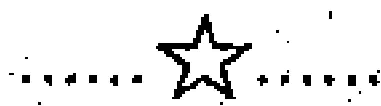
اب دل کی لاج مشقِ تصور کے ہاتھ ہے
شیشہ میں اس پری کو چلا ہے اتار نے

ساقی تو ساقی بادہ پرستوں کے پاؤں پر
سجدے کرائے لغزشِ مستانہ وار نے

اب تو نظر میں دولتِ کونین ہیچ ہے
جب تجھ کو پا لیا دلِ امیدوار نے

چشمِ ادا شناس کو حیران کر دیا
حسن اپنا ذرّہ ذرّہ میں دکھلا کے یار نے

بیدمؔ تمہاری آنکھیں ہی کیا عرش کا چراغ
روشن کیا ہے نقشِ کفِ پائے یار نے



مجھے شکوہ نہیں برباد رکھ برباد رہنے دے
مگر للہ میرے دل میں اپنی یاد رہنے دے

قفس میں قید رکھ یا قید سے آزاد رہنے دے
بہرصورت چمن ہی میں مجھے صیّاد رہنے دے

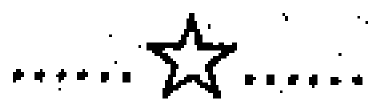
مرے ناشاد رہنے سے اگر تجھ کو مسرت ہے
تو میں ناشاد ہی اچھا مجھے ناشاد رہنے دے

تری شانِ تغافل پر مری بربادیاں صدقے
جو بربادِ تمنا ہو اسے برباد رہنے دے

تجھے جتنے ستم آتے ہیں مجھ پر ختم کر دینا
نہ کوئی ظلم رہ جائے نہ اب بیداد رہنے دے

نہ صحرا میں بہلتا ہے نہ کوئی یار میں ٹھہرے
کہیں تو چین سے مجھ کو دلِ ناشاد رہنے دے

کچھ اپنی گزری ہی بیدمؔ بھلی معلوم ہوتی ہے
مری بیتی سنا دے قصۂ فرہاد رہنے دے



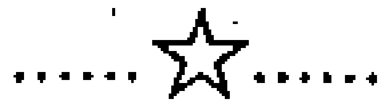
مجھے جلووں کی اس کے تمیز ہو کیا' میرے ہوش و حواس بجا ہی نہیں
ہے یہ بے خبری کہ خبر ہی نہیں وہ نقاب اٹھا کہ اٹھا ہی نہیں

مرے حال پہ چھوڑ طبیب مجھے کہ عذاب ہے اب مری زیست مجھے
میرا مرنا ہے میرے لے شفا میرے درد کی کوئی دوا ہی نہیں

اُسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے کھو گئے ہم یہ ہوا کیا اور کیا ہو گئے ہم
ہمیں پہروں تک اپنی خبر ہی نہیں ہمیں کوسوں تک اپنا پتہ ہی نہیں

مرا حالِ خراب سنا تو کہا کہ وہ سامنے میرے نہ آئے کبھی
مجھے روتے جو دیکھا تو ہنس کے کہا کہ یہ شیوۂ اہلِ وفا ہی نہیں

جہاں کوئی ستم ایجاد کیا' مجھے کہہ کے فلک نے یہ یاد کیا
کہ بس ایک دلِ بیدؔم کے سوا کوئی قابلِ مشقِ جفا ہی نہیں



بہار آتے ہی لائیں رنگ ٹھنڈی گرمیاں میری
پڑی ہے جابجا گلشن میں خاکِ آشیاں میری

چلے تو ہو بڑی ہمت سے سننے داستاں میری
سنی جائیں گی تم سے مہرباں بربادیاں میری

عبث نالے مرے بیکار فریاد و فغاں میری
سمجھتا ہی نہیں صیّاد قسمت سے زباں میری

پسند آیا ہے مجھ کو اس لیے غربت میں مر جانا
کہ میرے بعد ہو میرے وطن میں داستاں میری

نفس کی آمد و شد لے کے پہنچی قصرِ جاناں تک
یہ بامِ یار کا زینہ تھا یا تھیں ہچکیاں میری

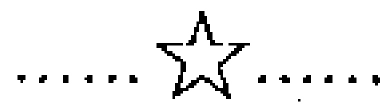
نہ پوچھ اے ہم نشیں کچھ مجھ سے شرح خاک دامانی
کہ ہر اک صفحۂ گل پر لکھی ہے داستاں میری

وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ راتیں یاد آتی ہیں
مجھی سے جب کہا کرتا تھا کوئی داستاں میری

گلوں نے نقشہ میری چاک دامانی کا کھینچا ہے
اڑا کر لے گئی ہیں بجلیاں بیتابیاں میری

وہ آئے بھی تو میرے گھر عدو کو ڈھونڈنے آئے
کھلی ہے آج یوں قسمت نصیبِ دشمناں میری

یہ آندھی کیا اڑائے گی یہ بجلی کیا جلائے گی
بہت اونچی بہت اونچی ہے شاخِ آشیاں میری
وفاؤں کو مری پامال وہ کرتے ہیں کرنے دو
مرے بعد ان کو یاد آئیں گی بیدم خوبیاں میری



دردِ دل اُٹھا ہے محفل میں بٹھانے کے لیے
اشک آئے ہیں لگی دل کی بجھانے کے لیے
بابِ رحمت ہے درِ وارث زمانے کے لیے
ہم بھی آ بیٹھے ہیں قسمت آزمانے کے لیے
بعد میرے میرا حالِ دل بنے گا داستاں
ذکر میرا ہوگا افسانہ زمانے کے لیے
جب مرے دردِ نہاں کا کر نہیں سکتے علاج
پھر وہ عیسیٰ ہیں تو عیسیٰ ہوں زمانے کے لیے
وہ جبیں نے نذرِ سنگِ آستانہ کر دیئے
جن کے رکھے تھے جو سجدے آستانے کے لیے

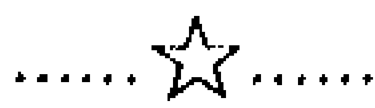
پیچھے پیچھے میں ہوں میرے ساتھ ارمانوں کی بھیڑ
آگے آگے سوزِ دل مشعل دکھانے کے لیے

سجدے میں ہے اور یہ دعویٰ ہے جبینِ شوق کا
آستاں میرے لیے میں آستانے کے لیے

گردشِ قسمت رہے گی میرے دامن گیر حال
آندھیاں اُٹھیں گی میری خاک اڑانے کے لیے

آشیانے میں قفس کا ذکر تھا سوہانِ روح
اب قفس میں مر رہا ہوں آشیانے کے لیے

بے دلی کا غم نہ بیدمؔ اپنے مرنے کا خیال
دل تھا آنے کے لیے اور جان جانے کے لیے



چھڑا پہلے پہل جب سازِ ہستی
تو ہر پردے نے دی آوازِ ہستی

خیالِ یار تیرے صدقے جاؤں
ترے دم سے ہے سوز و سازِ ہستی

میں مرنے کے لیے پیدا ہوا ہوں

مرا انجام ہے آغازِ ہستی

سکونِ کائناتِ دل بقا ہے

اجل اک جنبشِ پروازِ ہستی

مری خاکِ لحد کا ذرّہ ذرّہ

ہے بیدم مخزنِ صد رازِ ہستی

☆

مرا وقار یہ وقتِ وداعِ جاں ہوتا

کہ سر کا تکیہ ترا سنگِ آستاں ہوتا

ہر اک نگاہ سے جلوہ کوئی عیاں ہوتا

مکین ہی جو نہ ہوتا تو کیوں مکاں ہوتا

رخِ نگارِ حقیقت اگر عیاں ہوتا

نہ میں، نہ تو، نہ یہ ہنگامۂ جہاں ہوتا

قفس کو دور مرے آشیاں سے رکھتا تھا

کہ میرے آگے نہ برباد آشیاں ہوتا

وہ بے نقاب کبھی سامنے جو آ جاتے
تو بے خودی مجھے بتلا کہ میں کہاں ہوتا

بہارِ غنچہ و گل دیکھنے چلے آئے
اگر چمن میں ٹھہرتے تو آشیاں ہوتا

جبینِ شوق کے سجدے نہ منتشر ہوتے
اگر نصیب مرا سنگِ آستاں ہوتا

تمہیں نہ چاہتے گر میری خانہ بربادی
مجال تھی کہ مرا دشمن آسماں ہوتا

جہاں سے چاہتا نظارۂ چمن ہوتا
ہر ایک شاخ پہ میرا ہی آشیاں ہوتا

میں ساری عمر اُٹھاتا جبینِ شوق کے ناز
جو ایک سجدہ بھی مقبولِ آستاں ہوتا

اُٹھے حجابِ تعین تو کیا اُٹھے بیدمؔ
مزہ تو جب تھا کہ تو بھی نہ درمیاں ہوتا



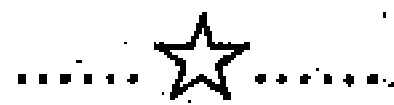
نہ کنشت و کلیسا سے کام ہمیں درِ دیر نہ بیتِ حرم سے غرض
کہ ازل سے ہمارے سجدوں کو رہی تیرے ہی نقشِ قدم سے غرض

جو تو مہر ہے تو ذرہ ہم ہیں تو بحر ہے تو قطرہ ہم ہیں
تو صورت ہے آئینہ ہم ہمیں تجھ سے غرض تجھے ہم سے غرض

نہ نشاطِ وصال نہ ہجر کا غم نہ خیالِ بہار نہ خوفِ خزاں
نہ سقر کا خطرہ ہے نہ شوقِ ارم نہ ستم سے حذر نہ کرم سے غرض

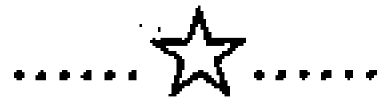
رکھا کوچۂ عشق میں جس نے قدم ہوا حضرتِ عشق کا جس پہ کرم
اُسے آپ سے بھی سروکار نہیں جو غرض ہے تو اپنے صنم سے غرض

تری یاد ہو اور دلِ بیدؔم ہو تیرا درد ہو اور دلِ بیدؔم ہو
بیدؔم کو رہے تیرے غم سے غرض ترے غم کو رہے بیدؔم سے غرض



جب نیازِ عشق تھا اب ناز ہے
یہ مرے انجام کا آغاز ہے

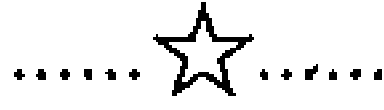
آدمی کیا ہے جہانِ آرزو
اس کا دل کیا ہے طلسمِ راز ہے
اے دلِ محزوں خدا رکھے تجھے
تو جہانِ راز جانِ راز ہے
ہے عبث جرمِ انا منصور پر
یہ تو بیدم دور کی آواز ہے



ہر طرف ساغر بکف ہیں میکسارانِ بہار
اللہ اللہ آج تو ہے عام فیضانِ بہار
چاندنی میں سونے والوں کو جگانے کے لیے
لا نسیمِ صبح لا، بوئے گلستانِ بہار
چند روزہ دیدِ گل پر شاد تھے کیا عندلیب
ایک دن دستِ خزاں لوٹے گا سامانِ بہار
غازۂ رخسارِ گل خاکسترِ بلبل ہوئی
اور بنا رنگِ چمن خونِ شہیدانِ بہار

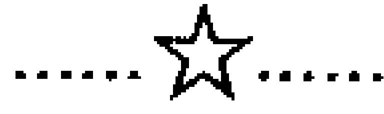
پھر حدیثِ عشق کا آغاز ہے
آج پھر گویا زبانِ راز ہے
گنجِ اسرارِ ازل ہے باغ دہر
پتا پتا دفترِ صد راز ہے
جان دے دی ان پہ اور زندہ رہے
اپنے مرنے کا نیا انداز ہے
ہوشیار اے ناوک افگن ہوشیار
طائرِ جاں مائلِ پرواز ہے
رخصت اے عقل و خرد ہوش و حواس
شوقِ وصلِ یار کا آغاز ہے
میرے نالے سن کے فرماتے ہیں وہ
یہ اُسی کی دکھ بھری آواز ہے
جس کو سب سمجھے ہیں دشتِ کربلا
وہ تو میدانِ نیاز و ناز ہے
ذرّے ذرّے میں عیاں ہونے کے بعد
آج تک رازِ حقیقت راز ہے

سارا عالم مستِ ہے ساقی کی چشمِ مست سے
ایک بیدم ہی رہا ناکام دورانِ بہار



یاد ایّام کہ جب تو زینتِ آغوش تھا
محوِ نظارہ تھے ہم دل بے نیازِ ہوش تھا
رنگ لائیں قیس کی عریانیاں بعد فنا
یعنی اس کی خاک کا جو ذرّہ تھا گل پوش تھا
اللہ اللہ وسعتِ ظرفِ قدح نوشانِ عشق
کوئی دریا دل تھا ان میں کوئی دریا نوش تھا
تشنہ کام آرزو اللہ رے محرومی تری
تیرے پہلو میں ہی دریا تھا مگر خس پوش تھا
ناز بردارِ نیازِ عشق تھا حسنِ حبیب
سجدے تھے اور نقش پائے یار کا آغوش تھا
عارضِ خورشید کی چلمن شعاعیں بن گئیں
یار اپنے ہی حجابِ حسن میں روپوش تھا

آپ جانچیں مجمعِ عشاق میں
ان میں بیدمؔ سا کوئی جانباز ہے



ناز والے اب تجھے کیوں ناز ہے
آ درِ چشمِ تمنا باز ہے

عشق مونس عشق ہی دمساز ہے
عشق میری زندگی کا راز ہے

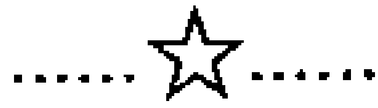
اس کو مجھ پر مجھ کو اس پر ناز ہے
بھید مَیں اس کا وہ میرا راز ہے

دیکھ اور چشمِ حقیقت بیں سے دیکھ
ذرّہ ذرّہ جلوہ گاہِ ناز ہے

مرغ دل بسمل پڑا ہے خاک پر
لیکن اب بھی حسرتِ پرواز ہے

اُن کے آنے سے ہوا دل کو قرار
یا سکونِ مرگ کا آغاز ہے

حشر کا میدان تھا بیدم یا فضائے کوئے دوست
سر بکف کوئی تھا اور کوئی کفن بر دوش تھا



برہمن مجھ کو بنانا نہ مسلماں کرنا
میرے ساقی مجھے مستِ مۓ عرفاں کرنا
داغِ دل سینے میں آہوں سے نمایاں کرنا
ہم سے سیکھے شبِ غم کوئی چراغاں کرنا
حرم و دیر میں جا جا کے چراغاں کرنا
جستجو تیری ہمیں تا حدِ امکاں کرنا
دل کے بہلانے کا وحشت میں یہ ساماں کرنا
چشمِ خونبار سے دامن کو گلستاں کرنا
ہوس سیر گلستاں نے قفس دکھلایا
اب اسیرو نہ کبھی قصدِ گلستاں کرنا
اہلِ بیداد کے جب نام پکارے جائیں
تم نہ گھبرا کے سرِ حشر کہیں ہاں کرنا

نہ کبھی میں نے کہا تھا کہ مجھے درد ملے
نہ کہوں گا کہ مرے درد کا درماں کرنا

ان کے دیوانوں کو سر پھوڑ کے دیواروں سے
آج منظور ہے آرائشِ زنداں کرنا

شیخ کو کعبہ مبارک ہو برہمن کو کنشت
ہم کو سجدہ طرفِ کوچۂ جاناں کرنا

اے صبا تجھ کو اسی زلفِ پریشاں کی قسم
میرا شیرازۂ ہستی بھی پریشاں کرنا

اُن کے دیوانوں کی اعجاز نگاہی دیکھو
آنکھ اٹھانا کہ گلستاں کو بیاباں کرنا

داغ دل پردے میں رہ جائے نہ اے دستِ جنوں
چاک کچھ اور ابھی میرا گریباں کرنا

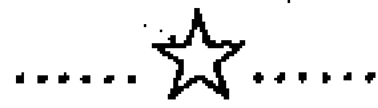
لا کے پھر مصر میں اے عشق کسی یوسف کو
پھر نئے رنگ سے آرائشِ زنداں کرنا

دشتِ غربت میں ترے خاک نشیں اچھے ہیں
چاہیے اور انہیں بے سروساماں کرنا

ذوقِ سجدہ تجھے سنگِ درِ جاناں کی قسم
ہوش کا مجھ کو نہ شرمندۂ احساں کرنا

اٹھ رہے ہیں میری نظروں سے دوئی کے پردے
کچھ مدد اور خیالِ رخِ جاناں کرنا

بن گئے حیرتِ نظارہ کی صورت بیدم
راس آیا نہ ہمیں دید کا ارماں کرنا



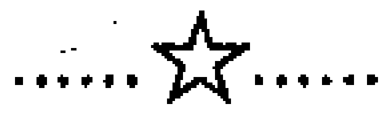
سرکار پہ ہونے کو ہیں قربان ہزاروں
پھرتے ہیں ہتھیلی پہ لیے جان ہزاروں

اٹھے تو نقابِ رخِ لیلائے مدینہ
ہوتے ہیں ابھی چاک گریبان ہزاروں

خاکِ دلِ وحشی ہے کہ دنیائے جنوں ہے
ہر ذرّے ہیں پنہاں ہیں بیابان ہزاروں

کیا پوچھتے ہیں کثرتِ گریہ کی کہانی
آئے ہیں شبِ ہجر میں طوفان ہزاروں

للہ نہ ہٹاؤ رخِ پرنور سے گیسو
کھو بیٹھیں گے ایمان مسلمان ہزاروں
لذّت طلبی زخمِ جگر کی نہیں جاتی
خالی ہوئے جاتے ہیں نمکدان ہزاروں
بے پردہ تری پردہ نشیں دید ہے منظور
پھرتے ہیں کیے چاک گریبان ہزاروں
ہاں ہاں اُسی در کا مرے ماتھے پہ نشاں ہے
کرتے ہیں جہاں سجدے مسلمان ہزاروں
قسمت سے جو حسرت کوئی نکلی بھی تو بیدمؔ
پیدا ہوئے دل میں وہیں ارمان ہزاروں



یاد نے تیری کیا مجھ سے فراموش مجھے
اب تو ڈھونڈیں بھی تو پائیں نہ مرے ہوش مجھے

ہر لبِ زخم سے دیتا ہوں دعائیں ان کو
پھر بھی کہتے ہیں وہ احسان فراموش مجھے

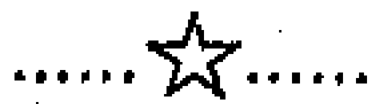
اس طرف تیرا نقابِ رخِ روشن پھونکا
اور ادھر جلوے ترے کر گئے بے ہوش مجھے

جیسے دریا سے ہوئیں دست و گریباں موجیں
یونہی سب پاتے ہیں اب تجھ سے ہم آغوش مجھے

ہچکیاں آئیں دمِ نزع تو میں یہ سمجھا
یاد کرتا ہے وہی وعدہ فراموش مجھے

وقت آخر ہے چلے آؤ زیارت کر لوں
پھر خدا جانے رہے یا نہ رہے ہوش مجھے

اللہ اللہ رے مرا شوق شہادت بیدمؔ
ان کی سرکار میں لایا ہے کفن پوش مجھے



بتا ہی دیں تجھے زاہد کہاں سے آتے ہیں
چھکے ہوئے درِ پیرِ مغاں سے آتے ہیں

ورائے پردۂ ہفت آسماں سے آتے ہیں
پیام وہ جو تمہاری زباں سے آتے ہیں

حریمِ پردۂ دل بھی نہیں ہے محرمِ راز
یہ نغمہ ہائے طرب سازِ جاں سے آتے ہیں

زباں سے نام نہ لوں جانتا ہوں میں لیکن
یہ تیر میری طرف جس کماں سے آتے ہیں

وہیں رہیں گے مریں گے وہیں گڑیں گے وہیں
ہم اور جا کے پھر اس آستاں سے آتے ہیں

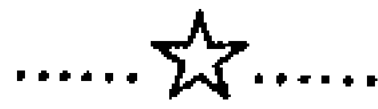
ملا کے خاک میں کرتے ہیں خاک بھی برباد
بھلا وہ باز کہیں امتحاں سے آتے ہیں

ہر اک قدم پہ ہے صد گونہ احتیاط کا رنگ
حضور خیر تو ہے یوں کہاں سے آتے ہیں

بھلا ہو وحشتِ دل کا کہیں قرار نہیں
ہم اپنے گھر میں بھی اب میہماں سے آتے ہیں

ہے جن کا ورد کہ ناغہ نہ ہو صبوحی بھی
وہ سوئے میکدہ پہلے اذاں سے آتے ہیں

کھڑے ہیں شیخ مصلیٰ پہ بہرِ استقبال
یہ آج حضرتِ بیدمؔ کہاں سے آتے ہیں



نہ جانے میری لحد پر کہاں سے آتے ہیں
کہ جب وہ آتے ہیں دامن کشاں سے آتے ہیں

قسم خدا کی ہم اس آستاں سے آتے ہیں
نظر خدائی کے جلوے جہاں سے آتے ہیں

ہمارے بعد ہوئی ختم گرمِ بازاری
وہ آج یوسفِ بے کارواں سے آتے ہیں

ہزار مرہمِ ناصور دل فدا ان پر
خدنگِ ناز جو تیری کماں سے آتے ہیں

وہ بادہ نوش بھی پھرتے ہیں تشنہ کام کہیں
لگا کے آس جو پیرِ مغاں سے آتے ہیں

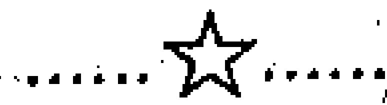
کھلی ہے جن پہ حقیقت قیودِ ہستی کی
قفس بھی ان کو نظر آشیاں سے آتے ہیں

زمانہ بھر میں ٹھکانہ کہیں نہیں ان کا
جو یار اُٹھ کے ترے آستاں سے آتے ہیں

نہ سخت جانوں پہ جوہر کھلیں حضور اس کے
جبینِ تیغ پہ بل امتحاں سے آتے ہیں

یہ کوئے میکدہ اے شیخ اور یہ ریش دراز
کہاں کا عزم ہے حضرت کہاں سے آتے ہیں

کہی یہ خوب کہ پلٹو گے کب تلک بیدمؔ
گئے تو زندہ ہم اس آستاں سے آتے ہیں



اللہ اللہ عروجِ حسنِ مجاز
سرِ محمود و نقشِ پائے ایاز

ہو تو اس طرح سے ہو اپنی نماز
کہ ترا در ہو اور جبینِ نیاز

آہ وہ دل ہی دل میں راز و نیاز
آہ' وہ آہ' آہ کی آواز

اپنے مرنے کا کر لیا ساماں
دشمنِ جاں سے کہہ کے دل کا راز

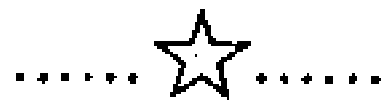
روئے وارث ہو اور دیدۂ شوق
پائے وارث ہوں اور جبینِ نیاز

بے نیاز آپ میں نیاز سرشت
بندہ مَیں اور آپ بندہ نواز

دلِ پرشور بحرِ طوفاں خیز
لبِ خاموش سازِ بے آواز

سربکف جا رہا ہوں مقتل میں
تیغِ قاتل سے ہوں گے راز و نیاز

کاش پہنچا دے کوئی طیبہ تک
سجدۂ شوق اور سلامِ نیاز
قدم مصطفےٰ کی برکت سے
آسماں بن گئی زمینِ حجاز
مٹنے والے تھے مٹ گئے تم پر
یہی انجام ہے یہی آغاز
مرگِ بیدمؔ کسی کی خاموشی
زیست ہے جنبشِ لبِ اعجاز



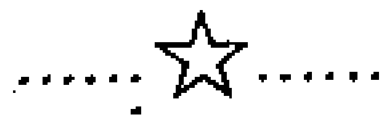
نہ سنو میرے نالے ہیں درد بھرے دارد اثرے آہ سحرے
تمہیں کیا جو کوئی مرتا ہے مرے اے دشمنِ جاں بیدادگرے

تری سرمگیں آنکھوں کے صدقے انہیں چھیڑ نہ پنجۂ مژگاں سے
ابھی زخمِ جگر ہیں تمام ہرے اے محوِ تغافل بے خبرے

لیا عشق میں جوگ بھکاری بنے ترے نقشِ قدم کے پجاری بنے
کبھی سجدے کیے کبھی گرد پھرے بتِ سیم برے زریں کمرے

گو تو نے ہزاروں وعدے کیے لیکن وہ کبھی ایفا نہ ہوئے
دل ہی میں رہے ارمان مرے اے وعدہ شکن بت حیلہ گرے

بیدمؔ کہیں کیا کس طرح رہے مر مر کے جیے جی جی کے مرے
در منزل عشقش دربدرے مجنوں صفتے شوریدہ سرے



تصور میں کسی کا زینتِ آغوش ہو جانا
کسی کا دیکھنا اور دیکھ کے بے ہوش ہو جانا

تری مخمور آنکھوں نے مجھے مستی عطا کی ہے
نہیں تو غیر ممکن تھا مرا مدہوش ہو جانا

دم آخر کسی بیمار غم کا ہچکیاں لینا
وہ کہہ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ خاموش ہو جانا

اگر ہو ایسی بے ہوشی تو سو ہشیاریاں صدقے
کہ سر رکھ کر کسی کے پاؤں پر بے ہوش ہو جانا

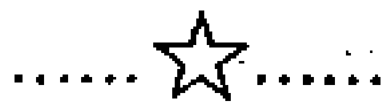
خزاں میں یاد آکر آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہے
بہار آتے ہی وہ ہر شاخ کا گل پوش ہو جانا

کسی کو شکوہ باقی تھا نہ پھر کوئی شکایت تھی
ترا آنا کہ اہلِ حشر کا خاموش ہو جانا

فریبِ جلوہ آرائی کمالِ بے حجابی ہے
مری ہستی کے پردے میں ترا روپوش ہو جانا

مرا دل دیکھ لے اور ان کے جلوے کی سمائی کو
اگر دیکھا نہ ہو قطرے کا دریا نوش ہو جانا

اگر شوقِ شہادت ہے تو پھر تیار ہو بیدمؔ
کہ شرط جاں نثاری ہے کفن بردوش ہو جانا

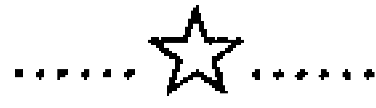


چمن میں ذکرِ گل سن کر سراپا گوش ہو جانا
وہ کلیوں سے مرا کہنا' ذرا خاموش ہو جانا

ترے خاموش رہنے میں بھی کوئی بات ہوتی ہے
ترا خاموش ہونا بھی نہیں خاموش ہو جانا

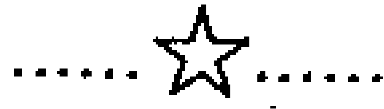
جو ایسا ہو تو ان کی بزم کا پرکیف منظر ہو
میں دیکھوں ان کو وہ دیکھیں مرا بے ہوش ہو جانا

جن آنکھوں نے خدا کو دل میں بے پردہ نہ دیکھا ہو
وہ دیکھیں شمع کا فانوس میں روپوش ہو جانا
وہ عریاں دیکھ کر خنجر کسی دستِ حنائی میں
مرے سر کا مرے تن پر وبالِ دوش ہو جانا
مرقع ہے درازیٔ شبِ دیجور کا بیدم
بکھر کر گیسوئے جاناں کا زیبِ دوش ہو جانا



جانبِ میکدہ آ نکلے ہیں مستانے چند
ساقیا لا تو چھلکتے ہوئے پیمانے چند
کربلا وادیٔ ایمن دلِ بے صبر و قرار
قابلِ دید ہیں دنیا میں یہ ویرانے چند
نیندیں ان کی ہیں انہیں کے ہیں مقدر بیدار
سائے میں شمع کے سوتے ہیں جو پروانے چند
کربلا شہرِ نجف یثرب و جیلان اجمیر
یہ مرے ساقیٔ دیوہ کے ہیں میخانے چند

کوئی محفل ہو بیاباں کے مزے لیتے ہیں
جمع ہوتے ہیں جہاں پر ترے دیوانے چند
دل کے چھالوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
لعل و یاقوت ہیں میرے لیے یہ دانے چند
نہیں غربت میں جو یارانِ وطن اے بیدم
دفن کر دیں گے کہیں دشت میں بیگانے چند



تمہارے ہی ہونے سے آباد ہے دل تمہیں جب نہ ہو گے تو ویران ہوگا
تمہیں تک ہے حسرت تمہیں تک ہے ارماں نہ حسرت ہی ہوگی نہ ارمان ہوگا

نہ پامال کر میرے دل کی تمنا' خدارا مرا مان لے یار کہنا
نہیں تو قیامت میں دیکھے گی دنیا مرا ہاتھ تیرا گریبان ہوگا

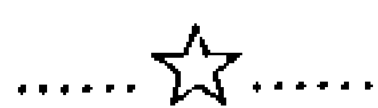
جو دل ہے یہی دل کی حالت یہی ہے جو کچھ روز رنگِ طبیعت یہی ہے
سلامت اگر جوشِ وحشت یہی ہے تو گھر ہی کسی دن بیابان ہوگا

مری جاں تمہارے ہی قبضے میں ہے دل تمہاری ہی مرضی پہ ہے حالتِ دل
جو تسکین دو گے تو تسکین ہوگی پریشاں کرو گے پریشان ہوگا

مرا دل فدا تم پہ اور جان قرباں تمہیں ہو مری زندگانی کا ساماں
تمہارے ہی جب کام آئی نہ یہ جاں تو پھر جان کا کیا مری جان ہوگا

پیامی جو دیکھا ہے اس سے نہ کہنا یہ بے چینیاں میری اس سے نہ کہنا
پریشانیاں میری اس سے نہ کہنا وہ جس دم سنے گا پریشان ہوگا

نہیں گر حفاظت کا ساماں کوئی تو غربت میں کیوں ہو پریشان کوئی
نہیں جس کا بیدمؔ نگہبان کوئی تو اللہ اس کا نگہبان ہوگا



میری نظروں میں کوئی مستِ خرام ناز تھا
آنکھ کا ایک ایک پردہ فرشِ پا انداز تھا
زندگی سمجھے تھے جس کو موت کا اک راز تھا
درحقیقت سازِ ہستی ساز بے آواز تھا

لے کے ہچکی طائرِ جاں مائلِ پرواز تھا
کس قدر دلکش کسی کی یاد کا آغاز تھا

لاکھ آشوب زمانہ تھا' اناالحق کی صدا
آشنائے راز بھی ناآشنائے راز تھا

آئے بیٹھے بیٹھ کر اٹھے ہنسے اور چل دیئے
مہرباں وعدہ وفائی کا یہی انداز تھا

لن ترانی حضرت موسیٰ کے حق میں تھی مگر
طور کا ایک ایک ذرہ گوش برآواز تھا

قتل گہِ میں زیرِ خنجر عاشقوں کی عید تھی
چشمِ حق بیں میں تماشائے نیاز و ناز تھا

توڑ کر قید تعین کھول کر چشمِ یقیں
ہم نے جس ذرے کو دیکھا اک محیطِ راز تھا

ان شہیدانِ وفا کی داستاں سمجھے گا کون
قطرہ قطرہ جن کے خوں کا قلزم صدراز تھا

گرتے ہی اشکِ ندامت چشمِ عصیاں کار سے
بابِ بخشش صورتِ آغوشِ رحمت باز تھا

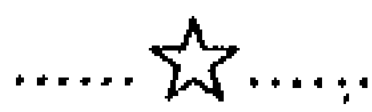
اس کی بزمِ خاص کے اسرار کی کس کو خبر
ذرہ ذرہ جس کے کوچہ کا جہانِ راز تھا

حسن والوں میں یہ جھگڑا ہے مرے مرنے کے بعد
عاشقِ جانباز کس کا عاشقِ جانباز تھا

خاک کے پتلے کو مسجودِ ملائک کر دیا
حضرت دل کی کرامت عشق کا اعجاز تھا

کامیابِ دید تھی اتنی ہی چشمِ آرزو
پردۂ بابِ حریمِ ناز جتنا باز تھا

دم لبوں پر تھا مگر اللہ ری وضعِ انتظار
چشمِ بیدم وقفِ در، دل گوش برآواز تھا



وہ بھی اس غارت گرِ جاں کا شریکِ راز تھا
دل وہ دل جس کی وفاداری پہ ہم کو ناز تھا

اپنی ہی ہستی پہ دھوکا غیر کا ہونے لگا
اے خیالِ ماسوا یہ کون سا انداز تھا

ان کے آنے کا یقیں بھی اضطراب شوق بھی
تھا لبوں پر دم مگر میں گوش برآواز تھا

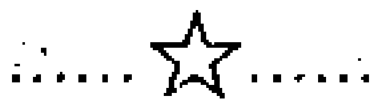
وضع پرکاری سے سرتا سر رہا وہ بے نیاز
حسن سادہ کس قدر سرمایہ دار ناز تھا

تھا اگر اپنے کمالِ حسن کا ان کو غرور
اپنے عشقِ روز افزوں پر ہمیں بھی ناز تھا

بے نیازی کا نہ تھا ممنون عشق جانفروش
حسنِ، غارت گر اگر مرہونِ سعیٔ ناز تھا

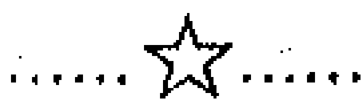
لے گئیں ان کی ادائیں لے اڑا ان کا خیال
اب وہ دل دل ہی نہیں جس دل پہ ہم کو ناز تھا

حسن کے جلووں میں بیدمؔ تھا اگر حق کا ظہور
عشق کے پردے میں بھی پنہاں اسی کا راز تھا



کیے جا شکر قسمت کا گلہ کیا
غم بے چارگی کا تذکرہ کیا

سنیں دیر و حرم کا ماجرا کیا
ملے قیدِ تعین میں خدا کیا
وہ ظالم اور پابندِ وفا ہو
تجھے اے آرزوئے دل ہوا کیا
کبھی نبضیں چھٹیں اکھڑا کبھی دم
مریضِ غم نے بدلا رنگ کیا کیا
کہاں تک مدعائے دل کہوں میں
کہاں تک آپ فرمائیں گے کیا کیا
جو مجھ سا درد والا ہو وہ جانے
محبت کیا دلِ درد آشنا کیا
نہیں خالی ترے جلووں سے کوئی
کلیسا کیا حرم کیا بتکدہ کیا
گزر جا منزلِ ہستی سے بیدم
بس اک تارِ نفس کا فاصلہ کیا



رنگِ تاثیرِ محبت یوں دکھانا چاہیے
خونِ دل اشکوں میں شامل ہو کے آنا چاہیے

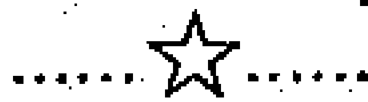
چشمِ خود بیں اور ہے چشمِ خدا بیں اور ہے
رفعتیں دونوں کی زاہد کو دکھانا چاہیے

وہ سر بالیں ہیں دامن کی ہوا زانو پہ سر
بے نیاز ہوش کو اب ہوش آنا چاہیے

اہلِ دنیا منتشر ہیں اہلِ محشر مضطرب
داستانِ دردِ دل کس کو سنانا چاہیے

بات تو جب ہے نشانِ قبر بھی باقی نہ چھوڑ
جو مٹے ہیں تجھ پہ ان کو یوں مٹانا چاہیے

بیدم اپنی آرزوئے دل بر آنے کے لیے
ایک عرصہ ایک مدت اک زمانہ چاہیے



پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی اِدھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگِ در بھی ہے

جل گئی شاخِ آشیاں مٹ گیا تیرا گلستاں
بلبلِ خانماں خراب اب کہیں تیرا گھر بھی ہے

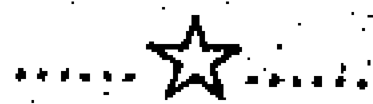
اب نہ وہ شام شام ہے اپنی نہ وہ سحر سحر
ہونے کو یوں تو روز ہی شام بھی ہے سحر بھی ہے

چاہے جسے بنایئے اپنا نشانہ نظر
زد پہ تمہارے تیر کے دل بھی ہے اور جگر بھی ہے

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

زلف بدوش بے نقاب گھر سے نکل کھڑے ہوئے
اب تو سمجھ گئے حضور نالوں میں کچھ اثر بھی ہے

بیدمؔ خستہ کا مزار آپ تو چل کے دیکھیے
شمع بنا ہے داغِ دل بے کسی نوحہ گر بھی ہے



آتا شبِ وعدہ وہ ستم کیش ادہر کاش
ہوتا دلِ مہجور کے نالوں میں اثر کاش

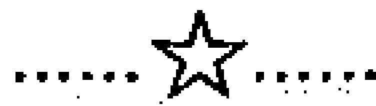
ممنونِ عنایات ہیں جس طرح سے اغیار
مجھ پر بھی اسی طرح سے ہو تیری نظر کاش

اس وقت ہے تکمیلِ جنوں اے دلِ ناداں
صحرا کو میں وحشت میں سمجھنے لگوں گھر کاش

آجائے پئے فاتحہ وہ شوخ لحد پر
مل جائے مجھے نخلِ محبت کا ثمر کاش

کیا پوچھتا ہے ناوکِ دلدوز کی لذت
ممنونِ کرم دل کی طرح سے ہو جگر کاش

گھبراتا ہے اور ہند میں بے چین ہے بیدمؔ
اب جلد یہاں سے ہو مدینہ کا سفر کاش



سرخیلِ عاشقاں ہوئے سردار ہو گئے
سر دے کے دار کے جو سزاوار ہو گئے

ذوقِ فنا سے جبکہ خبردار ہو گئے
اہلِ نیاز خاکِ درِ یار ہو گئے

بے شک وہ تیرے محرمِ اسرار ہو گئے
بے ہوشیوں میں رہ کے جو ہشیار ہو گئے

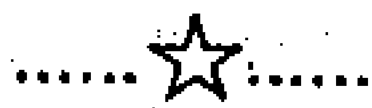
طفلی کا خواب دیکھنے والے خبر بھی ہے
فتنے تری جوانی کے بیدار ہو گئے

اختر شماریوں میں شبِ غم کی بارہا
ظاہر فلک پہ صبح کے آثار ہو گئے

تیرا مزاج پوچھنے اے پاسبانِ یار
سو بار پھر بھی آئیں گے سو بار ہو گئے

اہلِ قفس پکار اٹھے ہائے آشیاں
تنکے ہوا میں کچھ جو نمودار ہو گئے

بیدم نظر فریبیٔ اہلِ جہاں نہ پوچھ
اکثر ہم اس بلا میں گرفتار ہو گئے



سرِ مقتل سنا ہے بہرِ قتلِ عام آتا ہے
وہ ظالم جس کو لے دے کر یہی اک کام آتا ہے

لیے اک شعلہ رو کا بزم میں پیغام آتا ہے
لباسِ آتشیں پہنے چراغِ شام آتا ہے

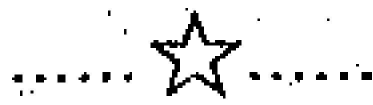
مری کوتاہیٔ قسمت کو دیکھیں میکدے والے
کہ جب آتا ہے میری سمت خالی جام آتا ہے

ارے او بھولنے والے اسے بھولا نہیں کہتے
سحر کا جانے والا گر قریبِ شام آتا ہے

پھریں وہ پتلیاں دیکھو اڑا وہ رنگ چہرے کا
مبارک ہو شبِ غم موت کا پیغام آتا ہے

زبان و دل بہم اک دوسرے پر ناز کرتے ہیں
مرے لب پر الٰہی آج کس کا نام آتا ہے

یہ قسمت اپنی اپنی ہے کہ بزمِ یار سے بیدم
کوئی تو کامیاب آیا کوئی ناکام آتا ہے



اپنے دیدار کی حسرت میں تو مجھ کو سراپا دل کر دے
ہر قطرۂ دل کو قیس بنا ہر ذرّہ کو محمل کر دے

دنیائے حسن و عشق مری کرنا ہے تو یوں کامل کر دے
اپنے جلوے میری حیرت نظارہ میں شامل کر دے

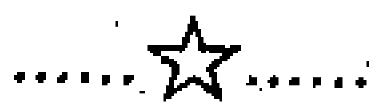
یاں طور و کلیم نہیں نہ سہی میں حاضر ہوں لے پھونک مجھے
برقعے کو اٹھا دے مکھڑے سے برباد سکونِ دل کر دے

گر قلزمِ عشق ہے بے ساحل اے خضر تو بے ساحل ہی سہی
جس موج میں ڈوبے کشتی دل اس موج کو تو ساحل کر دے

اے درد عطا کرنے والے تو درد مجھے اتنا دے دے
جو دونوں جہاں کی وسعت کو ایک گوشۂ دامنِ دل کر دے

ہر سو سے غموں نے گھیرا ہے اب ہے تو سہارا تیرا ہے
مشکل آساں کرنے والے آسان میری مشکل کر دے

بیدمؔ اس یاد کے میں صدقے اس دردِ محبت کے قرباں
جو جینا بھی دشوار کرے اور مرنا بھی مشکل کر دے



کبھی یہاں لیے ہوئے کبھی وہاں لیے ہوئے
پھری ہے جستجو تری کہاں کہاں لیے ہوئے

زمین دل کی خاک ہے صد آسماں لیے ہوئے
تنزلاتِ عشق ہیں ترقیاں لیے ہوئے

دل و جگر لیے ہوئے متاعِ جاں لیے ہوئے
کسی کا ناوکِ نظر تلاشیاں لیے ہوئے

اسی گلی سے آئی ہے شمیم زلف لائی ہے
نسیمِ صبح آئی ہے تسلیاں لیے ہوئے

مرے غمِ نہاں میں ہے نویدِ عشرت آفریں
بہار ہی بہار ہے مری خزاں لیے ہوئے

ہماری آہ کے شرر ہمیں کو پھونکنے لگے
ہوا کے جھونکے آئے ساتھ بجلیاں لیے ہوئے

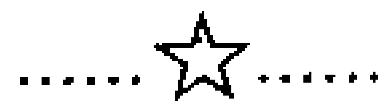
تری گلی میں ماہ رو پڑے ہوئے ہیں چار سو
تمام ذرے خاک کے تجلیاں لیے ہوئے

نہ قربِ گل کی تاب تھی نہ ہجر گل میں چین تھا
چمن چمن پھرے ہم اپنا آشیاں لیے ہوئے

نگاہِ اہلِ راز میں حقیقت و مجاز میں
ہماری بے نشانیاں ترا نشاں لیے ہوئے

اٹھے ہیں حشر میں فدائے کوئے یار اس طرح
جبیں میں سجدے دل میں یاد آستاں لیے ہوئے

نہ دل ملے گا بیدمؔ اور نہ دل کی حسرتیں کہیں
کہ گم ہوا ہے یوسف اپنا کارواں لیے ہوئے



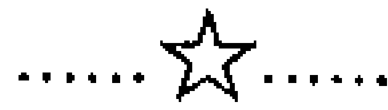
میں یار کا جلوہ ہوں
یا دیدۂ موسیٰ ہوں

قطرہ ہوں نہ دریا ہوں
بستی ہوں نہ صحرا ہوں

جینا مرا مرنا ہے
مرنے کو ترستا ہوں

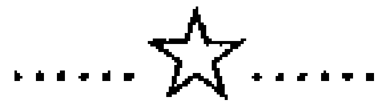
اپنی ہی امیدوں کا
بگڑا ہوا نقشہ ہوں

ارمانوں کا گھوارا
حسرت کا جنازہ ہوں
اس عالمِ ہستی میں
یوں ہوں کہ میں گویا ہوں
زندہ ہوں مگر بیدمؔ
اک طرفہ تماشا ہوں



پیری میں ہے جذبات محبت کا مزا خاص
رکھتی ہے اثر وقتِ سحر جیسے دعا خاص
کرتے ہیں عبث سب اسے ممنون اطبا
بیمارِ محبت کی ہے دنیا میں دوا خاص
کچھ اور ہی عالم ہے تری ترچھی نظر کا
ہے ساری اداؤں میں یہ دلدوز ادا خاص
جس کا کہ زمانہ متحمل نہیں ہوتا
تجویز وہ میرے لیے ہوتی ہے جفا خاص

بیدمؔ کی طرف کیوں تری بیداد کا رخ ہے
کیا وہ بھی ہے منجملہ اربابِ وفا خاص



مکینِ دل نہ سمجھے پردہ دارِ لا مکاں سمجھے
کہاں تھے تم مگر ہم کم نگاہی سے کہاں سمجھے
سراپا درد ہوں میں کوئی کیا میری فغاں سمجھے
جو مجھ سا درد والا ہو وہ میری داستاں سمجھے
ہوئے خاموش جب فطرت کو اپنا ترجماں سمجھے
ہر اک غنچے کو دل ہر خار کو اپنی زباں سمجھے
میں صدقے اس سمجھ کے اب مآلِ عرض کیا سمجھوں
مری رودادِ غم تھی آپ جس کو داستاں سمجھے
کیے ہیں راہ میں ہر ہر قدم پر سینکڑوں سجدے
ہر اک ذرے کو ہم تیرا ہی سنگِ آستاں سمجھے
بنایا خوگرِ صبر و رضا تیرہ نصیبی نے
کہ بجلی کی چمک کو ہم چراغِ آشیاں سمجھے

مذاقِ جستجو کی اس طرح توہین ہوتی ہے
بتائیں کیا تمھیں اب تک جہاں سمجھے وہاں سمجھے

حدودِ فہم سے راز و نیازِ عشق بڑھ جائیں
نہ سمجھوں راز داں کو میں نہ میری راز داں سمجھے

فقط تھا امتحاں منظور جذبِ شوقِ کامل کا
اٹھے پردے تو رازِ خندہ ہائے پاسباں سمجھے

چمن کے ساتھ چھوٹی وضع بھی راحت بھی زینت بھی
جہاں اب چار تنکے جمع دیکھے آشیاں سمجھے

فلک پر تھا دماغ اپنا جو سر تھا پائے ساقی پر
دلیلِ تازہ ہاتھ آئی زمیں کو آسماں سمجھے

وضو ہو خونِ دل سے موت سجدے پر کرے سبقت
جنابِ شیخ ارکانِ نمازِ عاشقاں سمجھے

بھلا دیر و حرم کی قید کیا اُلفت کے بندوں کو
جہاں بھی رکھ دیا سر یار ہی کا آستاں سمجھے

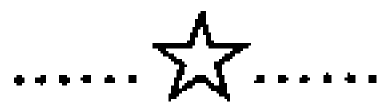
نہ جس نے درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہو
مری باتیں وہ کیا سمجھے وہ کیا میری زباں سمجھے

میں کہنے کو تو اس سے سرگذشت اپنی کہوں بیدمؔ
مگر سن کر خدا ہی جانے کیا وہ بدگماں سمجھے

......☆......

نہ گل کا راز جانے تو نہ بلبل کی زباں سمجھے
تو پھر تیری سمجھ کو بس خدا ہی باغباں سمجھے
ورائے عقل اگر ہم سرحدِ وہم و گماں سمجھے
تو قولِ ظن عبدی بی کے رازوں کو کہاں سمجھے
جو بے کس رہ چکا ہو وہ سکونِ آشیاں سمجھے
ہم اپنے چار تنکوں کو متاعِ دو جہاں سمجھے
نرالی ہے چمن والوں سے میری زمزمہ سنجی
مرے نغموں کو روحِ طوطیٔ ہندوستاں سمجھے
سرِ جادہ کسے تکلیف دیتے غمگساری کی
ہم اپنی ہی سی حالت کارواں در کارواں سمجھے
تمہارے نام کو ہم نے دوائے دردِ دل جانا
تمہارے ذکر کو ہم باعثِ تسکینِ جاں سمجھے

سنی ہے داستانِ سرمد و منصور بھی ہم نے
مگر اب تک نہ الفت کی حدیثِ خونچکاں سمجھے
رگِ جاں سے صدا دی گوشۂ دل میں نظر آئے
کہاں وہ جلوہ گر تھے اور ان کو ہم کہاں سمجھے
خدا حافظ ہے بس ایسے مریضانِ محبت کا
جو تجھ کو دشمنِ جاں داروئے دردِ نہاں سمجھے
کھلائے کیا نئے گل ذوق یکرنگی کے غلبہ نے
کسی کا آشیاں دیکھا ہم اپنا آشیاں سمجھے
بھلا بیدؔم سمجھ کر ایسے دیوانے کی کہیے
جو اپنی بے نشانی بھی اسی بت کا نشاں سمجھے



مر کے بھی دل نے اک قیامت کی
زلزلے میں زمیں ہے تربت کی
سادگی دیکھو اس کی صورت کی
جوش پر ہے بہار فطرت کی

دامنِ تیغِ یار کیا کہنا
آ رہی ہیں ہوائیں جنت کی

اک ترے دم سے اے شہیدِ وفا
آبرو بڑھ گئی شہادت کی

آج کا ہوش ہے نہ کل کی خبر
دستِ ساقی پہ جب سے بیعت کی

درِ جاناں پہ میرا بستر ہے
مجھ کو حاجت نہیں ہے جنت کی

میرے عرضِ سوال پر بولے
گفتگو ہے یہ وقتِ رخصت کی

حالِ بیدم پہ اے خدائے کریم
حد نہیں کچھ تری عنایت کی



جہاں پر ختم ہوتی ہیں حدیں دنیائے امکاں کی
بہت آگے ہیں اس سے جلوہ گاہیں حسنِ جاناں کی

بتائے کیا کوئی تعبیر اس خوابِ پریشاں کی
ابھی زندہ ابھی مردہ عجب ہستی ہے انساں کی

سحر ہوتے ہوا آزاد اسیرِ شامِ تنہائی
صدا تھی آخری ہچکی شکستِ قفلِ زنداں کی

سنبھلنا ہاں سنبھلنا اے مٹانے والے تربت کے
زمیں کروٹ بدلنے ہی کو ہے گورِ غریباں کی

ملا دے چاکِ دامن کو حدوں سے پنجۂ وحشت
بڑھا دے اور تھوڑی حد مرے چاک گریباں کی

یہ بدلی کس مریضِ شامِ غم نے آخری کروٹ
زمیں ہے زلزلے میں جلوہ گاہِ نازِ جاناں کی

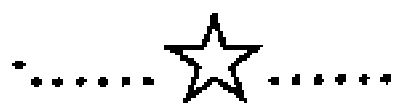
جہاں کل غنچہ و گل تھے وہاں اب خاک اڑتی ہے
حقیقت بیں نگاہوں میں یہ ہستی ہے بیاباں کی

یہ اقلیمِ محبت ہے یہاں کے مرنے والوں کو
کفن کیسا زمیں ملتی نہیں گورِ غریباں کی

اسے رہنے دے اپنے حال پر اللہ حافظ ہے
نہ کر تدبیر درماں چارہ گر بیمارِ ہجراں کی

اٹھا دے جلوہ گاہِ معرفت کا آخری پردہ
کہ نادیدہ تجلی ہے ابھی اک شمعِ عرفاں کی

تصدق ساقی کوثر کا بیدمؔ کو پلا ساقی
مدینہ کی، نجف کی، کربلا کی اور خراساں کی



رہیں گی بعد میرے بھی یونہی رسوائیاں میری
میں چپ ہوں گا تو پھر دنیا کہے گی داستاں میری

نہ کچھ قصہ ہے میرا اور نہ کوئی داستاں میری
کہوں کیا سامنے آنکھوں کے ہیں بربادیاں میری

جو سننا ہے تو سن لو آ کے مجھ سے مہرباں میری
کہے گا بعد میرے کون تم سے داستاں میری

وہ ہچکی جو بنی تھی آ کے مرگِ ناگہاں میری
اسی ہچکی میں ساری عمر کی تھی داستاں میری

وہ بربادِ تمنا ہوں وہ ناکامِ محبت ہوں
اجل کو ڈھونڈتی ہے تھک کے سعی رایگاں میری

سنا جس جس نے وہ اپنی ہی رودادِ الم سمجھا
زمانہ بھر کا افسانہ تھا گویا داستاں میری

مرا دل یوسفِ گم گشتہ کی صورت نہیں ملتا
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں کارواں در کارواں میری

وہی میرے لیے ساحل ہے دریائے محبت کا
جہاں پر ڈوب جائے کشتیِ عمرِ رواں میری

مدد کر اب مدد کا وقت ہے اے پاسِ رسوائی
کہ دل سے گھٹ کے لب تک آئی جاتی ہے فغاں میری

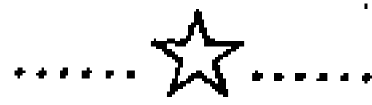
ہوئے جاتے ہیں پنہاں قافلے والے نگاہوں سے
دوہائی ہے دوہائی اے غبارِ کارواں میری

بوقتِ نزع جب زنداں میں آئیں ہچکیاں مجھ کو
تو میں سمجھا کہ کاٹی جا رہی ہیں بیڑیاں میری

دمِ آخر بھی اس درجہ مجھے پاسِ نشیمن ہے
کہ گردن پر چھری ہے آنکھ سوئے آشیاں میری

درِ وارثؒ سے بیدمؔ سر کا اٹھنا غیر ممکن ہے
ازل سے ہے جبینِ شوق وقفِ آستاں میری

میں کہہ بھی دوں تو بیدمؔ کیا نتیجہ میرے کہنے سے
وہ سن بھی لیں تو کیا سمجھیں گے سن کر داستاں میری



منکشف تجھ پہ اگر اپنی حقیقت ہو جائے
خود پرستی ترے مذہب میں عبادت ہو جائے

بے خودیٔ عشق میں گر خضرِ طریقت ہو جائے
حق تو یہ ہے غمِ کونینؔ سے فرصت ہو جائے

یوں نہ چلیے کہ ہو پامال دلوں کی دنیا
کہیں برپا نہ زمانے میں قیامت ہو جائے

عوضِ گل اگر اس کوچہ کی ہو خاک نصیب
حاصلِ گورِ غریباں مری تربت ہو جائے

میرے دم تک ہی یہ اسبابِ پریشانی ہیں
موت آئے تو غمِ زیست سے فرصت ہو جائے

کیسا بربادی کا خوف اور غمِ رسوائی کیا
سب سر آنکھوں پہ اگر تیری بدولت ہو جائے

آپ جب چاہیں اٹھا دیں رخِ روشن سے نقاب
آپ جب چاہیں قیامت ہو قیامت ہو جائے

اس کو عشرت کی تمنا ہے نہ عسرت کا ملال
خوگرِ رنج و الم جس کی طبیعت ہو جائے

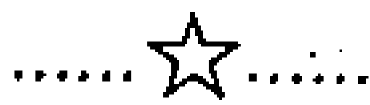
جان دے کر بھی رہائی نہیں ممکن اس کی
دل کے ہاتھوں جو گرفتارِ محبت ہو جائے

کھل کے یوں گریہ نہ کر دیدۂ دیدار طلب
دیکھ افشا نہ کہیں رازِ محبت ہو جائے

وہ جھٹکتے ہیں تو جھٹکیں مگر اے دستِ طلب
ان کا دامن نہ چھٹے چاہے قیامت ہو جائے

گر رخِ شاہدِ معنی سے نقاب اٹھ جائے
سارا عالم ابھی آئینۂ حیرت ہو جائے

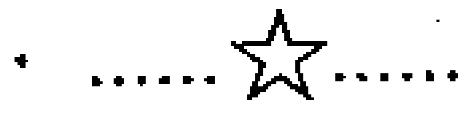
ذرّہ خورشید ہو قطرہ بنے دریا بیدمؔ
جس پہ سرکارِ مدینہؐ کی عنایت ہو جائے



زہے نصیب تری خاکِ آستاں ہوں میں
خدا کا شکر کہ کیا چیز ہوں کہاں ہوں میں

سنے گا کون زمانے میں داستاں میری
زمانہ مجھ سے زمانے سے سرگراں ہوں میں

کمالِ ضبط یہی ہے مآلِ عشق یہی
کہ ہے دہن میں زباں پھر بھی بے زباں ہوں میں
صدا یہ خاکِ نشیمن سے میرے آتی ہے
جو فصلِ گل میں جلا ہے وہ آشیاں ہوں میں
مدام پردۂ شعر و سخن میں اے بیدم
حدیثِ عشق و محبت کا ترجماں ہوں میں



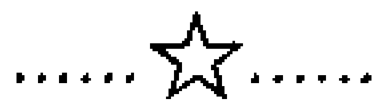
سجدہ اسی کا سجدہ ہو سر وہی سرفراز ہو
یار کے پائے ناز پر جس کی ادا نماز ہو
چشمِ ادا شناس گر پردہ کشائے راز ہو
آئینۂ خدا نما رنگِ رخِ مجاز ہو
کیسا حجابِ ما و من آرزوئے لقا سنبھل
حسنِ نظر نواز ہے چشمِ نظارہ ساز ہو
روئے حقیقتِ جمال نورِ نظر نہ بن سکے
حسنِ مجاز اگر نہ تو غازۂ امتیاز ہو

مرنا ہے مقصد و مراد جینا وبالِ جان ہے
تیغِ ادا و نازِ یار تُو ہی گلو نواز ہو

نبضیں جواب دے گئیں توڑ رہا ہے دم کوئی
اپنے مریضِ ہجر سے تو تُو نہ بے نیاز ہو

در سے ترے کوئی گدا خالی کبھی نہیں پھرا
میری طرف بھی اے کریم دستِ کرم دراز ہو

بیدمؔ خستہ چھوڑ بھی فکرِ مآلِ کارِ عشق
یار کا ہو چکا تو پھر آپ سے بے نیاز ہو



قفس کی تیلیوں سے لے کے شاخِ آشیاں تک ہے
مری دنیا یہاں سے ہے مری دنیا وہاں تک ہے

زمیں سے آسماں تک آسمان سے لامکاں تک ہے
خدا جانے ہمارے عشق کی دنیا کہاں تک ہے

خدا جانے کہاں سے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

کوئی مر کر تو دیکھے امتحاں گاہِ محبت میں
کہ زیرِ خنجرِ قاتل حیاتِ جاوداں تک ہے

نیاز و ناز کی روداد حسن و عشق کا قصہ
یہ جو کچھ بھی ہے سب ان کی ہماری داستاں تک ہے

قفس میں بھی وہی خوابِ پریشاں دیکھتا ہوں میں
کہ جیسے بجلیوں کی رَو فلک سے آشیاں تک ہے

خیالِ یار نے تو آتے ہی گم کر دیا مجھ کو
یہی ہے ابتدا تو انتہا اس کی کہاں تک ہے

جوانی اور پھر ان کی جوانی اے معاذ اللہ
مرا دل کیا تہ و بالا نظامِ دو جہاں تک ہے

ہم اتنا بھی نہ سمجھے عقل کھوئی دل گنوا بیٹھے
کہ حسن و عشق کی دنیا کہاں سے ہے کہاں تک ہے

وہ سر اور غیر کے در پر جھکے توبہ معاذ اللہ
کہ جس سر کی رسائی تیرے سنگِ آستاں تک ہے

یہ کس کی لاش بے گور و کفن پامال ہوتی ہے
زمیں جنبش میں ہے برہم نظامِ آسماں تک ہے

جدھر دیکھو ادھر بکھرے ہیں تنکے آشیانے کے
مری بربادیوں کا سلسلہ یارب کہاں تک ہے

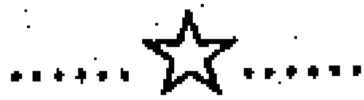
نہ میری سخت جانی پھر نہ ان کی تیغ کا دم خم
میں اس کے امتحان تک ہوں وہ میرے امتحاں تک ہے

زمیں سے آسماں تک ایک سناٹے کا عالم ہے
نہیں معلوم میرے دل کی ویرانی کہاں تک ہے

ستم گر تجھ سے امیدِ کرم ہوگی جنہیں ہوگی
ہمیں تو دیکھنا یہ تھا کہ تو ظالم کہاں تک ہے

نہیں اہلِ زمیں پر منحصر ماتم شہیدوں کا
قبائے نیلگوں پہنے فضائے آسمان تک ہے

سنا ہے صوفیوں سے ہم نے اکثر خانقاہوں میں
کہ یہ رنگیں بیانی بیدم رنگیں بیاں تک ہے



بے پردہ زلف بدوش کوئی جب عرصۂ حشر میں آئے گا
ہم کیا خورشید قیامت بھی منہ تکتا ہوا رہ جائے گا

تو بھولا بھالا ہے اے دل بے طرح ستایا جائے گا
ان شوخ حسینوں سے مل کر واللہ بہت پچھتائے گا

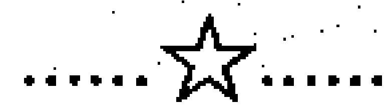
اک عمر کا ساتھی چھوٹا ہے مدت کا سہارا ٹوٹا ہے
دل ٹھہرتے ٹھہرے گا صبر آتے آتے آئے گا

لو دیکھ چکے بس جاؤ تم بیمار کی نبضیں چھوٹ گئیں
اب حال جو ہونے والا ہے وہ تم سے نہ دیکھا جائے گا

بے کار یہ رونا دھونا ہے اب رونے سے کیا ہونا ہے
جو ہونے کو تھا وہ ہو ہی چکا جو ہونا ہے ہو جائے گا

سن کر شبِ غم کا افسانہ وہ چاہتے ہیں کچھ فرمانا
ان کی بھی سنے گا دیوانے یا اپنی ہی کہتا جائے گا

بیدمؔ نہ یہ راز حقیقت ہے بیدمؔ نہ وہ اصل حقیقت ہے
جو تیری سمجھ میں آیا ہے جو تیری سمجھ میں آئے گا



کلامِ پوربی بھاشا

برہا بروگ

سینو کیہو موری بپت کہانی
پیو کے کھوج میں آپ ہرانی

پیو کارن ہم یہ گت کیہنی
لوک لاج ساری تج دیہنی

سب سب جگ چھاند پیا کا دھایوں
کرم ہیں آس تیہوں نہ پایوں

دو بھر کٹے مونہ سانجھ سویرا
اک پیتم بن دکھ ہے گھیرا

سکھ کی نیند سوئے سنسارا
وارث بن میں گنت ہوں تارا

بن بن پھروں پیا کے کارن
کہاں اس بھاگ جو پاؤں ساجن

جو سن پاؤں اکاس میں چھائے
اُڑ ہیروں میں پنکھ لگائے

بنوں میں پاتال میں ہیروں
مرگ بنوں اور بن بن ٹیروں

تینو کہوں ان کا سن پاؤں
کعبہ کاشی پراگ منجھاؤں

جب لگ تن میں چلت ہے سانسا
تب لگ ملن کی لگی ہے آسا

مو برہن کے رکت کہاں رہیو
روم روم انسو ابن بھیو

بارے جو بن بھئے مورے مائی
گیو سنگھار پیار کے ساتھی

نا گجرا نا سیس بندولیا
مانگ سیندور نا گلے میں ہملیا

بن پیا دھند لگے دن راتی
جس کر گھر لاگے بن باتی

مچھری کس تلپھوں بن پیو
نکست ناہیں نلج بھیو جیو

کہہ سے کہوں کہ چھتیاں پھاٹیں
کہہ سے کہوں کٹیں نا راتیں

ایسی بدھک گھڑی بھیو چالا
ہمکا کر گئے دیس نکالا

برسے میگھ برکھا کو سماں ہے
پر ان بوندن بھینٹ کہاں ہے

دھرتی پھٹے میں تہ ماں سماؤں
گرے اکاس کہ میں دب جاؤں

بکھ بھرپور کھائے جیو کھوئی
ڈوب مروں کبھوں اس من ہوئی

اب جیون مونھ مرن دکھا دے
جیوبن پیو کس دھیرج لا دے

جُگ بیتے سوامی نہیں آئے
کب لوں کولُو جیکا سمجھائے

کب لو بھور بہو بدیسی پیارے
بات نکوں میں سانجھ سکارے

جیونکسے جب پپیہا بولے
سن سن نام جیا مورا ہولے

کت ہیروں تونہہ مرلی والے
کت ہیروں مورے ہریالے

کت ہیروں تونہہ علیؓ کے پیارے
فاطمہؓ بی بی کے راج دلارے

کت ہیروں کہہ کی پیاں لاگوں
آمل مونھ میں جگ کا تیاگوں

آ مِل مورے جگ کے گوسیاں
منتی کروں توری لیوں بلیاں

آ مل کاری کا مروالے
سیس او گھرلٹ گھونگریالے
آ مل اے دیوہ کے بسیا
آ مل اے مورے کرشن کنھیا

آ مل اے جگ کے سرتاجا
آ مل مورے گریب نواجا
تم بچھڑن کو کلیس ہے بھاری
یہی کارن بھئی سب سے نیاری

آ پیارے تورے بل بل جاؤں
آ تورے چرنن سیس نواؤں
پلکن سے توری راہ بہاروں
دھر کے نین کا روپ نہاروں

چال کو چال نہ مور پریکھو
آپن جان مونھ دِس دیکھو
کرپا سے موری اور نہارو
دنیا ناتھ پر بھوتو نہ بسارو

منتی کروں توری دیوں دوہیا
سن لے موری مورے لاج رکھیا
بیچ منجدھار چلے پوروَیا
تمھرے بنا موری ڈوبت نیا

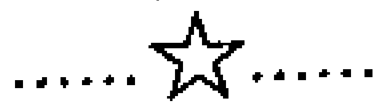
بوڑت ہوں میں لپک ہی آؤ
ہمری بیر جن بیر لگاؤ
لیو پوری بھئی بات تمہاری
کہت ہوں تم جیتے میں ہاری

دین دیال دیا اب کیجئے
سگری بتھا موری ہر لیجے
رکھ لیو اپنے بکھار کی ماتا
ہے سوامی وارث جگ داتا

کہوں بٹھن کوٹھور نہ پاؤں
تمھرو دوار چھوڑ کت جاؤں
کوکر جان کے مونھ نیھاؤ
دوار سے اپنے جن دھرگاؤ

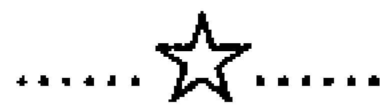
بیدمؔ تمھرے بل بل جائے
جو لوں جیئے تھرے گن گاوے

تم سدھ لیو تو ہے نستارا
پھر کہاں ٹھور جو تم ہی بسارا
کرپا ندھان کریب نواجاپت کے راکھن ہار
وارث پیو جگ تارن ہارے موری اور نہار



اب آن پڑی ہے موری منجدھار میں نیّا
دیوے کے بسیّا
بپتا میں پھنسی ہوں توری دیتی ہوں دوہیّا
دیوے کے بسیّا
جیسی ہوں تمہاری ہوں بری ہوں کہ بھلی ہوں
ٹکڑوں کی پلی ہوں
اب لاج رکھ مورے لاج رکھیّا
دیوے کے بسیّا

گوکر ہوں توری دہریا پہ پڑی ہوں
بپتا میں گھری ہوں
ہاہا موری سدھ لیو موری بانھ گہیّا
دیوے کے بسیّا
سپنے ہی میں آ جاؤ کبھو مورے گسیاں
لاگوں تورے پیاں
ہر لیو موری سدھ لیو موری بانھ گہیّا
دیوے کے بسیّا
سپنے ہی میں آ جاؤ کبھو مورے گیساں
جاؤں تورے واری
اے کرشن کنھیا مورے مرلی کے بجیّا
دیوے کے بسیّا



اج موتین سہرا گوندھاؤں گی
ہریالے بنے لاڈلے بنے

نگر کی سات سہاگن مل کے
گھر گھر الکھ جگاؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

بہنا بلائے اگنوں بیٹھوں
سبھ گھڑی لگن دھراؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

گھیو چندن توری پوجیوں دھریا
پانچو پیر مناؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

سر سہرا مکھ مکنا سجھوں
پاٹن منڈھا چھواؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

بغدادی موتیا چمکیلے
شاہِ رزاق سے لاؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

خواجگاں کی بگیا کے پھلوا
خواجہ قطب سے منگاؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

پنجتن پاک کے راج دلارے
اپنے وارثؔ کو دولہا بناؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

قربان علی کو دے ہوں مبارک
جو مانگوں سو ہی پاؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤں گی

سولھو سنگھار میں کر کے بیدمؔ
اپنے بنے کو رجھاؤں گی
اج موتین سہرا گوندھاؤن گی

......☆......

میرے وارثؔ جگ اوجیالے تم پہ لاکھوں سلام

دیوہ نگر استھان بنایو
سارے ہند کو بھاگ جگایو
برم روپ سنمکھ دکھلایو
تم ہو مدینے والے تم پہ لاکھوں سلام
میرے وارثؔ جگ اوجیالے تم پہ لاکھوں سلام

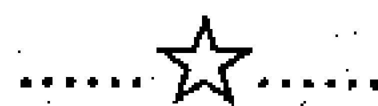
نیّا بھنور میں آن پھنسی ہے
جھک جھورن سے بُوڑ چلی ہے
تم سے گوسیّاں آس لگی ہے
تم بن کون سنبھالے تم پہ لاکھوں سلام
میرے وارثؔ جگ اوجیالے تم پہ لاکھوں سلام

تم اللہ نبیؐ کے پیارے
مولا علیؓ کے راج دولارے
فاطمہؓ بی بی کی آنکھ کے تارے

سب کے نام اوچھالے تم پہ لاکھوں سلام
میرے وارثؔ جگ اوجیالے تم پہ لاکھوں سلام

تمہرے دوآر نوبت نت باجے
تمہرے داس راجے مہاراجے
مکھ موتین کو سہرا ساجے
دولہا ہو ہریالے تم پہ لاکھوں سلام
میرے وارثؔ جگ اوجیالے تم پہ لاکھوں سلام

بیدمؔ تج کے اپنی نگریا
آن پڑو ہے تمہری دھریا
تمہرے ہاتھ ہے لاج سنوریا
وارثؔ دیوے والے تم پہ لاکھوں سلام
میرے وارثؔ جگ اوجیالے تم پہ لاکھوں سلام



خواجگاں کے جھرمٹ میں اک وارثؔ چھیل چھبیلا ہو
دھن دھن بھاگ ہیں ان کے سکھی ری جن کے اس ساجنوا ہو

وارثؔ درش کو انکھیاں ترسیں نین سے رکت میہا برسیں
ہُولس ہُولس موری رتیاں بیتیں روئے روئے کاٹوں دنوا ہو

پیہر پیتامبر برن پہ سوہے دیکھ دیکھ جاگو جگ سوہے
سیس او گھرلٹ گھونگھریالے وہی وہی سجنا ہمرا ہو

پنجتنؑ پاک کے راج دولارے قربان علیؓ کے پوت پیارے
اپنے داس بیدمؔ کے سہارے دُودُ جگ کے پالنوا ہو

......☆......

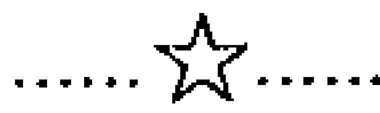
ہولی

گنج شکرؒ کے لال نظام الدینؒ چشت نگر میں پھاگ رچایو
خواجہ معین الدینؒ اور قطب الدینؒ پریم کے رنگ کی رینی چڑھایو

سیس مکٹ ہاتھن پچکاری موری آنگن ہولی کھیلن آیو
پیر نظام الدینؒ چتر کھلاڑی پھیاں پکڑ میرو گھونگھٹا اٹھایو

دھن دھن بھاگ اُن کے موری سجنی جن ایسو سندر پریتم پایو
کھیلو رے چشتیو ہولی کھیلو خواجہ نظامؒ کے بھیس میں آیو

لپک جھپک اور آنِ اچانک رنگ ڈارو اور مدھوا پلایو
اپنے رنگیلے کے بیدمؔ واری جن موہے لال گلال بنایو



دادرہ

لاگی نجر بھرپور نظام الدینؒ
کر گئی چکنا چُور نظام الدینؒ

لاگی نجر بھرپور نظام الدینؒ

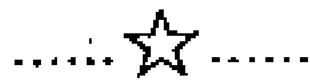
تاج ولایت سر پر سوہے
مکھڑے پہ نور جھور نظام الدینؒ

لاگی نجر بھرپور نظام الدینؒ

اندھری اپاہج کس کر پہنچے
تمہری اٹریا ہے دور نظام الدینؒ

لاگی نجر بھرپور نظام الدینؒ

بانھ گہے کی لاج تمہیں کو
ہے سرکار ہجور نظام الدینؒ
لاگی نجر بھرپور نظام الدینؒ
تمہری دہریا آن پڑی ہے
بیدم نرگن کور نظام الدینؒ
لاگی نجر بھرپور نظام الدینؒ



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَ عَلٰی اٰلِ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَ جَمَالِہٖ

شجرۂ وارثیہ نسب نامۂ عالیہ

سلام سرورِ دیں ہاشمی و مطلبی
حضور سیدِ عالم محمدؐ عربی
سلام حضرتِ مولا علیؓ و شیرِ خدا
سلام مادرِ حسنین فاطمہؓ زہرا

سلام بے کس و مظلوم سید الشہدا
حسینؓ صابر و شاکر شہیدِ کرب و بلا

سلام دفترِ دینِ رسولؐ کے ناظم
امام باقرؓ و جعفرؓ و موسیٰ کاظمؓ

سلام عترتِ زہرا و سیدِ سندی
امام قاسمِ حمزہؓ، علی رضاؓ، مہدیؓ

سلام سید جعفر و بو محمدؐ پاک
علی عسکریؓ بوالقاسمؓ مہِ افلاک

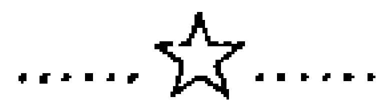
سلام سید محروقؓ و سید اشرفؓ
امیرِ کشورِ دیں یادگارِ شاہِ نجف

سلام سیدِ سادات شاہ عزالدینؓ
جنابِ حضرتِ مخدومِ دین اعلیٰ الدینؓ

سلام حضرت مخدوم سید عبدالآدؓ
حضور سید واحدؓ عمر جناںؓ آباد

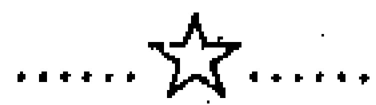
سلام سیدِ زین العبادؓ و قطب زماں
فروغ بزم سیادت امامِ اہلِ زماں

سلام شاہِ عمر نورؒ ہادی و رہبر
جناب سید عبدالاحدؒ گدا پرور
سلام سید احمدؒ و شاہ کرم اللہؒ
جناب میر سلامت علیؒ شہِ ذیجاہ
سلامِ سید قربان علیؒ شہِ ذیشان
بہارِ گلشن کونین و فخر کون و مکاں
سلام مرشد کونین و ہادیِ دوراں
حضور حاجی وارث علی امامِ زماں



مقطع فقیر مصنف

سلام بیدمؔ خستہ قبول ہو جائے
اثر بیاں میں طفیلِ رسولؐ ہو جائے



شجرۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ وارثیہ

الٰہی سرورِ عالم شہِ ابرار کا صدقہ
شہنشاہِ مدینہ احمدِ مختار کا صدقہ

الٰہی میری ہر مشکل کو آسانی عطا فرما
علیؓ مشکل کشا و حیدرِ کرار کا صدقہ

الٰہی راہِ تسلیم و رضا کی خاک کر مجھ کو
حسینؓ ابن علی سرچشمۂ اسرار کا صدقہ

دوائے دردِ فرقت مانگتا ہوں ہاتھ پھیلائے
عطا فرما الٰہی عابدؓ بیمار کا صدقہ

الٰہی باقرؒ و جعفرؒ کی دے خیرات تُو مجھ کو
امامِ کاظمؒ و موسیٰ رضاؒ سردار کا صدقہ

تصدق خواجۂ معروف کرخیؒ سر سقطیؒ کا
جنیدؒ و شبلیؒ عبدالواحدؒ ابرار کا صدقہ

طفیلِ حضرتِ بوالفرح طرطوسیؒ مجھے دینا
علی و بوالحسنؒ مست مے اسرار کا صدقہ

الٰہی بوسعید پیر پیراں شیخ لاثانی
مہِ برج طریقت مطلعِ انوار کا صدقہ

محی الدین شیخ عبدالقادرؒ شاہ جیلانی
جناب غوث کے گلگونۂ رخسار کا صدقہ

شہنشاہِ طریقت عبدالرزاقؒ گدا پرور
شہِ سید محمد سرور سردار کا صدقہ

الٰہی سید احمدؒ اور شہ سید علیؒ عارف
جنابِ شاہ موسیٰؒ قادری سرکار کا صدقہ

شہِ سید حسن اور شیخ ابوالعباسؒ کی خاطر
بہاؤالدین قسیمِ بادۂ اسرار کا صدقہ

برائے خواجۂ سید محمد قادری یارب
مجھے دینا جلال قادریؒ سردار کا صدقہ

شہِ میران فریدؒ بھکر ابراہیمؒ ملتانی
اور ابراہیمؒ بھکر مخزنِ انوار کا صدقہ

سراپا رحمتِ حق حضرت شاہ امانؒ اللہ
حسینؒ حق نما محوِ جمالِ یار کا صدقہ

شہِ عرش آشیاں شاہِ ہدایت منبعِ عرفاں
محبِّ حق حبیبِ احمدِ مختار کا صدقہ

جو آنکھیں دیں تو آنکھوں کو عطا کر لطفِ نظارہ
شہِ عبدالصمدؒ کے دیدۂ بیدار کا صدقہ

دیا ہے دل تو دل میں درد دے اور درد میں لذت
شہؒ رزاق کی شیرینئ گفتار کا صدقہ

گلِ بستانِ زہرا سید اسماعیل رزاقیؒ
جنابِ شاکر اللہؒ گوہرِ شہوار کا صدقہ

نجات اللہ و حضرت حاجی خادم علیؒ کامل
امیرِ لشکرِ دیں قافلہ سالار کا صدقہ

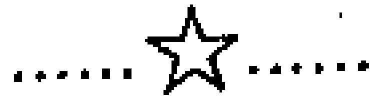
امام الاولیا ابن علیؓ لختِ دلِ زہراؑ
مرے والی مرے وارثؒ مرے سرکار کا صدقہ

گدائے عشق ہوں بھر دے مرا دامن مرادوں سے
انہیں کی چشمِ مست و گیسوئے خمدار کا صدقہ

زکوٰۃِ خوبیِ نقش و نگارِ روضۂ انور
ملے ایوانِ وارث کے در و دیوار کا صدقہ

جہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں پھرتا
اسی روضہ کے ہر زائر کا ہر زوار کا صدقہ

عطا کر اپنے بیدمؔ کو شرابِ معرفت ساقی
تصدق میکدے کا اپنے ہر مے خوار کا صدقہ



شجرۂ طیبہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ

الٰہی! مجھ کو سرکارِ رسالتؐ کی محبت دے
علی مشکل کشاؓ شاہِ ولایت کی محبت دے

الٰہی اہلِ بیتِ مصطفےٰؐ کا عشق دے مجھ کو
حسنؓ بصری و واحدؒ کنز وحدت کی محبت دے

فضیلؒ اور خواجہ ابراہیم ادہم کا فدائی کر
سدیدالدینؒ خذیفہؒ غوث ملت کی محبت دے

امین الدینؒ ہبیرہ شیخ بصری عارفِ کامل
جناب فیض بخشؒ وکانِ شفقت کی محبت دے

خدیو چشتیاں خواجہ ابواسحاقؒ کا صدقہ
ابی احمدؒ ولی خضرِ ہدایت کی محبت دے

طفیلِ خواجۂ ناصر محمدؒ صاحبِ نصرت
ابو یوسفؒ نسیم باغ وحدت کی محبت دے

الٰہی قطب دیںؒ مودود یوسف کے تصدق میں
مجھے تو میرے پیرانِ طریقت کی محبت دے

شریف زندنی و خواجۂ عثمانؒ ہارونی
امام و رہبر شرع و طریقت کی محبت دے

امام چشتیاں خواجہ معین الدینؒ اجمیری
ولیٔ ہند سلطانِ طریقت کی محبت دے

بنا دیوانہ مجھ کو قطب دیںؒ بختار کاکی کا
حواس و ہوش لے لے اور حضرت کی محبت دے

فرید الدینؒ گنج شکری کا ذوق دے مجھ کو
نظام الحق نظامؒ الدین و ملت کی محبت دے

نصیر الدین چراغؒ دہلوی سے لَو لگا میری
کمال الدینؒ سراج الدینؒ کی سیرت کی محبت دے

علیم الدینؒ اور محمودؒ راجن کا تعلق دے
جمال اللہ کے نورِ بصیرت کی محبت دے

شہ محمودؒ اور خواجہ محمدؒ خواجہ یحییٰ
کلیم اللہ خورشید حقیقت کی محبت دے

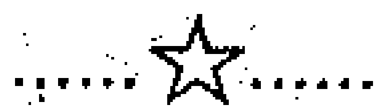
نظام الدینؒ فخر الدینؒ قطب الدینؒ جمال الدینؒ
عبادؒ اللہ کے انداز طاعت کی محبت دے

مجھے شیدا بنا شاہِ بلندؒ رامپوری کا
شہِ خادم علیؒ مہر سیادت کی محبت دے

نبیؐ کے لال اور مولا علیؓ کے لاڈلے وارثؒ
بہارِ گلشنِ خاتون جنت کی محبت دے

دوائے دردِ دل دے درد مندانِ محبت کو
دلِ بیدمؔ کو یارب دردِ الفت کی محبت دے

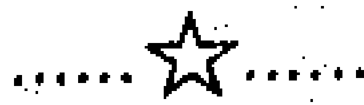
آمین یارب العالمین



قطعاتِ تاریخ

قطعہ تاریخ جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل جانشین امیر مینائی

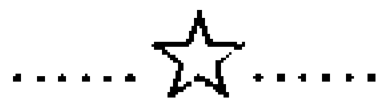
دیوانِ پربہار کے ہر تازہ شعر میں
معنیِ آبدار کی اک کائنات ہے
اس جانفزا کلام کی تاریخ لکھ جلیلؔ
بیدمؔ کا یہ سخن نہیں آبِ حیات ہے



قطعہ تاریخ ترتیب از ناخدائے سخن نوح ناروی
جانشین حضرت داغ دہلوی

نوع دیوان شام بیدمؔ کا
آنے والا ہے جلد پیش نگاہ
سال ترتیب عیسوی میں لکھو
شاہ کارِ دماغِ بیدمؔ شاہ

(۱۹۳۴ء)

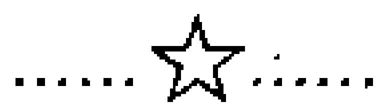


قطعہ تاریخ از سر آمد شعرائے پنجاب
پیرزادہ حکیم غلام قادر شاہ قادری اثر جالندھری

بیدمؔ بحق لسانِ طریقت بعالم است
صوفیِ صافی است و سخن سنجِ حق پرست
شستہ بآبِ زمزم و کوثر زبان اوست
زان دلپذیر اہل حقیقت بیانِ اوست

دیوانِ خویش را جو بفرمود مشتہر
منت نہاد بر ہمہ شعرائے نکتہ ور
مخمورِ ذوق از کلماتش جہان شدہ
ہر اہلِ شوق مشتری اوبجان شدہ
تاریخ طبع عیسوی اوچو خواستم
زد ساغرِ حقیقت بیدم اثر رقم

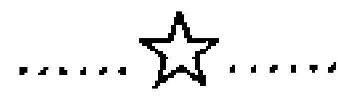
(۱۹۳۵ء)



دادرا النعتیہ

ہانکے چھیلا مدینے والے
مودے چندا جگت او جیالے
بن کے چھیلا مدینے والے
اے عرب کے کرشن کنہیا
اے پھلوں سیج سوویا
تنی اوٹھکے بسریا بجا لے
بن کے چھیلا مدینے والے
میں کرم ہیں دکھ پائی
ات پاپن برباستائی
موئے تم بن کون سنبھالے
بن کے چھیلا مدینے والے
اب ہند رہا نہیں جاوے
مورا رہ رہ جیا گھبراوے
سوامی اپنی نگریا بولا لے
بن کے چھیلا مدینے والے

اے سب کی ٹیر سنیا
میں ہوں دیت ہو تمہری دوہیا
موری بگڑی بات بنا لے
بن کے چھیلا مدینے والے
اے دین بند جگ داتا
تمہیں سمرت ہوں دن راتا
سیاں بیدؔم کو بن ہالے
بن کے چھیلا مدینے والے



دادرادیگر

مدنی چھیلا مورے مہا راجا
مورے مہارا جاجگت سرتا جا
اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی
انہیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی
مگر کسی سے نہ کی تھی جو میرے ساتھ میں کی

دروں سینہء من زخم بے نشان زوئی

بحیر تم کہ عجب تیر بیکمان زوئی

ہاہا پیا میکا درس دکھا جا

مدنی چھیلا مورے مہا راجہ

حریم خاص کے پردوں کو تھام کر بیدم

عجیب درد سے کرتا ہے نالۂ پر غم

فغان یہ ہے کہ حبیبی و سید عالم

کجا روم بکہ گویم بگوچہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرون جان زوئی

من موہن مورے جیا میں سما جا

مدنی چھیلا مورے مہا راجہ

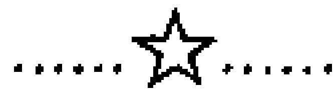
......☆......

دیگر

سنیو موری مہاراج نجف کے والی

سنیو موری مہاراج

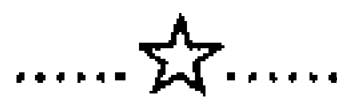
تمرے ہی ہاتھ بکانی سیاں
تمرے ہاتھ موری لاج نجف کے والی
سنیو موری مہاراج
نبیؐ کے میت حسنینؓ کے بابا
ولین کے سرتاج نجف کے والی
سنیو موری مہاراج
میں آ وہیں بھکارن سوامی
تم ہو غریب نواج نجف کے والی
مولا علی بیدمؔ وِس دیکھو
سدھر جائیں سب کاج نجف کے والی



غزل بھاشا

اب تمرے سرن میں آن پری یا عبد القادر جیلانی
موری بگڑی تمہارے بنائے بنی یا عبدالقادر جیلانی
تورے درس بنا مورے پیارے پیا پلٹ ہے جیا پہاٹ ٹے ہسیا

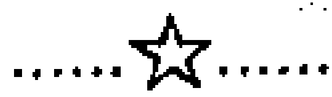
کو بکت ہوں بس دن کویل سی یا عبدالقادر جیلانی
بھیٹے کو موئے ٹھور نہیں تورے دوار کلور اور انہیں
کو بکت ہوں تمہاری دہریا کی یا عبدالقادر جیلانی
تمہیں سے پرسن سہاگ مردو تم آن ملو جگے سہاگ مرد
نت تمرے ملن کی ہے آس لگی یا عبدالقادر جیلانی
بھک چہا دیو تمری بھکارن ہوں میں پرچا ہوں تم راجن ہو
ات دانی ہو اور مہادھنی یا عبدالقادر جیلانی
کھرے مورے کیس سیندر چھوٹی بندیاں ٹوٹی چریاں چواتیں
تم بن جو بنا کی بہار گئی یا عبدالقادر جیلانی
سدہ بیدم کی مہاراج رہے موری بانہہ گہے کی لاج رہے
کہلاوت ہوں چیری تمری یا عبدالقادر جیلانی



بھجن

تورے دوار پرے جگ بیت گئے موری آس نہ توڑو گریب نواج
تورے دوار پرے

یا خواجہ معین میرں کے میر پیرن کے پیرولئین کے تاج
تورے دوار پرے
تم نبی و علی جی کے پیارے عثمان کی آنکھوں کے تارے
تورے دوار پرے
جگ تارن ہو جگ پالن ہو جگ داتا ہو تمہیں جگ کو راج
تورے دوار پرے
میرے اوگن پہ نہ نگاہ کرو تم اپنے کیے کو نباہ کرو
تورے دوار پرے
میں تمہاری ہوں اب تو بھلی و بری مہاراج تمہیں میری چِتّے لاج
تورے دوار پرے
تورے درس بھکارن آئی ہوں موے دیو بھیک مورے ان داتا
تورے دوار پرے
متی پھیر کرو بیدمؔ کی پیر تنی دیکھ لیو بن جائیں کاج
تورے دوار پرے



بھجن دیگر

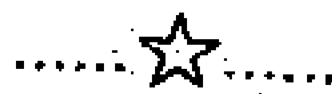
مہاراج غریب نواج سرن تورے آن پری ہے
مہا راج غریب نواج

خواجہ عثمان کے چھیل معین الدین
تمکا لاج مری سری تورے آن پری
مہا راج غریب نواج

کیسر رنگ تیرو جہالر ابھراوان
پہلوں چھاؤں نگری سرن تورے آن پری
مہا راج غریب نواج

تم تو راجا جگت سر تاجا
ہم چیری ٹھری سرن تورے آن پری
مہا راج غریب نواج

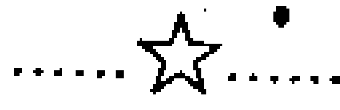
تمری داس کہا کے بیدم
کا کو جوہا گری سرن تورے آن پری
مہا راج غریب نواج



ہولی

سکھی برج میں گھمسان پرو ہے
پھاگ کھلن گئے ہیں بنواری
سکھی برج میں گھمسان پرو ہے
نا دیکھیں پیا اپنو پرایو
گرد لگائیں ماریں پچکاری
باراجوری کرمو پہ ابراؤ ار گئے
منکی چلیا بھگوئے ڈاری ساری
سکھی برج میں گھمسان پرو ہے
جا کو چاہیں کان اک پل میں
نین ملائے کریں متواری
جائے دیکھو وہی جھومت آوے
کا بیری اور کاہتکاری
سکھی برج میں گھمسان پرو ہے
چھین لیو پہچان گئے ہم
تم ہی ہو وارثؒ بانکے بھاری

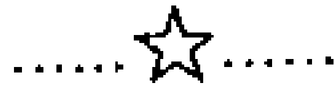
بیدم کی پت لے کہاں جیہو
جانے نہ دونگی میں تم کا کھلاری
سکھی برج میں گھمسان پرو ہے



ہولی

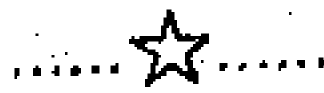
سکھی اب تو ہم پھیر جائی
بس کے میکو اپن بیس گنوائی
ہولی کھیلت سوامی سنگ اپنے
پریم کے رنگ میں چونریا رنگائی
جو جو گجری بتہا میکا میں
ایکو ایک پیا کا سنائی
سکھی اب تو ہم پھیر جائی
نسدن پیا کی کرب ہم سیوا
نت اٹھ چرنن سیس نوائی
کہو تو بس ہیں ای ہیں سانورے

کہو تو ہوئی ہے ہمارسنائی
سکھی اب تو ہم پھیر جائی
سب رنگ کھیلیں۔ اپنے پیاسنگ
بیدمؔ انسوں رکت بھائی
جار جار ہلکا سب تاپیں
ہم اپنو ہی نگ جرائی
سکھی اب تو ہم پھیر جائی



ٹھمری

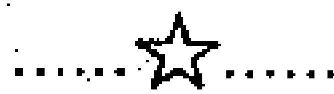
پیا مورے بسر گئے سکھ چین
جادو کیو تورے نین
پیار مورے بسر گئے سکھ چین
ات گئی برہا بروگ نے بیدمؔ
ڈوب مرب جیو دین
پیار مورے بسر گئے سکھ چین



دادرا

کاہے مرورو موری بیان ہٹیلے سیان

کاہے مرورو موری بیاں
لاج رہے چاہے جائے پیہروا
چھورب ناتوری چیّان
ہٹیلے سیّاں
کاہے مرورو موری بیاں
ہمکا نہ چھیڑو راہ لیو اپنی
منتی کروں لاگوں پیّاں
ہٹیلے سیّاں
کاہے مرورو موری بیاں
تمکا چھوڑ بیدم کہاں جائے
وا کے تو تم ہی گوسیّاں
ہٹیلے سیّاں
کاہے مرورو موری بیاں

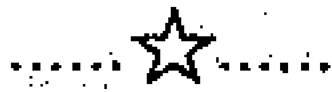


گاگر

سادہو ساد ہوگا گر سد بھاری
چلت ڈگر لچکے پنہاری
سادہو ساد ہو گا گر سر بھاری
مدہ کی بھری گاگر نہ سمری
سادہ سادہ میں تو پیا ہاری
سادہو ساد ہو گا گر سر بھاری
بن مدہ پے بورائی جات ہون
جو دیکھے جانے متواری
سادہو ساد ہو گا گر سر بھاری
تمری ساد ہے سد ہی اب گاگر
ناہیں تو جات ہے لاج ہماری
سادہو ساد ہو گا گر سر بھاری
خواجہ وارث چاہیں تو بیدم
سگرے خواجن کی نینوں میں دلاری
سادہو ساد ہو گا گر سر بھاری

بھجن

کوئی ہم سے پوچھے پریت کی ریت
کوئی ہم سے پوچھے
بیری ہوت یا میں اپنوہی میت
کوئی ہم سے پوچھے
دین دھرم تن من دھن جوبن
جو بارے یامن اوم کی جیت
کوئی ہم سے پوچھے
بھوئیں سو کبھے کہتی ہریادے
ہم گھائیں اور باڑھے پریت
کوئی ہم سے پوچھے
اپنے ہوئیں پرائے بیدم
اس نر کہیں جیسے چھپیہ نہ چیت
کوئی ہم سے پوچھے



بھجن

میں بوری دو سرکا جانی
بارے ہی سے تورے ہاتھ بکانی
میں بوری

الست بربکم کی دھن سن کے
جھومت چال چلوں مستانی
میں بوری دوسر کا جانی

تم ہیں احد اور تم ہیں احمد
تم ہیں علی داتا مہادانی
میں بوری دوسر کا جانی

تم ہیں حسن حسین کہائے
تم ہیں غوث محبوب سبحانی
میں بوری دوسر کا جانی

انا بشر تم ہی سے سنن ہم
تم ہیں کہن کا اعظم شانی
میں بوری دوسر کا جانی

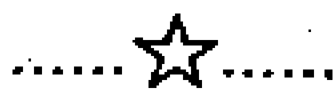
تم ہیں خواجہ معین کہائے
تم ہی نظام مخدوم جہانی
میں بوری دوسر کا جانی

تم ہیں کا بہیک سا دھن کا سو ہے
تم ہیں پہ چھا جے تاج سلطانی
میں بوری دوسر کا جانی

اپرم پارلیلا توری وارث
کہاں لگ کو وتورے برن بگانی
میں بوری دوسر کا جانی

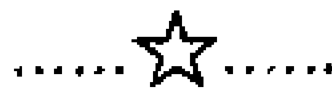
گورکی سیواپاپ بتا دے
کا ملنا توری مت بورانی
میں بوری دوسر کا جانی

وہی ست گوروہی چیلا بیدم
وہی مورکھ وہی چتر گیانی
میں بوری دوسر کا جانی



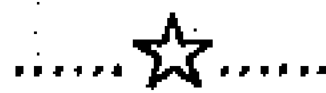
چیت

سونی لاگے رہے ہمری ناگریا ہو رامان
ارے سونی لاگے رے
پیا بیدمؔ سوتن بس بھئی میں
پھلوں مہکے رہے ہمری سیجر یا وارمان
سونی لاگے رہے ہمری ناگریا ہو رامان



چیت دیگر

تمہارے کارن رے تلپے جیر وہو رامان
تمہرے کارن رے
سنگ کی سہیلی سب بیرن بھین رے
کاٹے کہاوے رے نسدن نیر واہو کارن



ارمغان بیدم

عذرِ مصنف

معزز ناظرین! میں اپنی اس کوتاہ قسمتی سے بے حد محجوب ہوں کہ عرصہ سے میں نے اپنے گلستان سخن سے پھول چن کر کوئی گلدستہ تیار نہیں کیا جو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتا اور آپ کی محفل میں اس کی رنگ و بو سے ایک دلکش سماں پیدا ہوتا۔

حضرات! خدانخواستہ میں نے اس باغ کی گل چینی چھوڑی نہیں۔ میں ان روح افزا پھولوں کی رنگ و بو کا بدستور دلدادہ ہوں۔ گل و بلبل کے فسانہ کا قلب پر گہرا اثر محسوس کرتا ہوں۔ حسن و عشق کی کرشمہ سازیوں پر ضرورت سے زیادہ مٹا ہوا ہوں۔ مگر کیا کروں کہ میری مختلف بیماریوں کا تسلسل جو دل و دماغ پر اپنا پورا اثر کیے ہوئے ہے، سلسلہ زلف دراز کی طرح ختم ہی ہونے کو نہیں آتا کہ میری تمنا پوری ہوتی اور میں اب تک متعدد گلدستے آپ کی محفل میں پیش کر چکا ہوتا۔

مدت کے بعد آج ایک مرجھائے ہوئے پھولوں کا گلدستہ پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ آپ ان میں پہلی سی تازگی اپنائیں گے، نہ وہ خوشبو محسوس فرمائیں گے۔ لیکن میری محبت واخلاص کی بو اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہے گی۔ یہ مانا کہ اس کی موجودگی پژمردگی تو ہرگز اس قابل نہیں کہ آپ اسے خوشنما پھولوں کا گلدستہ تصور فرما کر رونق محفل بنائیں مگر میری پریشانیوں کا مجموعہ سمجھ کر تو ضرور ہی قدر فرمایئے۔ اگر امراض نے مہلت دی اور زندگی باقی ہے تو اس کی تلافی کی کوشش کرونگا اور پھر حسب دلخواہ آپ کی خدمت میں ڈالی پیش کروں گا ورنہ یہ آخری یادگاری تحفہ جگر پارہ المعروف بہ ارمغانِ بیدمؔ ہے جب کبھی سامنے آئے مجھے دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیے گا۔ آئندہ جو مرضی۔

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میرؔ
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

والسلام

معذرت نگار

فقیر بیدم وارثی اٹاوی

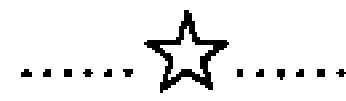
نہ مسجود ملائک حضرت آدم کبھی ہوتے
اگر پیشانی میں ہوتا نہ ان کے نور احمدؐ کا

کلیم اللہ سے پوچھو کہ آخر غش ہوئے کس پر
جمال الٰہی تھا وہ کہ جلوہ تھا محمدؐ کا

طلب کرتی ہے آزادی طواف روضہ کی خاطر
ذرا دیکھے تو کوئی حوصلہ روح مقید کا

تمنائیں دل افسردہ کی دل ہی میں رہتی ہیں
شکار دام مجبوری ہے ہر ارمان مقید کا

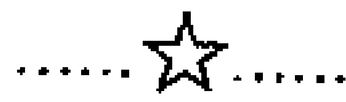
سفر طیبہ کا اور اس درجہ ضعف و ناتوانی پر
خدا حافظ ہے اے بیدمؔ تمہارے شوق بے حد کا



میکدے تیرے تری مسجد صنم خانہ ترا
یار ہر گھر ترا ہر گھر میں کاشانہ ترا
یہ بھی اک اعجاز ہے اے پیر میخانہ ترا

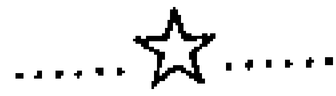
بزم میں بے پاؤں کے چلتا ہے پیمانہ ترا
ہم بلا نوشوں کی ہمت کو تو اے ساقی نہ پوچھ
نشہ میں سر پر اٹھا لیتے ہیں میخانہ ترا
بے خبر ہونے پہ بھی ہے سارے عالم کی خبر
زاہد ہشیار سے اچھا ہے مستانہ ترا
یہ ملے قسمت ہے تو اس کے سوا کیا چاہیے
تو ہو ساقی میکدہ ہو اور مستانہ ترا
ساقیا جاری رہے یوں ہی سبیل مے کشی
تا ابد یونہی رہے آباد میخانہ ترا
تجھ کو سودائے محبت مول لے کس کی مجال
سنتے ہیں ہم جان و دل ہوتا ہے بیعانہ ترا
ہم مسافر ہیں تو منہ تکتا ہے کیا پیرِ مغاں
بس چلے تو دل میں رکھ لے جائیں میخانہ ترا
جس کو دیکھا تجھ پہ مرنے کے لیے تیار ہے
میں ہی کیا اے شمع و عالم ہے پروانہ ترا
پہلے بیدمؔ کی طرح کوئی گریبان چاک ہو

شوق سے پھر جلوہ دیکھے بے حجابانہ ترا



تم شاہِ ولایت ہو امیر دوسرا ہو
مولا ہو مرے قوم نصیری کے خدا ہو
شادابیِ گلزارِ و عالم ہے تمہیں سے
تم پرتو آئینہ لـــولاک لـــمـــا ہو
جب احمدؐ بے میم کہیں لحمک لحمی
پھر کون کہے تم کو کہ تم کون ہو کیا ہو
محتاج کو خالی در اقدس سے نہ پھیرو
ملجائے غریبان ہو ملا ذالفقر ہو
ہے زیر نگیں مملکت صبر و توکل
تم بادشاہ کشور تسلیم و رضا ہو
ہاں راکب دوش نبوی کون ہے، تم ہو
تم حیدرؓ کرار ہو تو تم شیرا خدا ہو
اللہ کا جو گھر ہے وہ مولد ہے تمہارا

ہمنام خدا کے بھی علی نام خدا ہو
کیا لطف ہو پی پی کے لب چشمۂ کوثر
ہر مست کہے ساقیٔ کوثر کا بھلا ہو
اے شاہ نجف شبر و شبیر کا صدقہ
مجھ تشنۂ دیدار کو اک جام عطا ہو
تم چارۂ عالم ہو جو بے چارہ ہے بیدمؔ
محتاج ہے یہ تم تو امیر الامرا ہو



اے بادشاہ لافتا اے تاجدار ہل اتیٰ
مولا علی مرتضیٰ حیدر وصی مصطفےؐ
دے کر شراب معرفت متوالا کر دیجیے مجھے
آل عبا کا واسطہ صدقہ رسولؐ اللہ کا
آوارہ و گمراہ ہوں ناکارہ ہوں بیکار ہوں
گو آپ کے لائق نہیں مشہور ہوں پر آپ کا
نابینا بینا ہو گیا بینا کو سوجھی دور کی

آنکھوں میں جس کے پڑ گئی اڑ کر تمہاری خاک پا
بیدمؔ تمہارا مبتلا ہے سخت مشکل میں پھنسا
مولا علی مولا علی مشکل کشا مشکل کشا

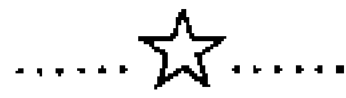
......☆......

بنتی نہیں بنائے حالت مری بُری ہے
وقت مدد ہے مولا اب جی پہ آبنی ہے
کوئی نہ ساتھ آیا سب نے ہی منہ چھپایا
غربت میں میری ساتھی اک ہے تو بے کسی ہے
میں کس کی دوں دہائی تیرے سوا الٰہی
سب نے بجھا دیا دل اب تجھ سے لو لگی ہے
مشکل میں کیسا رونا کچھ بھی نہیں ہے ہونا
مشکل کشا علی ہے مشکل کشا علی ہے
عالم کا بار اٹھا لیں تو اپنی کہہ رہا ہے
ان بازوؤں میں بیدمؔ زور یداللٰہی ہے

......☆......

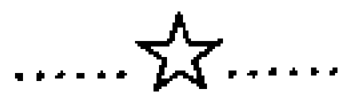
ہوا ہے اور نہ ہو گا تم سا شاہ بحرو بر پیدا
جو تم کو دیکھنا چاہے کرے پہلے نظر پیدا
مبارک ہو ہوئے ہم گمرہوں کے راہبر پیدا
امیر عرش وکرسی تاجدار بحرو بر پیدا
بنے گا جو شمار دانہ تسبیح امامت میں
ہوا نخل ابو طالب سے وہ تازہ ثمر پیدا
مریضان معاصی کو شفا کیونکر نہ ہو جاتی
دوائے درد عصیاں ہو چکی تھی پیشتر پیدا
ظہور حضرت حسنینؓ عالم میں روشن ہے
ہوئے برج اسد اللہ سے شمس و قمر پیدا
بہا کر میرے آنسو کربلا تک لے ہی پہنچیں گے
کئے جاؤں میں نالے ہو ہی جائیگا اثر پیدا
مزین ہو گئی دکان تسلیم و رضا جن سے
ہوئے کان ابو طالب میں وہ لعل و گہر پیدا
زمین کربلا بیدمؔ بسی ہے جس کے پہلو سے

ہوا باغ نبی میں وہ نہال بارور پیدا

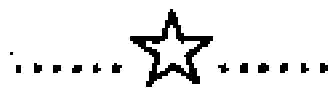


گلبن باغ نبی سرور ریاض حیدری
غوث اعظم قطب عالم مالک بحرو بری
سیدو سلطاں فقیر و خواجہ مخدوم غریب
بادشاہ دو جہاں مسند نشیں برتری
قرۃ العینین زہرا راحت جانِ حسین
اخترِ برجِ حسن مہر سپہر حیدری
ظلِ ذات لم یزل آئینۂ حسن ازل
مظہرِ شانِ خدا عکسِ رخ پیغمبری
سخت مشکل میں ہوں اے مشکل کشا کے لاڈلے
لیجئے میری خبر از راہِ بندہ پروری
صرف انسانوں ہی پر جاری نہیں فرمان ترا
تابعِ فرمان ہیں سب حورو ملک جن و پری
بن گیا بغداد ہی بیدمؔ تجلی گاہ طور

شانِ عبدیت میں جب قادر نے کی جلوہ گری



محی الدینؒ سلطان السلاطین غوث صمدانی
شہنشاہِ ولایت قبلۂ دینی و ایمانی
گل باغِ حسن چشم و چراغِ فاطمہؓ زہرا
علی کے لاڈے پیارے رسولؐ اللہ کے جانی
مریضِ درد واندوہ و الم کی بھی خبر لیجیے
مسیحِ جان بیماراں طبیب درد روحانی
مجھے آسان سے آسان بھی ہر کام مشکل ہے
تمہیں آسان ہے، ہر طرح میری مشکل آسانی
ہوئیں سب مشکلیں آسان بگڑی بن گئی بیدمؔ
کہا جب شئی للہ یا محی الدین جیلانی



فانی ذات پیمبرؐ حضرتِ پیرانِ پیر

ہو بہو تصویرِ حیدرؓ حضرتِ پیران پیر

اپنے بیمارِ محبت کا مداوا کیجئے

اے طبیبِ قلبِ مضطر حضرت پیرانِ پیر

میں بھی اک زلہ ربائے خوانِ لطفِ عام ہوں

ہو نگاہِ مہر مجھ پر حضرت پیرانِ پیر

آپ کے در کا گدا کہلا کے کیوں دردر پھروں

آفتابِ ذرہ پرور حضرتِ پیرانِ پیر

اپنے بیدمؔ کے دل مردہ کو زندہ کیجئے

اے نسیمِ روح پرور حضرت پیرانِ پیر

جی گیا میں دیکھ کر جلوہ ترا پیراں پیر

واہ وا صلے علیٰ صد مرحبا پیرانِ پیر

سخت مشکل میں تمہارا بندۂ درگاہ ہے

از پے مشکل کشا مشکل کشا پیرانِ پیر

خالی جاؤں گا جو اِس در سے تو پاؤں گا کہاں

ہے یہاں قسمت کا میری فیصلہ پیرانِ پیر

گردشِ ایام نے تو پیس ہی ڈالا مجھے

تیرا ہوں اب تو مری بگڑی بنا پیرانِ پیر
خالی کیوں جائے ترے دربار عالی جاہ سے
بیدمؔ خستہ ترا مدحت سرا پیرانِ پیر

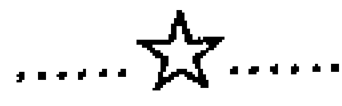
......☆......

حد سے گزری جاتی ہے تکلیفِ روحانی مری
سن ہی لیجئے اب تو یا محبوبِ سبحانی مری
شی للہ یا محی الدینؒ مدد کا وقت ہے
بڑھتی جاتی ہے مرے مولا پریشانی مری
کیا غرض کوئی کسی کی کس لئے سننے لگا
تم ہی جب سنتے نہیں یا غوثِ صمدانی مری
ورطہ طوفانِ غم میں غرق ہونے کو ہوں میں
لیجئے اب تو خبر اے قطبِ ربانی مری
دولتِ الفقر فخری سے ہوں مالا مال میں
یہ فقیری ہی ہے بیدمؔ عین سلطانی مری

......☆......

بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز
سنو مِری مرے مشکل کشا غریب نواز
تمہارے دامنِ عالی نے ہاتھ آتے ہی
بڑھا دیا ہے مرا حوصلہ غریب نواز
معین دین و عطاے رسولؐ والی ہند
امیر و خواجۂ گلگوں قبا غریب نواز
کہا سگ پھرے در در کی ٹھوکریں کھانا
تمہارے در کا تمہارا گدا غریب نواز
سنی ہے آپ کی بندہ نوازیوں کی دھوم
کبھی ادھر بھی نگاہِ عطا غریب نواز
تمہارا ہوں میں تمہی سے ہی التجا میری
تمہارے ہوتے کہوں کس سے یا غریب نواز
لحد میں روزِ قیامت میں دین و دنیا میں
تمہارے نام کا ہے آسرا غریب نواز
تمہارے در کی گدائی ہے آبرو میری

تمہاری دید مرا مدعا غریب نواز
ضیائے مجلس عرفان نگارِ عالم قدس
فضائے گلشنِ انی انا غریب نواز
کچھ اپنے بیدمؔ خستہ کو بھی عطا کیجئے
سخی ہے آپ کی سرکار یا غریب نواز



ہفت آسماں ہیں فرشِ نعالِ ابوالعلا
اللہ رے اوج و جاہ و جلال ابوالعلا
لائی صبا نویدِ وصال ابوالعلا
کیا گل کھلا رہا ہے خیالِ ابوالعلا
تازہ رہے خیال جمال ابوالعلا
پھولا پھلا رہے یہ نہالِ ابوالعلا
جز یاد دوست اور کوئی مشغلہ نہیں
دل ہے ازل سے وقفِ خیالِ ابوالعلا
اب کیوں سیاہ خانہ کہوں نور خانہ کو

روشن ہے دل میں شمع جمالِ ابوالعلا
از ماہ تاب ماہی کسی پر چھپا نہیں

آئینہ ہے جہان پہ حال ابوالعلا
اس جستجو میں چاک گریبان ہیں سینکڑوں

لیکن کھلا نہ پردۂ حالِ ابوالعلا
کوئی سما سکا نہ سمائے نگاہ میں

آنکھوں میں بس رہا ہے جمالِ ابوالعلا
اسلام و کفر دونوں کو دل سے بھلا چکے

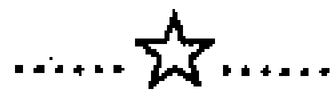
بس اب تو ہم ہیں اور خیالِ ابوالعلا
آئینہ بہار بنا ہوں تو کیا عجب

پیشِ نظر ہے حسن و جمالِ ابوالعلا
ہر ذرہ خاک در کا یہاں رشک ماہ ہے

تاباں ہے آفتابِ کمال ابوالعلا
یہ عالمِ مثال ہے لیکن کبھی ملک

لایا نہ لا سکے گا مثالِ ابوالعلا
دیکھی نہ ہو تو دیکھ لو شانِ محمدیؐ

ملتے ہوئے ہیں سب خطرو خال ابوالعلا
اس آستان پہ آتے ہی سب مل گیا ہمیں
کرتے ہیں اب خدا سے سوال ابوالعلا
جب دیکھیے یہاں ترو تازہ ہے نخل فیض
ہے کیا سدا بہار نہال ابوالعلا
بلبل چمن میں بھول گئی نغمۂ بہار
یاد آ گیا جو حسنِ مقالِ ابوالعلا
ہاں المدد کہ کشتیٔ دل ڈوبنے کو ہے
زور آزما ہو دستِ کمالِ ابوالعلا
ہیں آج تک جریدۂ عالم پہ یادگار
مقبول و حق پسند خصالِ ابوالعلا
بیدمؔ اگر ہو چشمِ حقیقت تو ایک ہے
ہو حسنِ وارثیؒ کہ جمالِ ابوالعلا



شمع ایوانِ رسالت وارثؒ

رونقِ بزمِ ولایت وارثؒ
ہادی و خضرِ طریقت وارثؒ

مشعلِ راہِ حقیقت وارثؒ
روضۂ پاک ترا بقعۂ نور

فرش پر عرش کی صورت وارثؒ
گوہرِ قلزمِ اسرار نہاں

نیرِ برج حقیقت وارثؒ
نو بہارِ چمنستانِ رسولؐ

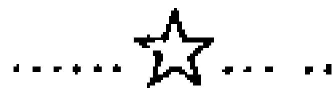
گلبنِ باغ رسالت وارثؒ
تیغ ابرو کا ادھر بھی ایک وار

دل ہے مشتاق شہادت وارثؒ
طالبِ دید تڑپ کر مر جائے

ہے یہی شرطِ محبت وارثؒ
دل کو سینے سے لگا رکھا ہے

جان کر تیری امانت وارثؒ
راحتِ جان مجھے دیدار ترا

تیرا کوچہ مِری جنت وارثؒ
برقع چہرے سے اٹھا دو للہ
دیکھ لوں چاند سی صورت وارثؒ
جانِ جاتی رہی بیدمؔ کی مگر
نہ گیا شوقِ زیارت وارث



جاں ہے فدائے وارث دل مبتلائے وارث
روزِ ازل سے آنکھیں محو لقائے وارث
عالم کی تاجداری سمجھیں کہ آج پا لی
سر دیکھ لیں جو اپنا ہم زیرِ پائے وارثؒ
کس کی مجال جائے اور کون بار پائے
سنتے ہیں، لامکاں ہے، خلوت سرئے وارثؒ
جب یاد آ گئی ہے فرقت میں تیری صورت
بے ساختہ زباں سے نکلا کہ ہائے وارثؒ
وہ وہ ہیں جن پہ بیدمؔ مفتوں ہی سارا عالم

تو ہی نہیں انوکھا کچھ مبتلائے وارث

☆

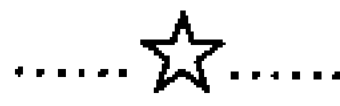
مجھے پا کر ضعیف و ناتواں سب کی بن آئی ہے
دلِ حسرت زدہ پر لشکرِ غم کی چڑھائی ہے
پھنسا ہوں سخت مشکل میں دمِ مشکل کشائی ہے
علی مرتضیٰؓ کے لاڈلے وارثؒ دہائی ہے
درِ مقصود سے کوسوں الگ ہوں وائے ناکامی
دعا بھی آج کل گویا مری تیر ہوائی ہے
مرے آقا مرے مولا مرے والی مرے وارثؒ
اٹھا دو برقع چہرے سے کہ وقتِ رونمائی ہے
پری ہو حور ہو کوئی ہو آنکھوں میں نہیں کُبتا
تمہاری پیاری صورت جیسے آنکھوں میں سمائی ہے
یہ آخر کس خطا پر آج قتلِ عام کی ٹھہری
قیامت ڈھائی جاتی ہے کہ خنجر آزمائی ہے
نہ تخت و تاج کی خواہش نہ ملک و مال کی پرواہ

مری شاہی تو بیدؔم کوئے وارثؒ کی گدائی ہے

......☆......

جس کو دیکھا یار تیرا عاشق نادیدہ ہے
مجھ پہ کیا موقوف اِک عالم ترا گردیدہ ہے
مبتلا ہے دل تو جان ناتواں گردیدہ ہے
دیدۂ دیدار جو تیرے لئے نم دیدہ ہے
اپنی ہستی کی خبر لے مردم دیدہ نہ بن
دوسروں کو دیکھتا ہے آپ سے نادیدہ ہے
دل ہی کیا وہ دل کہ جس دل میں نہ ہو الفت تری
وہ بھی کیا دیدہ جو تیری دید سے نادیدہ ہے
بے حجابی ہے کہ ہر ذرے میں ہے جلوہ گری
پھر حجاب ایسا کہ اپنے آپ سے پوشیدہ ہے
عاشق ناکام جلوے میں بھی ہے، حرماں نصیب
جس کو دیدہ سمجھا ہے اے دل وہی نادیدہ ہے
منتظر ہے آپ کے جلوے کی نرگس باغ میں

گل گریبان چاک شبنم اک طرف نم دیدہ ہے
روح سے ہر دم یہ رہتا ہے تقاضائے ظہور
اب اتارو یہ قبائے عنصری بوسیدہ ہے
دیکھ کر تجھ پشیماں ہنس کے رحمت نے کہا
کون سا وہ جرم ہے بیدمؔ جو بانجشیدہ ہے



دیدۂ دیدار جو ہر حال میں نادیدہ ہے
جس سے پوشیدہ نہیں تم ہم سے وہ پوشیدہ ہے
دیکھتا ہے سب کو لیکن سب سے خود پوشیدہ ہے
شرم سے آنکھوں کے پردوں میں وہ نوردیدہ ہے
چشم نابینا سے پردہ ہے تو کچھ بے جا نہیں
آنکھ والوں سے بھی وہ جانِ جہاں پوشیدہ ہے
بلبے تیری بے حجابی واہ رے تیری نقاب
لفظِ پوشیدہ میں معنی کی طرح پوشیدہ ہے
جس کو دیکھو ہر گھڑی پامال کرتا ہے مجھے

کیا مِری کشتِ تمنا سبزۂ روئیدہ ہے
ذرہ ذرہ ہے ترا آئینۂ حسن وجمال

تو ہی پوشیدہ نہ اب صورت تری نادیدہ ہے
جب بجز اک ذات مطلق دوسرا پیدا نہیں

کون ہے پھر غیر اور کس سے کوئی پوشیدہ ہے
ہائے وہ کہنا کسی کا بزم میں پھیلا کے ہاتھ

آ گلے مل لیں بس اتنی بات پر رنجیدہ ہے
جستجو ہے اس کی بیدمؔ دل ہے جس کی جلوہ گاہ

وہ چھپا ہے ہم سے جو آنکھوں کا نورِ دیدہ ہے

......☆......

چلا ہوں آج یہ سوغات لے کر ان کی محفل میں
جلن سینے میں، اشک آنکھوں میں، خون آرزو دل میں

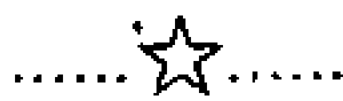
بہت کی سیر بام اب آؤ اپنی میش منزل میں
نظر پر چڑھ چکے لو اب اتر آؤ مرے دل میں

کچھا اور کھچ کے خنجر رہ گیا پھر دست قاتل میں

دیا قسمت نے دھوکا دل کی حسرت رہ گئی دل میں
نہ نکلیں گے تو کیا ارماں نہ نکلیں گے مرے دل کے
تو کیا گھٹ گھٹ کے مر جائیگی میری آرزو دل میں
دلِ مرحوم کا ماتم کروں یا روؤں اس دن کو
تمہارے چاہنے کی جب پڑی تھی ابتدا دل میں
یقیں آتا نہیں جب آپ کو میری محبت کا
تو پھر کہیے کہ دن کہہ دوں میں کیونکر آپ کے دل میں
ترے ملنے کی حسرت ہی نہیں اک جان کی دشمن
قیامت ڈھا رہی ہے جو تمنا ہے مرے دل میں
خیالِ یار کے آتے ہی یہ بے تابیاں کیسی
جو آنا تھا اسے بن کر قرار آتا مرے دل میں
شرابِ ناب شیشوں میں عطا کی سب کو ساقی نے
ہمیں بخشا ہے بھر کر خونِ حسرت ساغر دل میں
بتا اے چارہ گر میں تازہ بیمارِ محبت ہوں
خلش کیسی ہے کیوں یہ میٹھا میٹھا درد ہے دل میں
تصور میں مرے ماہ عرب تشریف فرما ہیں

خدا کا فضل ہے پھیلی ہوئی ہے چاندنی دل میں
جدا ہونے کی ٹھہرانی تو میں مرنے کی ٹھانوں گا
مجھے آباد کرنا ہے تو آ بیٹھو مرے دل میں
ہجوم آرزو ہے مجمع یاس و تمنا ہے
تمہارے جاتے ہی اترا ہے غم کا قافلہ دل میں
ہمارے دل دھڑکنے پر تمہیں ناحق تعجب ہے
وہ دل ٹھہرا نہ ٹھہرے آ کے تم ٹھہرو گے جس دل میں
الٰہی یاد مژگاں میں کہاں تک ضبط گریہ ہو
کوئی رہ رہ کے نشتر سے چبھوتا ہے مرے دل میں
ہزار آبادیوں سے پھر یہ ویرانہ غنیمت ہے
یہیں کا ہو رہا ارمان جو آیا مرے دل میں
جگر میں چٹکیاں لینے کا جب ان سے گلہ کیجئے
تو کہتے ہیں کہ ہم کو یاد کوئی کیوں کرے دل میں
ترے کھچنے سے مجھ کو خوف ہے میں اف نہ کر بیٹھوں
نہ رک اے تیغ ناز اب ضبط کی طاقت نہیں دل میں
مجھے بھی ضد ہے قاتل جان ہی دیکر ٹلوں گا میں

قسم ہے تجھ کو بھی رکھنا نہ کوئی حوصلہ دل میں
بھلا بیدم اسے پھر جام جم کی کیا ضرورت ہے
جسے سیرِ دو عالم ہو رہی ہو کاسۂ دل میں



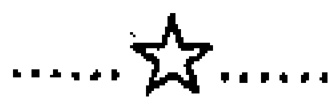
ترے تیرِ نظر آئے تو یوں آئے مرے دل میں
سمٹ کر جیسے موجیں آتی ہیں آغوش ساحل میں
نہ نکلا پھر جو انکا ناوکِ ناز آ گیا دل میں
تھکا ماندہ مسافر آ کے ٹھہرا عیش منزل میں
وہ پردے ہی میں رہتے اور مجھے دیدار ہو جاتا
اگر ہوتے مری آنکھوں کے پردے ان کی محمل میں
فلک یہ دھمکیاں اوروں کو دے ہاں کون سنتا ہے
میں سر رکھ کر ہتھیلی پر پڑا ہوں کوئے قاتل میں
وہ خنجر اور مرے دشمن کا سر یہ ہو نہیں سکتا
چلے تو میری گردن پر رہے تو دستِ قاتل میں
تعلق اس کو کہتے ہیں کہ برسوں ذبح ہونے پر

مہک پھولوں کی آتی ہی رہی خونِ عنا دل میں
شہیدوں میں ہمارے سر رہا سہرا شہادت کا
بھلی ساعت سے ہم داخل ہوئے تھے کوئے قاتل میں
تمہارے عارض تاباں کے آگے کوئی کیا ٹھہرے
ہوئی پانی پگھل کر شمع جب آئی ہے محفل میں
ہر اک تیرِ ادا کے ساتھ دل میں جان آتی ہے
خدا رکھے مسیحا کی صفت ہے میرے قاتل میں
اثر مجنوں کی بے تابی کا ناقہ پر نہ ہو جائے
کہو لیلیٰ سے اب ہوشیار ہو کر بیٹھے محمل میں
لحد میں رکھتے ہی رخصت ہوئے سب حسرت و ارمان
یہ لیجئے قافلہ لٹنے لگا پہلی ہی منزل میں
وہ خنجر تولتے ہیں اور نزاکت کہتی جاتی ہے
نصیبِ دشمناں جھٹکا نہ آئے دست قاتل میں
ٹھہر لیں قیس کی آہیں تو پھر ناقہ بڑھے لیلیٰ
کہ اس آندھی میں پردہ رہ نہیں سکتا ہے محمل میں
مجھے آساں نہیں آسان کرنا اپنی دشواری

تمہیں مشکل نہیں کچھ کام آنا میری مشکل میں
ترے دامن پہ ٹھہرا گرتا پڑتا اشک کا قطرہ
لیا دم آخر اس غربت زدے نے اپنی منزل میں
مجھے پھونکا تو اے برقِ جمالِ یار کیا پھونکا
مزا جب تھا کوئی پردہ نہ رہتا ان کی محفل میں
نہ خیرہ ہوں کہاں تک انتظارِ دید میں آنکھیں
رہے خالی ہی کاسہ کب تک آخر دستِ سائل میں
تغافل کو تمہارے کیا اسی کا خون کرنا تھا
جو برسوں ناز سے پالی گئی تھی آرزو دل میں
عجب نیندیں ہیں بیدم خفتگانِ خاک کی نیندیں
کہ کروٹ بھی نہیں لیتے یہ اپنی عیش منزل میں

یہ اثر کیا کم ہمارے جذبۂ کامل کا ہے
دیکھ جنبش میں ہر اک پردہ ترے محمل کا ہے
جان نکلنا نہیں ہے ان کا نکلنا ہے محال

تیرا ہر تیرِ نظر ارمان میرے دل کا ہے
بار اٹھ سکتا نہیں اس سے ترے انکار کا
ناتواں حد سے زیادہ دل ترے سائل کا ہے
دیکھئے کیسی بنے میرے دل مشتاق پر
ذرہ ذرہ جان لیوا کوچہٗ قاتل کا ہے
پرسش اپنوں کی نہ کچھ اغیار کا پاس و لحاظ
آج کچھ بدلا ہوا نقشہ تری محفل کا ہے
زنگ آلودہ چھری قاتل کی اور میں سخت جاں
آبرو رکھیو الٰہی سامنا مشکل کا ہے
جانشیںِ غبس ہے سر حلقہٗ اہل نیاز
کیوں نہ ہو بیدؔم مرید اک مُرشِد کامل کا ہے



دل ہی کھو بیٹھے دل لگی کیسی
تم سے بچھڑے تو زندگی کیسی
میرے مرتے ہی میری میت پر

پھوٹ کر روئی بیکسی کیسی
شغل گریہ میں سب بھلا بیٹھے
جانتے ہی نہیں ہنسی کیسی
اب تو آ ہوش میں دل بیتاب
وصل میں بھی یہ بے خودی کیسی
نزع میں پہنچتے ہیں وہ بیدم
اب طبیعت ہے آپ کی کیسی

☆

مستزاد

بگڑا ہے کچھ ایسا دلِ مضطر کا قرینا
یا شاہِ مدینہ
مرنا مرا مرنا ہے نہ جینا مرا جینا
یا شاہِ مدینہ
اب وقت مدد ہے مری امداد کو آؤ
غرقی سے بچاؤ

اندھیاری ہے رات اور بھنور میں ہے سفینا
یا شاہِ مدینہ

اب ہند میں مٹی مری برباد ہے مولا
بولو اے طیبا

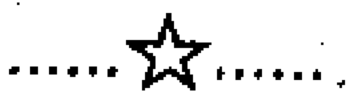
سب راحت و آرام مرا چرخ نے چھینا
یا شاہِ مدینہ

حسنینؓ کا صدقہ مجھے اک جام پلا دو
منصور بنا دو

میخانہ سلامت رہے اور ساغر و مینا
یا شاہِ مدینہ

آخر در اقدس سے رہے دور یہ کب تک
مہجوریہ کب تک

بیدمؔ ترا اک بندہ ناچیز کمینا
یا شاہِ مدینہ



پیمانِ وفاداری میزان محبت ہے
تم دل جسے سمجھے ہو دکان محبت ہے

بس دردِ محبت ہی درمانِ محبت ہے
یہ جان محبت ہے، جانان محبت ہے

تنہائے غربت سے ہمت میں نہ فرق آئے
مایوسی و محرومی سامان محبت ہے

گو خاک کیا لیکن رکھا اسی کوچے میں
اتنا تو مرے سر پر احسان محبت ہے

اٹھ درد جگر اٹھ کر سامان تواضع کر
مہمان مرے دل میں پیکان محبت ہے

منصور ہو یا مجنوں سرمد ہو کہ شبلی ہوں
ایک ایک گدا تیرا سلطان محبت ہے

ابروئے صنم ابدل محرابِ عبادت ہے
اور مصحف رخِ اس کا قرآن محبت ہے

آغوش تصور سے تم جا ہی نہیں سکتے
جب تک مرے ہاتھوں میں دامانِ محبت ہے

تاحشر تجھے اے دل اللہ رکھے قائم
اک تو ہے کہ جو مردِ میدان محبت ہے

سنتے ہیں کہ بجھتی ہے اشکوں سے لگی دل کی
پھر گریۂ محرومی باران محبت ہے

جب ان کے تغافل کی کچھ ان سے شکایت کی
فرمایا کہ ہاں یہی اک شان محبت ہے

مدت ہوئی اے زاہد بیعت کئے ساقی سے
اور بادہ پرستوں سے پیمان محبت ہے

گر ہوتا ہے کچھ اے دل خاک در جاناں ہو
سنتے ہیں کہ ایسا ہی فرمان محبت ہے

بے مانگے تپ غمِ دی اور درد جگر بخشا
بیمارِ محبت پر احسانِ محبت ہے

کہ صورت مجنوں میں کہ کسوت لیلیٰ میں
جب دیکھو نئی ہر دم اک شانِ محبت ہے

فکر معیشت کیا اور ذکرِ فراغت کیا
جب بے سروسامانی سامانِ محبت ہے

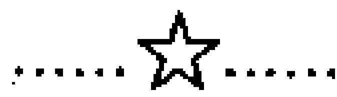
جب آنکھوں سے لوگوں کی بربادیاں دیکھی ہیں
پھر کیوں دلِ وحشی کو ارمانِ محبت ہے

ارمان ہیں قید اس میں محبوس تمنائیں
اب خانۂ دل اپنا زندانِ محبت ہے

مجبوری و محرومی مایوسی و مغمومی
مجموعۂ اِن اجزا کا دیوانِ محبت ہے

صد شکر کہ دل آیا، آیا بھی تو پھر کس پر
جو خسرو خوبان ہے خاقانِ محبت ہے

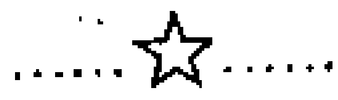
اِک تم ہو کہ جب دیکھو مغموم و پشیمان ہو
اِک وہ ہیں جنہیں بیدم ارمانِ محبت ہے



حجت ہے وفاداری برہان محبت ہے
ہم حسن پرستوں کا ایمان محبت ہے

مغمومی ہے مسروری غربت ہے وطن اپنا
مجھ بے سرو سامان کا سامان محبت ہے

کافر کہو یا مومن بندہ ہوں محبت کا
ایمان کی پوچھو تو ایمان محبت ہے
پھر کیا ہوا، دل دے کر دشوار ہوا جینا
ہم تو یہ سمجھتے تھے آسان محبت ہے
بیدمؔ مری ہستی کیا اور میری حقیقت کیا
میں قالبِ بے جان ہوں اور جانِ محبت ہے



اگر محشر کی ٹھہری ہے تو محشر ہی بپا ہوتا
مگر اِس شرط پر گر وعدۂ فردا وفا ہوتا
جو اُن کی اپنی یکتائی کا جلوہ دیکھنا ہوتا
تو ہر ذرہ کے رخ پر غازۂ انی انا ہوتا
مزا تھا جانکنی میں بھی جو یہ نقشہ کھچا ہوتا
وہ مجھ کو دیکھتے ہوئے میں ان کو دیکھتا ہوتا
نبیؐ کی تیغ ابرو سے جو میں زخمی ہوا ہوتا
تو ہر زخمِ جگر نقشِ حصولِ مدعا ہوتا

گر انسان کو انسان کا سجدہ روا ہوتا
تو وقتِ جنبہ سائی نقشِ پائے مصطفیٰ ہوتا

میں پیچھے پیچھے ہوتا آگے آگے مصطفیٰ ہوتے
قیامت میں اگر جانا مرا پیشِ خدا ہوتا

یہ مشتِ خاک گر میری مدینے تک پہنچ جاتی
بڑا احسان تیرا مجھ پہ اے بادِ صبا ہوتا

اگر عریانی ہی محشر کی قسمت میں لکھی ہوتی
تو میرے ہاتھ میں کیوں دامن آلِ عبا ہوتا

مرا کعبہ مرا قبلہ مرا مسکن مرا مدفن
جوار مصطفیٰ ہوتا دیار مصطفیٰ ہوتا

ردائے احدیث بٹتی تو احمدؐ کی قبا ہوتی
اگر سجدہ روا ہوتا تو پیش مصطفیٰ ہوتا

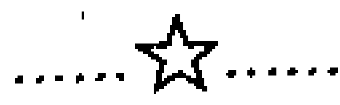
مجھے کچھ آرزو ہوتی تو تیری آرزو ہوتی
کسی کا آسرا ہوتا تو تیرا آسرا ہوتا

مقدر میں تھی رسوائی تو تیرے عشق میں ہوتی
جو مجھ کو خاک ہونا تھا تو تیری خاک پا ہوتا

مدینہ چھوڑ کر جنت کو پھر میری بلا جاتی
جو قسمت سے مرا بستر ترے در پر لگا جاتا

جدا دریا سے رہ کر قطرۂ ناچیز کہلایا
جو دریا تک پہنچ جاتا تو پھر قطرہ نہ رہا ہوتا

مرا ہونا نہ ہونا بھی کوئی ہونا نہ ہونا ہے
ہوا تو کیا ہوا بیدم نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا



نقاب رُخ اُلٹ کر تو جو خنجر آزما ہوتا
تو پھر کوچہ ترا کوچہ نہ ہوتا کربلا ہوتا

میں اپنے دیکھنے والے کو خود بھی دیکھتا ہوتا
جو ایسا دیکھنا ہوتا تو ہاں پھر دیکھنا ہوتا

نہ ہم تجھ سے جدا ہوتے نہ تو ہم سے جدا ہوتا
ہمارے دن پہلے ہوتے تو کیا ایسا ہوا ہوتا

وہ مجھ کو دیکھتے ہوتے میں ان کو دیکھتا ہوتا
تماشا میری حیرت کا عجب حیرت نما ہوتا

تمناؤں کا جھرمٹ حسرتوں کا جمگھٹا ہوتا
شہید ناز کی تربت پہ اک میلا لگا ہوتا

بجائے میرے تم مجھ پر فدا ہوتے تو کیا ہوتا
اگر ایسا ہوا ہوتا تو پھر کیسا ہوا ہوتا

تمہاری طرح کیا سارے حسین جلاد ہوتے ہیں
جو یہ ہوتا تو کیوں کوئی کسی کا مبتلا ہوتا

مرے آگے عدو بھی مدعی ہے جاں نثاری کا
جو تم خنجر بکف آتے تو اس کا فیصلہ ہوتا

حسینوں ہی کے ہاتھوں سے ہماری موت آتی تھی
نہ ہوتے تم تو کوئی جان لیوا دوسرا ہوتا

قضا مقتل میں لاتی گوندھ کر سہرا شہادت کا
عروس تیغ کے ہاتھوں سے میں دولہا بنا ہوتا

ذرا تو دیکھتے حسن وجمال یار کے جلوے
بھلا کچھ دیر تو نظارۂ موسیٰ کیا ہوا ہوتا

اسیرانِ قفس پر بھی نگاہ لطف ہو جاتی
کبھی اِس سمت بھی پھیرا نسیم جانفزا ہوتا

اگر اے ہمنشین قسمت ہی اپنی راہ پر ہوتی
تو پھر وہ مدعی کیوں میرے دل کا مدعا ہوتا

مریض عشق کا مرنا ہی بہتر تھا جدائی میں
اگر اچھا ہوا ہوتا تو کیا اچھا ہوا ہوتا

حسین ہو کر ستم پیشہ ہوا تو کیا ہوا کوئی
جو ہونا تھا تو آرزو وہ دلوں کا آسرا ہوتا

محبت کے مزے آتے اگر وہ میرے ہو جاتے
وہ میری پوچھتے مجھ سے تو پھر کیا پوچھنا ہوتا

ہجوم یاس میں ارمان نکلیں کس طرح دل سے
اگر بھیڑ چھٹ جاتی تو ہاں کچھ راستہ ہوتا

یہ آتے ہی چلا تیر نظر کیوں میرے پہلو سے
جو آیا تھا تو کچھ دل میں ٹھہر کر دم لیا ہوتا

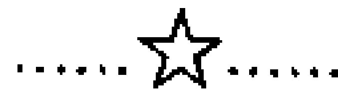
شب وعدہ جو اس کے بس میں ہوتا صبح کا ہونا
تو اس نے شام ہوتے ہی سویرا کر دیا ہوتا

یہ حسن دلنشیں یہ نازیہ انداز محبوبی
سبھی کچھ تھا جو تو پابند آئین وفا ہوتا

سنبھالو ہوش اپنے خیر گزری حضرت موسیٰ
کہیں چلمن سرک جاتی تو پھر کیسا ہوا ہوتا

یہ مست ازل ہیں ہم بلا کے پینے والے ہیں
ہمارا ایک دو ساغر میں ساقی کیا بھلا ہوتا

اگر مقصد نہ ہوتا تو عشق میں کوئی مرے دل کا
تو پھر بیدمؔ اثر خود ناز بردار دعا ہوتا



غزل فرمائشی

دیکھا انہیں کو اس دل آشفتہ حال میں
جو آئے وہم میں نہ سمائے خیال میں

اب پہروں میں اپنے آپ کو پاتا نہیں ہوں میں
کچھ ایسا گم ہوا ہوں کسی کے خیال میں

کہہ کہہ کے اپنے ابروئے خمدار کی مثال
تم اور چار چاند لگا دو ہلال میں

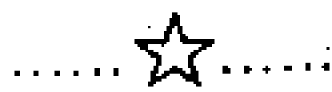
رلوا رہی ہے ان کو مری مرگ ناگہاں

ڈوبا ہوا ہوں میں عرق انفعال میں
دیر و حرم بھی چھوڑ دو جو ایسی ہی شرم ہے
چھپ جاؤ آ کے پردۂ چشم خیال میں
یکساں رہا بہار وخزاں ہمیں ہمارا حال
کمبل میں جیسے تھے رہے ویسے ہی شال میں
بیدمؔ تم آفتابِ وفا ہو خدا گواہ
ناقص ہے جس کو شک ہے تمہارے کمال میں



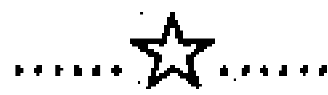
مریضِ غم کو کسی طرح سے شفا دینا
دوا نہیں نہ سہی زہر ہی پلا دینا
دو آتشہ مرے ساقی مجھے پلا دینا
جلا کے دل مرے دل کی لگی بڑھا دینا
جو وقتِ قتل مرے شوق میں کمی دیکھو
تو مسکرا کے مرا حوصلہ بڑھا دینا
پیامبر مرے دردِ فراق کی حالت

سنے سنے نہ سنے وہ مگر سنا دینا
تم ایک بار مری مان لو پھر اس کے بعد
جو کچھ کہوں تو زبان کو قلم کرا دینا
تمہارے ہوتے طبیبوں کا کون لے احسان
تمہیں نے درد دیا ہے تمہیں دوا دینا
سبق پڑھا ہے یہی مکتب محبت میں
کسی کی یاد رہے اور سب بھلا دینا
پسِ فنا کسی پردہ نشین کی آمد ہے
ہماری شمع لحد کو صبا بجھا دینا
یہی ہے کام ازل سے ترے نگوں کا
بنا بنا کے نئی صورتیں ہٹا دینا
شب فراق کسی کے خیال کا بیدمؔ
جگر میں چٹکیاں لے لے کے گدگدا دینا



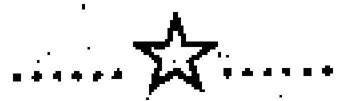
جستجو کرتے ہی کرتے کھو گیا

ان کو جب پایا تو خود گم ہو گیا
کیا خبر یارانِ رفتہ کی ہے
پھر نہ آیا اس گلی میں جو گیا
جب اٹھایا اس نے اپنی بزم سے
بخت جاگے پاؤں میرا سو گیا
مجھ کو ہے کھوئے ہوئے دل کی تلاش
اور وہ کہتے ہیں کہ جانے دو گیا
خیر ہے کیوں اس قدر بیتاب ہیں
حضرتِ دل آپ کو کیا ہو گیا
وہ مری بالیں سے آ کر پھر گئے
جاگ کر میرا مقدر سو گیا
آج پھر بیدؔم کی حالت غیر ہے
مے کشو لینا ذرا دیکھو گیا



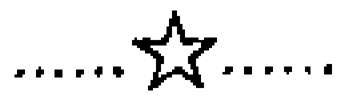
دیدۂ نرگس سے پوچھے کوئی حیرانی مری

کہہ رہے ہیں گیسوئے جاناں پریشانی مری
کنج مرقد ہی سہی گر گوشۂ خاطر نہیں
کردے آباد اب کہیں اے خانہ ویرانی مری
ہمنشیں درد جدائی سے خدا آگاہ ہے
کیا سمجھ سکتا ہے تو تکلیفِ روحانی مری
یا الٰہی کیا ملا ہے ان کو زلفوں کا خیال
کم نہیں ہوتی کسی صورت پریشانی مری
ظاہر آزادی میں مضمر ہیں مری پابندیاں
لاکھ پردوں کا ہے پردہ ایک عریانی مری
ہم کو دل بے آزمائے کیوں دیا کہتے ہیں وہ
اب بجز اس کے کہوں میں کیا، کہ نادانی مری
بھیکے اشکوں نے مرا اعمال نامہ دھو دیا
کام آئی حشر میں بیدمؔ پشیمانی مری



آنکھوں نے راز کھولے بھکی زبان ہماری

لے ڈوبیں ہم کو آخر بیتابیاں ہماری
محفل میں دیکھ کر چپ وہ چپ نہ ہم کو سمجھیں
خلوت میں چل کے دیکھیں بیباکیاں ہماری
کیا خاک کج ادائی کی ہو وہاں شکایت
جب سید ہی باتیں ٹھہریں گستاخیاں ہماری
ملنے ہی دیں نہ مرنے جینے کا ذکر کیا ہے
کیا پوچھتے ہو ہم سے مجبوریاں ہماری
مر مٹنے پر بھی بیدمؔ پامالِ غم رہے ہم
شاید نہ ختم ہوں گی بربادیاں ہماری



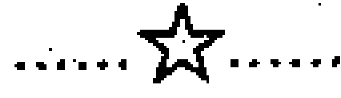
مل گئے جب تو فرق ہی کیا تھا
دریا قطرہ تھا قطرہ دریا تھا
ہوش میں آ گئے جنابِ کلیم
پوچھ لو اب کہ جلوہ کیسا تھا
حالِ منصور ودار کیا کہیے

حد سے بڑھنے کا یہ نتیجہ تھا
آپ جو چاہیں مجھ کو کہلا دیں
ورنہ دشمن کا حوصلہ کیا تھا

کون محبہ مست کا تھا روزِ الست
ایک ساقی ترا بھروسا تھا

خوب کھل کر لہو پیا میرا
خنجرِ ناز کب سے پیاسا تھا

وہ ہی بیدمؔ تھا آپ پہچانے
چپکا بیٹھا جو منہ کو تکتا تھا

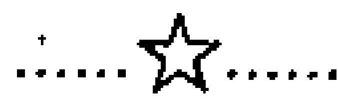


کچھ خیر تو ہے آپ کدھر دیکھ رہے ہیں
دشمن ہے ادھر آپ ادھر دیکھ رہے ہیں

وہ تکتے ہیں اغیار کو اور ان کی طرف ہم
دیکھا نہیں جاتا ہے مگر دیکھ رہے ہیں

سچ ہے کہ برے وقت نہیں کوئی کسی کا

لب خشک ہوں اور دیدۂ تر دیکھ رہے ہیں
آئے ہیں ستانے وہ عیادت کے بہانے
نشتر سے مرے زخم جگر دیکھ رہے ہیں
جب پچھلے پہر آنے کا وعدہ ہے تو بیدم
کیوں شام سے ہم جانب در دیکھ رہے ہیں



حسرتِ دل بھی نکل آئی ترے تیر کے ساتھ
کیسی وابستہ دعا تھی مری تاثیر کے ساتھ
دل کی کچھ بھی نہ چلی زلف گرہ گیر کے ساتھ
جکڑے ہوں ہاتھ تو کیا زور ہو زنجیر کے ساتھ
اس پہ بخت کی راتوں کو کوئی کیا پوچھے
روز جو صبح کرے نالۂ شب گیر کے ساتھ
میرے مٹتے ہی مرے دل پہ مصیبت آئی
اس کی تقدیر بھی پھوٹی مری تقدیر کے ساتھ
تپش دل کی حقیقت تو انہیں لکھتا ہوں

ڈر ہے جل جائے نہ نامہ کہیں تحریر کے ساتھ

خانہ آبادی دل کی نہ پڑی حیف بناء
مرمٹا میں بھی اسی حسرتِ تعمیر کے ساتھ

جب نہ تب خانۂ دل ہی میں جگہ دیتا ہوں
مجھ کو کس درجہ محبت ہے، ترے تیر کے ساتھ

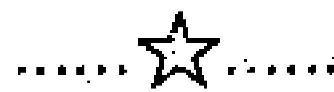
ہو گا جو چاہے گا تو، تو نے جو چاہا سو ہوا
تیری مرضی ہے یدِ کاتبِ تقدیر کے ساتھ

وصل میں ان کی اداؤں نے مری جان ہی لی
آہ آیا جو نظر خواب تو تعبیر کے ساتھ

مرتے مرتے ہی گلے ہی سے لگائے رکھا
کیسی الفت تھی مجھے آپ کی شمشیر کے ساتھ

پڑ گئی جنبشِ ابرو میں نظر بھی ہم پر
وار قاتل نے کیا تیر کا شمشیر کے ساتھ

بے سبب میرے ستانے پہ تلا رہتا ہے
ضد ہے بیدمؔ اسے مجھ عاشقِ دلگیر کے ساتھ



جام کی صورت چلے اور چل کے محفل میں رہے
واہ کیا چلنا چلے پہلی ہی منزل میں رہے

اتنی دوری بھی تو عاشق کو ہی بعدالمشرقین
ساربان مجنوں ہو لیلیٰ اپنی محمل میں رہے

سینے میں چبھ کر نہ نکلے پھر کسی کے تیرِ ناز
آرزو بن کر مرے دل کی مرے دل میں رہے

اے مصور کھینچنا تصویرِ مقتل اس طرح
سر بکف میں اور خنجر دستِ قاتل میں رہے

منہ سے کچھ کہیے گا تو سن لیجئے گا صاف صاف
غیر کو جو کچھ سمجھ رکھا ہے بس دل میں رہے

انتظارِ دید میں کب تک نہ پھوٹے چشمِ شوق
خالی کاسہ کب تک آخر دست سائل میں رہے

یار کی نازک مزاجی نے نہ دم لینے دیا
وصل کی شب بھی تو بیدمؔ سخت مشکل میں رہے



اتنا تو اثر آج دکھائیں مرے نالے
خود آئیں منانے کو مرے روٹھنے والے

رُکتے ہی نہیں ساقی کی ست آنکھوں کے پیالے
ممکن ہی نہیں آج کوئی ہوش میں آئے

ملتے ہی نظر جان کے پڑ جائیں گے لالے
اب دیکھیں تو کس طرح کوئی دل کو بچالے

وہ تیرِ نظر آیا چلے غمزوں کے بھالے
اب جان بچائے کہ کوئی دل کو سنبھالے

آئے بھی تو کب آئے ہو اے رشکِ مسیحا
جب لینے لگا آپ کا بیمار سنبھالے

جس طرح مجھے روز نکلواتے ہو گھر سے
یوں ہی کبھی ارمان مرے دل کے نکالے

اب تم سے علاجِ دل مجروح نہ ہو گا
کرو مرے عبسی مرے قاتل کے حوالے

وہ کہتے ہیں دم نکلے پر اف منہ سے نہ نکلے

بیتابی یہ کہتی ہے کہئے جایئے نالے
ہاں وحشتِ دل پھر میں بیاباں کو چلوں گا

اچھے بھی تو ہو جائیں مرے تلووں کے چھالے
وہ آنکھیں ہیں جن آنکھوں میں ہو حسرتِ دیدار

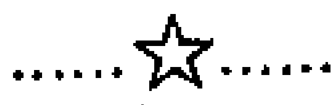
وہ دل ہے جو دل دردِ محبت کا مزا لے
ظالم کہیں تلووں سے نہ ملنا مرے دل کو

ارمان اسی میں ہیں مرے نازوں کی پالے
یہ خار نہیں پھول ہیں صحرائے طلب میں

چن لے انہیں آنکھوں سے کلیجے سے لگا لے
ہر وقت کی بیداد تو اچھی نہیں ہوتی

اک بار مجھے جتنا ستانا ہو ستا لے
اِک حضرتِ وارث کے سِوا دونوں جہاں میں

ہے کون جو بگڑی ہوئی بیدمؔ کی بنا لے



اللہ رے فیض ایک جہاں مستفید ہے

ہر مست میرے پیرِ مغاں کا مرید ہے
واعظ عبث یہ ذکر عذابِ شدید ہے

اِک توبہ قفل رحمتِ حق کی کلید ہے
وحشت نے ہم کو جامۂ خاکی پہنا دیا

اے عقل اب یہ کاہے کی قطع و برید ہے
اے رہروانِ جادۂ الفت بڑھے چلو

یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ منزل بعید ہے
کوثر سے کیوں نہ تیز بتاؤں شرابِ عشق

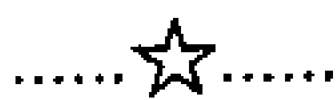
میخانۂ ازل کی یہ پہلی کشید ہے
کیونکر نہ قربِ حق کی طرف دل مرا کھچے

گردن اسیرِ حلقۂ حبل الورید ہے
اب جامِ جم کی مجھ کو ضرورت نہیں رہی

وہ دل ملا ہے جس میں دو عالم کی دید ہے
واللیل ہے کہ زلفِ معتبر حضور کی

یہ روئے پاک ہے کہ کلامِ مجید ہے
ہلکی سی اِک خراش ہی قاصد کے حلق پر

یہ خط جوابِ خط ہے کہ خط کی رسید ہے
خنجر بکف وہ کہتے ہیں اب آئے سامنے
کس کو خیال وصل ہے ارمان دید ہے
مجھ خستہ دل کی عید کا کیا پوچھنا حضور
جن کے گلے سے آپ ملے ان کی عید ہے
تو دیکھے اور بندے پہ تیرے عذاب ہو
یارب یہ تیری شانِ کرم سے بعید ہے
شیشے کا معتقد ہے ارادت ہے، جام سے
کس پیرِ مے فروش کا بیدمؔ مرید ہے



کعبے کو کون جائے کہ منزل بعید ہے
دل ہی مرا حریمِ جنان آفرید ہے
اک میں ہی کیا بتوں کا زمانہ شہید ہے
جو بندۂ خدا ہے انہیں کا مرید ہے
قربت کا مژدہ آیۂ حبل الورید ہے

اب اس سے دور میں نہ وہ مجھ سے بعید ہے
دل جلوہ گاہِ حسن ازل آفرید ہے
دل کعبۂ جلیل ہے عرشِ مجید ہے
لا یبصر کہیں کہیں حبل الورید ہے
قربت ہی دل سے اور نظر سے بعید ہے
ہر وقت ان کے مصحفِ عارض کی دید ہے
ہر لحظہ اب تو دور کلامِ مجید ہے
کیسی رسید اور کہاں کا جوابِ خط
قاصد بھی زندہ آئے یہ کس کو امید ہے
ہے اس کے بعد وہ کھل کھلیں وصل میں
اقرار وصل فصلِ حیا کی کلید ہے
سنتے ہیں آئیں گے وہ لبِ بام شام کو
یہ چاند دیکھ لیں گے تو کل صبح عید ہے
پوچھا تو یہ دیا دلِ گم گشتہ کا پتہ
دل نام اک غلام مرا زر خرید ہے
تم ہے اپنے دل کا نصیبوں کو روتے ہیں

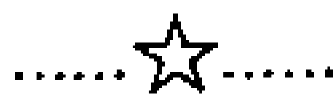
اب کے برس لباسِ محرم میں عید ہے
واپس کیا ہتھیلیاں قاصد کی داغ کر
اور کہہ دیا کہ بس یہی خط کی رسید ہے
پہنچتے ہیں خط کے پرزے سرِ نامہ کے ساتھ
وہ ہے جوابِ خط تو یہ خط کی رسید ہے
ملنا ترا عدو سے ہو یا میری خودکشی
وہ تجھ سے دور ہے نہ یہ مجھ سے بعید ہے
مشاطگیٔ زلف و رخِ یار ہے نصیب
ہر شب ہے شب برات تو ہر روز عید ہے
جس رات تم کو خواب میں دیکھا ہے شب برات
جس روز تم گلے سے ملے اپنی عید ہے
بہزاد اُن کا خاک سراپا بنائے گا
معدوم ہے کمر تو دہن ناپدید ہے
افسردہ خاطری سے سراپا ہوں مشکل میں
اب تو اُمید وصل نہ ارمان دید ہے
جو کچھ کہا حضور نے سب میں نے سن لیا

لیکن کریں گے ایسا یہ کس کو امید ہے
غیروں کے آگے پوچھتے ہو وجہ اضطراب
کھل کر کہوں کہ درد جگر میں شدید ہے
سکتے میں ہے یہ حسنِ خداداد دیکھ کر
آئینہ ان کا میری طرح محوِ دید ہے
ہر حیلہ ساز شبلی و منصور بن گیا
کوئی جنید عصر کوئی با یزید ہے
اِک ناز کی ہی پر نہیں جاتی ہے اس کی جان
بیدمؔ تو ہر ادا کا تمہاری شہید ہے



کیا گلہ اس کا کہ مرا دل گیا
مل گئے تم مجھ کو سب کچھ مل گیا
جس کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں گئیں
دل کو جس کی جستجو تھی مل گیا
اس گلِ رعنا نے ہنس کر بات کی

غنچۂ خاطر ہمارا کھل گیا
چھوڑ کر تو اس کو غیروں سے ملا
خاک میں جو تیرے خاطر مل گیا
بن گئی ہر موج اِک موجِ سراب
تشنہ لب جب میں لبِ ساحل گیا
عرض حالِ چاک دل کیوں کر کروں
سامنے ان کے گیا منہ سِل گیا
غیر ہی کیا بیرخی سے آپ کی
آج بیدؔم بھی بہت بے دل گیا



ان بن رہے گی کب تک کب تک ٹھنی رہے گی
یہ تیغ نازو غمزہ کب تک تنی رہے گی
موقوف ہے، تمہارے دیدار ہی پہ مرنا
جب تک نہ دیکھ لوں گا یہ جان کنی رہے گی
شرم و حیا کہاں تک پردہ کئے رہیں گے

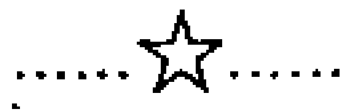
یہ چادر حجابی کب تک تنی رہے گی

تسکین دیئے ہوئے ہے ظالم ترا تلوں

جب دوستی نہ ٹھہری کیا دشمنی رہے گی

بن کر ترا بگڑنا بیدمؔ نہیں انوکھا

کس کی بنی بھی ہے کس کی بنی رہے گی



کر گئی کام کچھ خبر نہ ہوئی

برق ٹھہری تری نظر نہ ہوئی

چارہ سازِ دل و جگر نہ ہوئی

کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

شبِ غم بے ترے بسر نہ ہوئی

نہ ہوئی ہائے پھر سحر نہ ہوئی

اس تغافل کے صدقے ہو جاؤں

مر مٹا میں انہیں خبر نہ ہوئی

جان بھی دل کے ساتھ ہی جاتی

خیر گزری تری نظر نہ ہوئی
نہ ہوئی صبح شام ہجراں کی
یوں تو ہونے کو کب سحر نہ ہوئی

آنسوؤں سے بجھے کہا شک پیاس
کوئی دریا ہے چشم تر نہ ہوئی

وہ سمائے کچھ اس طرح مجھ میں
کہ دل و دیدہ کو خبر نہ ہوئی

چٹکیوں سے مسل کے پھینک دیئے
تم کو قدرِ دل و جگر نہ ہوئی

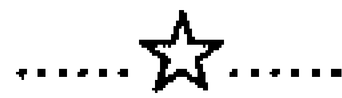
ترے باہوں سے ہجر میں ہے چرخ
کبھی اک طرح پر بسر نہ ہوئی

داستانِ فراق بیدمؔ کی
مختصر سی بھی مختصر نہ ہوئی



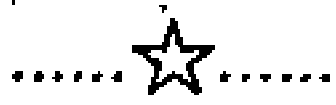
جب ایسی ہی تمہاری بے اعتنائیاں ہیں

پھر تو بھلائیاں بھی میری برائیاں ہیں
لیلیٰ کو کون جانے وہ قیس ہو تو مانے
یاں اپنے آپ سے بھی ناآشنائیاں ہیں
وہ تولتے ہیں خنجر ہم اس پہ مر رہے ہیں
جھٹکے سے مڑ نہ جائیں نازک کلائیاں ہیں
جب نکلی میرے دل سے میرا ہی گھر جلایا
اے آہ کس غضب کی یہ نارسائیاں ہیں
میرے ہی خط کے پرزے لایا ہے ساتھ بیدم
اور نامہ بر کے منہ پر اوڑتی ہوائیاں ہیں



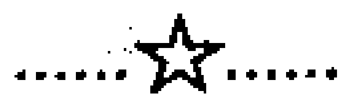
پوچھ اے شیخ کسی مرد خوش اوقات کی رات
چھوڑ دے مجھ پہ ہی مجھ رندِ خرابات کی رات
دن نکل آتا ہے جب رخ سے نقاب اٹھتے ہی
یہ شبِ وصل ہے یا سحر و طلسمات کی رات
جب میسر ہوئی منہ تاکتے روتے ہی کٹی

عرضِ حالات کی اظہارِ خیالات کی رات
گفتگو مطلبِ دل کی جو چھڑی خلوت میں
چپ ہوئے ایسے کہ تا صبح نہ کچھ بات کی رات
تیر ہوتی ہے نین کاٹے سے کٹتی ہی نہیں
حشر کا دن ہے کہ امیدِ ملاقات کی رات
کعبے والوں کے کھلے راز حقیقت آخر
ہم نے بت خانوں میں جا جا کے ملاقات کی رات
کیوں انہیں ماہ شبینہ سے میں تشبیہ نہ دوں
کہ جب آتے ہیں نہ رہتے ہیں فقط رات کی رات
بعد مدت کے گھٹا چھائی ہے میخانہ پر
ساقیا دے کوئی ساغر کہ ہے خیرات کی رات
جوشِ گریہ سے ہیں آنکھیں مری ساون بھادوں
روزِ روشن بھی ہے بیدم مجھے برسات کی رات



پہلے شرما کے مار ڈالا

پھر سامنے آ کے مار ڈالا
ساقی نہ پلائی تو نے آخر
ترسا ترسا کے مار ڈالا
عیسیٰ تھے تو مرتے ہی نہ دیتے
تم نے تو جلا کے مار ڈالا
بیمارِ الم کو تو نے ناصح
سمجھا سمجھا کے مار ڈالا
خنجر کیسا فقط ادا سے
تڑپا تڑپا کے مار ڈالا
یادِ گیسوئے ہجر کی شب
الجھا الجھا کے مار ڈالا
فرقت میں ترے غم والم نے
تنہا مجھے پا کے مار ڈالا
خنجر نہ ملا تو اس نے بیدم
آنکھیں دکھلا کے مار ڈالا



دمِ آخر بھی وہ تسکین دیے جاتے ہیں
مرنے والوں پہ یہ احسان کیے جاتے ہیں

آنکھ میں سرمہ کا دنبالہ دیئے جاتے ہیں
قید آ ہوئے رسیدہ کو کیے جاتے ہیں

مرتے مرتے یہی ترا نام لئے جاتے ہیں
مرنیوالے ترے اپنی سی کیے جاتے ہیں

ہر گھڑی میرے ستانے پہ تلے رہتے ہیں
روز تازہ ستم ایجاد کیے جاتے ہیں

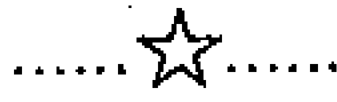
عیسیٰ تم کہنے کی تکلیف گوارا نہ کریں
ان کے مارے ہوئے کیا ان سے جیئے جاتے ہیں

یادِا بامِ گزشتہ شب غمِ حسرت و یاس
یہی دو چار مرا ساتھ دیے جاتے ہیں

آبرو کا انہیں کچھ پاس نہ عزت کا خیال
حضرتِ دل وہیں پر ہم کو لئے جاتے ہیں

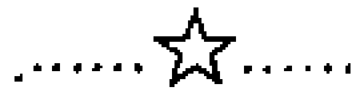
ہجر میں کب ہے گوارا ہمیں جینا لیکن

زیست سے تنگ ہیں مجبور جیئے جاتے ہیں
مرحمت ہوتے ہیں اغیار کے جھوٹے ساغر
مے نہیں خون کے ہم گھونٹ پیئے جاتے ہیں
طوق وزنجیر سے کچھ کم نہ ہوا جوشِ جنون
حضرتِ دل بھی وحشت کی لئے جاتے ہیں
یوں ہی آزاد نہ ہونگے تری الفت کے اسیر
بند بے فائدہ زندان میں کئے جاتے ہیں
سچ ہے پا بوسیٔ وارثؒ کی بدولت بیدمؔ
جس جگہ جاتے ہیں آنکھوں پہ لئے جاتے ہیں



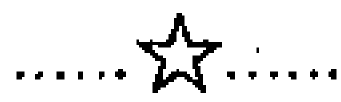
آنکھ ملتے ہی دل مرا نہ رہا
اور رہا بھی تو کام کا نہ رہا
جب سے دشمن کو منہ لگایا ہے
ان کی باتوں میں وہ مزا نہ رہا
سن کے موسیٰ سے طور کی حالت

ان سے ملنے کا حوصلہ نہ رہا
تم وفاؤں کو میری مان گئے
اب مجھے شکوہَ جفا نہ رہا
بزمِ دشمن میں پھیر لیں آنکھیں
طور اب وہ نگاہ کا نہ رہا
تم سلامت رہو رقیب رہیں
ایک بیدمؔ رہا رہا نہ رہا



پاسِ ادب مجھے انہیں شرم و حیا نہ ہو
نظارہ گاہ میں اثر ماسوا نہ ہو
مانا مری قبول نہیں ہے دعا نہ ہو
اتنا ہی ہو کہ اس پہ اثر غیر کا نہ ہو
کیونکر کہوں کہ پاس انہیں غیر کا نہ ہو
جو غصے میں یہی کہتے ہیں تیرا برا نہ ہو
اس پردے میں تو کتنے گریباں چاک ہیں

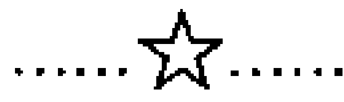
وہ ہی حجاب ہوں تو خدا جانے کیا نہ ہو
تکئے میں کیا رکھا ہے خطِ غیر کی طرح
دیکھوں تو میں نوشتۂ قسمت مرا نہ ہو
مل کر گلے۔ وہ کرتے ہیں خنجر کی طرح کاٹ
اس پر بھی کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے جدا نہ ہو
موسیٰ کا حال دیکھ کے دل کانپنے لگا
اب تو دعا ہے ان سے مرا سامنا نہ ہو
وہ بار بار میرا لپٹنا شبِ وصال
ان کا جھجک کے کہنا کوئی دیکھتا نہ ہو
بیدمؔ کی زندگی ہے اسی چھیڑ چھاڑ میں
ترکِ وفا کی طرح سے ترکِ جفا نہ ہو



سن کر تری اے پیر مغاں ہمت عالی
ہوتا ہوں سوالی
چلتی ہے ہوا سرد گھٹا چھائی ہے کالی

دے بھر کے پیالی
لے کاسۂ دل دیر سے حاضر ہوں میں در پر
اے ساقیِ کوثر
سنتا ہوں کریموں سے جو ہوتا ہے سوالی
پھرتا نہیں خالی
ذروں میں ہے خورشید نہاں قطروں میں دریا
اور بندوں میں مولا
ہر شکل میں ہے پیشِ نظر شانِ جمالی
تنویرِ جلالی
میرے بھی سیہ خانے میں کر دے کبھی پھیرا
ہے سخت اندھیرا
پھیلی ہے ترے حسن کی عالم میں اوجالی
اے شمعِ جمالی
جی بھر کے جھروکوں سے انہیں دیکھیں گے بیدمؔ
پہنچیں تو وہاں ہم
ہے عینِ کرم روضۂ سرکار کی جالی

آئیں گے نہ خالی



ذرا سی پیالی میں کر دے زیادہ
سلامت رہے تیرا میناو بادہ

کہاں لے چلی وحشت ان کی گلی سے
یہ بیٹھے بٹھائے کہاں کا ارادہ

نہ کیوں قبر میں پاؤں پھیلا کے سوؤں
کہ آرام ہے یہاں تو گھر سے زیادہ

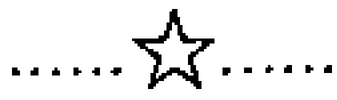
مبارک مبارک بہار آئی ساقی
چلے بزمِ زنداں چلے دور بادہ

محبت ہی مذہب محبت ہی مشرب
یہی خاندان اور یہی خانوادہ

انہیں کی طرف سب چلے جا رہے ہیں
کوئی شہسوار اور کوئی پاپیادہ

تجھے ایک دو دن کا رونا ہے بیدم

ارے زندگی ہی گزر جائے سادہ



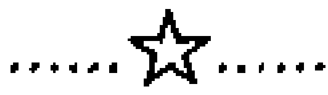
• یہ قطرہ آج جو قطرہ ہے کل دریا میں شامل تھا
یہ ذرہ آج ذرہ ہے کبھی تو ماہ کامل تھا

غبارِ راہ جب اٹھ کر چلا وحشت پکار اٹھی
کہ اے مجنوں اسی کی آڑ لیلیٰ کا محمل تھا

ترے آتے ہی اے گل باغمین تازہ بہار آئی
کہیں نئی نغمہ خواں قمری کہیں

تمہارے اٹھتے ہی درد جگر بھی ساتھ ہی اٹھا
میں بیمار الم مانا نہیں اٹھنے کے قابل تھا

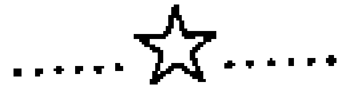
صفوفِ انبیا میں یوں تھی ختم الانبیا بیدمؔ
کہ بالاگرد تھا اور بیچ میں اک ماہ کامل تھا



مجھ سے چھپ کر مرے ارمانوں کو برباد نہ کر

داد خواہی کے لئے آیا ہوں بیدار نہ کر
دیکھ مٹ جائے گا ہستی سے گزر جائے گا
دل ناعاقبت اندیش انہیں یاد نہ کر
آ گیا اب تو مجھے لطف اسیری صیاد
ذبح کر ڈال مگر قید سے آزاد نہ کر
جس پہ مرتا ہوں اسے دیکھ تو لوں جی بھر کے
اتنی جلدی تو مرے قتل میں جلاد نہ کر
آپ تو ظلم لگاتار کئے جاتے ہیں
مجھ سے تاکید پہ تاکید ہے فریاد نہ کر
جلوہ دکھلا کے مرا لوٹ لیا صبرو قرار
پھر یہ کہتے ہیں کہ تو نالہ و فریاد نہ کر
آپ ہی اپنی جفاؤں پہ پشیماں ہیں وہ
ان کو محجوب زیادہ دل ناشاد نہ کر
اے صبا کوچہ جاناں میں پڑا رہنے دے
خاک ہم خاک نشینوں کی تو برباد نہ کر
ہم تو جب سمجھیں کہ ہاں دل پہ ہی قابو بیدم

وہ تجھے بھول گئے تو بھی انہیں یاد نہ کر



سبھی کا حضرتِ دل احترام کرتے ہیں
کسی کو سجدے کسی کو سلام کرتے ہیں

بلا سے ان کی کوئی پائمال ہو جائے
وہ اپنی دھن میں ہیں مشقِ خرام کرتے ہیں

یہ منتر انیاں سن کر بھی چپ نہیں ہوتے
کلیم طور پہ اب تک کلام کرتے ہیں

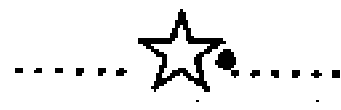
خدا کی شان کہ پہلو میں بیٹھ کر ان کے
رقیب بزم میں ہم کو سلام کرتے ہیں

میں کہہ رہا ہوں کہ رخ سے ہٹا ہے نہ نقاب
انہیں یہ ضد ہے کہ ہم قتل عام کرتے ہیں

حکایتِ غم ہجراں نے طول کھینچا ہے
ہم آج مر کے یہ قصہ تمام کرتے ہیں

جو سجدے کرتے ہیں بیدمؔ حرم کی چوکھٹ پر

تو بتکدے کو بھی جھک کر سلام کرتے ہیں



ان کے تیور چڑھیں کسی کیلئے
سب بلائیں ہیں میرے جی کیلئے

ہم تو مرنے پہ جان دیتے ہیں
لوگ مرتے ہیں زندگی کیلئے

تم بھی ہوا بر بھی ہے باغ بھی ہے
خوب موقع ہے میکشی کیلئے

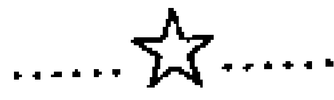
جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر گزرے
ایک ظالم تری خوشی کیلئے

مرگ دشمن پہ کیوں گرے آنسو
تم تو روتے نہ تھے کسی کیلئے

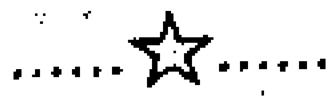
سارے جھگڑے یہ زندگی تک ہیں
کون روتا ہے پھر کسی کیلئے

خامشی کہہ رہی ہے بیدم کی

پھر پریشان ہے کسی کیلئے



دل کوچۂ گیسو میں پہنچ کر نہیں ملتا
منزل کا پتہ شام کو اکثر نہیں ملتا
ساقی مۓ صافی نہیں تلچھٹ ہی پلا دے
چلو ہی سے پی لیں گے جو ساغر نہیں ملتا
تنکے نہیں چنتا ہوں میں کچھ ڈھونڈ رہا ہوں
تم جب سے گئے ہو دل مضطر نہیں بنتا
یاں مژدۂ آمد نے مجھ سے آپ سے کھو یا
ان کو یہ شکایت ہے کہ گھر پر نہیں ملتا
کیا دیر ہے مرتا ہوں اشاروں پہ تمہارے
نظروں ہی سے لو کام جو ؟
وہ ملتے ہیں موقعے بھی بہت ملتے ہیں بیدمؔ
پر کیا کریں غیروں کا مقدر نہیں ملتا



بن گئی جی پر مصیبت آ گئی
ان کے جاتے ہی قیامت آ گئی

دے دیا دل جس کو چاہا دیدیا
آ گئی جس پر طبیعت آ گئی

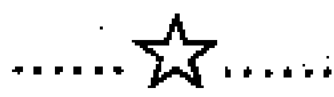
پھر وہی کلفت وہی درد فراق
وہ ہوئے رخصت ؟ آ گئی

رہ گئی غیرو پتہ کہ نہ چکر تیغ ناز
کیوں نہ ہو آخر مروت آ گئی

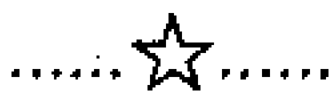
جھک گئے فوراً ہی سجد کے لئے
سامنے جب تیری صورت آ گئی

وصل میں اب تخلیہ ممکن نہیں
شرم جاتے ہی نزاکت آ گئی

دوستی کا لطف اے بیدمؔ نہیں
درمیان میں جب شکایت آ گئی

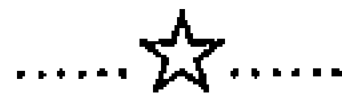


پا بزنجیر جنون زلفِ سیہ فام نہ کر
کھوٹی منزل مری ہوتی ہے مجھے شام نہ کر
قبر میں بھی تو نہ ہم چین سے سونے پائے
وحشتِ دل کا تقاضا ہے کہ آرام نہ کر
بولی مجنوں سے یہ لیلیٰ پس پردہ آ کر
تو ہے رسوائے زمانہ مجھے بدنام نہ کر
دل ہے اللہ کا گھر اس میں بتوں کا کیا کام
منزل خاص ہے یہ بارگہِ عام نہ کر
صدقے بیدم ترے رخساروں پر زلفوں کو نہ ڈال
ایک جا جمع مربجان سحرو شام نہ کر



اک قطرہ آب ہے تو یا بوند بھر لہو ہے
اے اشکِ پر تجھی سے آنکھوں کی آبرو ہے
اے مدعی وحدت یہ ماؤ من کہاں کی

یا کہدے میں ہی میں ہوں یا کہدے تو ہی تو ہے
منا نے کیا کہا ہے ساغر سے جھک کے ساقی
کچھ میری ہی شکست توبہ کی گفتگو ہے
پژمردہ ہی سہی میں گلچین مگر وہ گل ہوں
کملانے پر بھی اب تک مجھ مین وفا کی بو ہے
ان کے ڈھونڈنے میں خود گم ہوئے ہیں بیدم
ان کی تلاش گویا اپنی ہی جستجو ہے



اب جانے کو فردوس میں دل کیوں مرا چاہے
پروا مجھ سے کیا ہے
دل ہی میں مرے روضۂ محبوب خدا ہے
جنت کا مزا ہے
حیراں ہوں کہ کیا سمجھوں سراپا کو تمہارے
اے حق کے دلارے
بس نور ہے اور نور کے سانچے میں ڈھلا ہے

اک شان خدا ہے

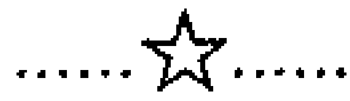
ہاں نام محمد مری بالیں پہ لئے جا
اے پیارے مسیحا
بس اک یہی درد دل عاشق کی دوا ہے
داروئے شفا ہے

معراج میں جب سرور عالم بنے دولہا
اور حوروں نے دیکھا
بیساختہ بول اٹھیں کہ محبوب خدا ہے
کیا خوب بنا ہے

بگڑی تمہیں بیدم کی بنائے ہی بنے گی
تب لاج رہے گی
آخر وہ تمہارے درِ اقدس کا گدا ہے
مانا کہ برا ہے

بیدم کو بھی کچھ بھیک عطا کیجئے مولا
حسنینؓ کا صدقہ
محتاج یہ کب ہے درِ دولت پہ پڑا ہے

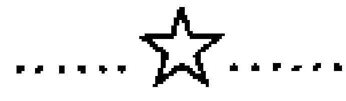
اور مانگ رہا



سب حقیقت کھول کر رکھ دوں ابھی بیداد کی
تجھ سے گر اے ضبط کچھ مہلت ملے فریاد کی
جب ہوا تب آپ نے مٹی بھری برباد کی
کون سے دن مہربان قدر دلِ ناشاد کی
جب چمن میں خاک اڑی مجھ بلبلِ ناشاد کی
دھوم تھی صیاد کے گھر میں مبارکباد کی
آپ کی عاشق نوازی کے تصدق جائے
رنج دے کر مجھ کو دشمن کی طبیعت شاد کی
یہ تلوں ہے کہ اک پہلو انہیں اس کو قرار
نت نئی اس شوخ نے مرزِ ستم ایجاد کی
جانِ جاں ہم تو وفاؤں پر وفا کرتے رہے
آپ سے جب تک ہوا بیداد پر بیداد کی
جی ہلا دیتے ہیں یوں ہی نالہا اہل درد

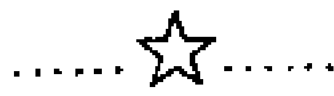
اور پھر وہ بھی فغاں محبہ عاشق ناشاد کی
کیوں اسیران قفس کو ہچکیاں آنے لگیں
کیا مرے بھولے ہوئے نے پھر کسی کی یاد کی
جب کسی کے جھک کے چلنے کی ادا یاد آ گئی
چوم کر لے لیں بلائیں خنجرِ فولاد کی
پھر سنا ہے غیر کا دخل ان کی محفل میں ہوا
میں تو سنتا تھا کہ جنت چھن گئی شداد کی
اس سراپا نور کی تصویر کھچ سکتی نہیں
منہ بنائیں کیا ہے صورت انی ونبراد کی
ہو گیا مدِنظر کس مہ جبیں کو دل مرا
ہر طرف سے کیوں صدائیں ہیں مبارکباد کی
دستِ نقاش ازل میں نے جسے ہو جاں سے نثار
کھینچ کر تصویر رکھدی عالم ایجاد کی
جب ہوا بیہوش جلوے میں دل دیدار جو
درد نے اٹھ کر ادا رسمِ مبارکباد کی
حجت و تمثیل سے ہے پاک یکتائی تری

تیری احدیت میں گنجائش نہیں اعداد کی
ایک دم بیدمؔ نہ اس نے چین سے رہنے دیا
کر چکا جب اک ستم تو دوسری بیداد کی



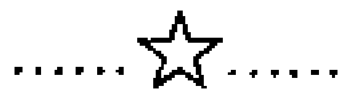
قصرِ جاناں تک رسائی ہو کسی تدبیر سے
طائرِ جان کے لئے پر مانگ لوں میں تیر سے
ان کو کیا دھوکا ہوا مجھ ناتواں کو دیکھ کر
میری صورت کیوں ملاتے ہیں مری تصویر سے
گالیاں دے کر بجائے قم کے اے رشک مسیح
آپ نے میرے جلائے ہیں نئی تدبیر سے
صدقے اے قاتل ترے مجھ تشنۂ دیدار کی
تشنگی جاتی رہی آبِ دمِ شمشیر سے
عشوے سی غمزے سی شوخی سے ادا سے ناز سے
مٹنے والا ہوں مٹا دیجئے کسی تدبیر سے
اک سوالِ وصل پر دو دو سزائیں دیں مجھے

تیغ سے کاٹا زبان کو سی دے لب تیر سے
کچھ نہ ہو اے انقلاب آسمان اتنا تو ہو
غیر کی قسمت بدل جائے مری تقدیر سے
زندگی سے کیوں نہ ہو نفرت کہ محوِ زلف ہوں
قیدِ ہستی مجھ کو بیدمؔ کم نہیں زنجیر سے



حلقہ بگوش گیسوئے خمدار ہو گیا
یارب میں کس بلامیں گرفتار ہو گیا
موقوف ایک حضرتِ منصور ہی پہ کیا
سر جس نے دے دیا وہی سردار ہو گیا
ساقی نے آ کے مستوں میں اک دھوم ڈال دی
زاہد کا گھر بھی خانۂ خمار ہو گیا
قاتل تو اپنی تیغ کا صدقہ اتارے
سر اب تو مجھ کو تن پہ گرانبار ہو گیا
لیجئے نصیب حضرتِ بیدمؔ کے کھل گئے

سنتے ہیں آج وصل کا اقرار ہو گیا



دم میں مریضِ غم کا ترے کام ہو گیا
پوچھا مزاج تو نے کہ آرام ہو گیا

وار ان کا خالی جا نہیں سکتا کسی پہ ہو
غیر اٹھے میں نسانہ ُ دشنام ہو گیا

صد شکر ہے کہ ان کی نگاہوں پہ چڑھ گیا
اب کام تیرا اے دلِ ناکام ہو گیا

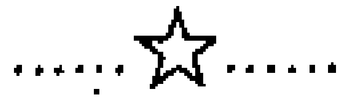
ہر ایک کی پکار ہے دربارِ حشر میں
ایوان خاص بارگہ عام ہو گیا

گردش ہی ایک جا پہ ٹھہرنا نہیں غریب
قاصد بحقِ نامہؑ و پیغام ہو گیا

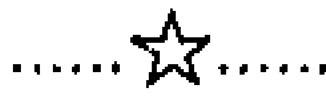
وہ اور ہونگے جن کیلیۓ تیغ چاہیۓ
یاں تو اشاروں ہی میں مرا کام ہو گیا

پیرِ مغاں کے ایک اشارے کی بات تھی

بیدم بھی آج معتقدِ جام ہو گیا



جھک کے ساغر سے گلے ملنا ہے پیمانے کی عید
اپنی ہستی سے گزر جانا ہے مستانے کی عید
تجھ پہ صدقے ہو کے مر جانا میری معراج ہے
شمع پر قربان ہو جانا ہے پروانے کی عید
ملتا آغوشِ لحد سے جا کے گر ملتا نہ تو
اب کے ویرانے میں ہوتی تیرے دیوانے کی عید
ہم بغل رکھتا ہوں تصویرِ خیالی یار کی
دیکھ لے آ کر کوئی میرے صنم خانے کی عید
یہ بھی کوئی عید ہے بیدم کہ ساقی ہے نہ جام
عید تو جب تھی کہ ہوتی تجھ کو میخانے کی عید



جو دی تھی شبلی و منصور کو وہی شے لا

میں صدقے جاؤں ترے ساقیا وہی لا
غبار قیس سے چھوٹا جو دامنِ لیلیٰ

بگولا بن کے اڑا اڑ کے نجد میں پھیلا
غبار قیس نہ چھپایا دامنِ لیلیٰ

کبھی اڑا کبھی اونچا ہوا کبھی پھیلا
نہیں ہے مے نہ ہو تلچھٹ ہی مجھ کو کافی ہے

میں دھو کے پی لوں تری خیر شیشہ ہی لا
نقاب اٹھی تو قیامت کا سامنا ہو گا

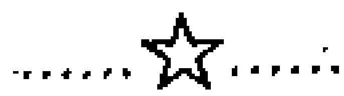
زیادہ دیدۂ دیدار جو نہ منہ پھیلا
جنون ہے مجھ کو میں مجنوں ہوں پر نہ وہ مجنوں

جو تیرے ہوتے کرے دعوۂ انا لیلیٰ
اڑی جو خاکِ شہیدانِ ناز کی تو کہا

یہ کس نے مقتل کو کر دیا میلا
کبھی طواف کبھی سجدہ اور سلام کیا

سمجھ کے قیس نے کعبے کو محمل لیلیٰ
تقاضے روح سے میں اپنی عمر رفتہ کے

اتارو جامۂ ہستی بہت کیا میلا
بگولا دشت میں اٹھا تو قیس دیوانہ
پکارا محملِ لیلیٰ سمجھ کے یا لیلیٰ
جو کچھ لکھا تھا مقدر میں سامنے آیا
عبث ہے نالۂ و فریاد و آہ و واویلا
فسانے رہ گئے مجنوں کے اب کہاں مجنوں
وہ نجد ہے نہ وہ لیلیٰ نہ ناقۂ لیلیٰ
جو حسنِ خاص کی تحقیق ہے تمہیں منظور
تو چشم قیس سے پوچھو حقیت لیلیٰ
ادا شناسوں سے چھپنا محال ہے بیدمؔ
وہ شکلِ قیس میں ہوں یا بصورتِ لیلیٰ



نہ تو اپنے گھر میں قرار ہے نہ تری گلی میں قیام ہے
تری زلف ورخ کا فریفتہ کہیں صبح ہے کہیں شام ہے
ترے اک نہ ہونے سے ساقیا نہ وہ مے نہ شیشہ و جام ہے

نہ وہ صبح اب مری صبح ہے نہ وہ شام اب میری شام ہے
نہ تو چکھنا جس کا عذاب ہے نہ تو پینا جس کا حرام ہے

سرِ بزم ساقی نے دی وہ مے کہ سرور جس کا مدام ہے
میں دعائیں دوں تو وہ گالیاں کریں بات بات پہ پھبتیاں

یہ عجیب طور و طریقے ہیں یہ عجیب طرز کلام ہے
وہ ستم سے باز نہ آئینگے یوں ہیں ظلم کرتے ہی جائیں گے

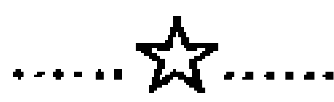
انہیں کیا مرے کہ جئے کوئی انہیں اپنی کام سے کام ہے
مرا دِل دہلنے لگا ابھی وہ گھڑی تو دور ہے ہمنشیں

خبرِ وصال نہیں سنی یہ مری قضا کا پیام ہے
بچے کس طرح سے مریضِ غم نہ تم اس کو نہ بولا سکو

یہی حالتیں ہیں تو دیکھنا کوئی دم میں قصہ تمام ہے
پسے دل ہزاروں تڑپ گئے جو سسک رہے تھے وہ مر گئے

اٹھے فتنے حشر بپا ہوا یہ عجب طرزِ خرام ہے
عجب عاشقوں کی نماز ہے نیا بیدمؔ ان کا نیاز ہے

کہ قیام ہے نہ قعود ہے نہ تو سجدہ ہے نہ سلام ہے



بتوں پر مر مٹے دھوکا دیا ساری خدائی کو
جنابِ شیخ ہم سمجھے تمہاری پارسائی کو

زمانہ پھر گیا پھر جائے پر تو تو ہمارا ہو
تری خاطر سے اے بت ہم نے چھوڑا ہے خدائی کو

مری مشکل میں آڑے آیئے آسان کر دیجئے
ذرا میں بھی تو دیکھوں آپ کی مشکل کشائی کو

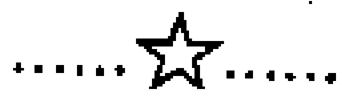
خدا نے دل دیا تھا صدقے کرنے کو حسینوں پر
جبیں پیدا ہوئی تھی ان کے در پر جبہ سائی کو

بجائے تاج ظل وارثی سر پر ہے اے بیدمؔ
شہنشاہی سمجھتا ہوں میں اس در کی گدائی کو



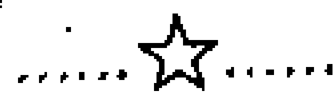
بتائے دیتی ہے بے پوچھے راز سب دل کے
نگاہِ شوق کسی کی نگاہ سے مل کے
نکالے حوصلے مقتل میں اپنے بسمل کے

نثار تیغ کے قربان ایسے قاتل کے
میں اس پہ صدقے جو جائے کسی کی یاد میں جان
کسی کو چاہے میں قربان جاؤں اس دل کے
بری اداؤں سے لی جان اپنے کشتے کی
ہزار بار میں قربان اپنے قاتل کے
غبارِ قیس نہیں ہے تو کون ہے لیلیٰ
کوئی تو ہے کہ جو پھرتا ہے گرد محمل کے
وہ پھوٹ بہنے میں مشاق میں نہ رونے میں
رہیں گے دب کے نہ آنکھوں سے آبلے دل کے
مہارِ ناقۂ لیلیٰ تو کھینچ لے اے آہ
ہٹا دے دستِ طلب بڑھ کے پردے محمل کے
وہ دل میں ہیں مگر آنکھوں سے دور ہیں بیدم
پڑا ہوا ہوں میں پیاسا قریب ساحل کے



کبھی گیسو کے کبھی عاشقِ رخسار بنے

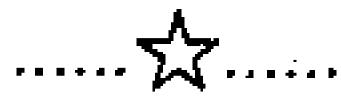
کبھی کافر ہوئے ہم اور کبھی دیندار بنے
ان کی محفل میں جو چپ ہوں تو لگے تہمتِ ضبط
بات اگر منہ سے نکل جائے تو طومار بنے
برسوں چکر میں رکھا بخت نے ساغر کی طرح
بیٹھ کر در پہ ترے نقطۂ پرکار بنے
جو تری راہ میں گم ہو وہی پا جائے تجھے
سر جو سولی پہ چڑھائے وہی سردار بنے
مئے توحید کے سرشار بہت کم دیکھے
یوں تو کم ظرف بہت پھرتے ہیں میخوار بنے
جزرو مد عشق و محبت کا نہ پوچھو بیدم
سو دفعہ بگڑے ہیں اس راہ میں سو بار بنے



اے جنوں کچھ اثرِ نالۂ سوزاں نہ ہوا
داغِ دل بڑھ کے چراغِ درِ زنداں نہ ہوا
اف رے بے رحم کبھی سر بگریباں نہ ہوا

میری ہستی کو مٹا کر بھی پشیمان نہ ہوا
وشت میں ڈھونڈتا پھرتا ہے مکانِ لیلیٰ
کوئی بستی ہوئی اے قیس بیابان نہ ہوا
میری میت پہ وہ منہ ڈھانپ کے کہنا ان کا
صبر دور روز بھی اووصل کے خواہان نہ ہوا
نہ اجل آئی نہ وہ بہرِ عیادت آئے
ہجر میں کوئی مرے حال کا پرسان نہ ہوا
خونِ حسرت نے ضیافت میں کمی کی شاید
مہمان دل میں جو دم بھر ترا پیکان نہ ہوا
ہجر میں شام سے ہی زہر منگا رکھنا تھا
آج جو چاہئے تھا ہم سے وہ سامان نہ ہوا
قطع ہونے پہ نہ رہتا کوئی جھگڑا باقی
رشتۂ خامِ وفا تارِ رگِ جان نہ ہوا
تھا جو اک غیرت عیسیٰ کا سہارا دل کو
مرض الموت سے بیمار ہر آسان نہ ہوا
کب ترے ذکر پہ ہم خوش نہ ہوئے غنچہ دہن

زخمِ دل کب ترا نام آتے ہی خندان نہ ہوا
ہجرِ جاناں میں بجھاتے دِل بیدمؔ کی لگی
تم سے اتنا بھی تو اے دیدۂ گریان نہ ہوا



دُشمن آئینہ ہے مغرور کی یکتائی کا
آج بل نکلے گا زنجیر خود آرائی کا
دشمن اور آ کے ہو مونس شبِ تنہائی کا
ملک الموت کرے کام مسیحائی کا
دیکھیے کب سرشوریدہ کی تقدیر کھلے
شوق مدت سے ہے اس در پہ جبیں سائی کا
ان کی غصے میں جولین میں نے بلائیں تو کہا
کام دیوانے بھی کر جاتے ہیں دانائی کا
رنگ لانے کو تو لائی مری شوریدہ سری
پر مجھے پاس ہے ظالم تری رسوائی کا
آپ کے ساتھ ہی آرام چلا چین چلا

کوچ ہے قافلۂ تاب و توانائی کا

ردائے جوشِ جنون پاؤں نہ رک جائیں مرے
قصد ہے آج مرا بادیہ پیمائی کا

تیری تصویر جو نقاش ازل نے کھینچی
حسن کے ساتھ بھرا رنگ بھی یکتائی کا

لیجئے ہو گیا وہ پردہ نشین بھی بدنام
یہ نتیجہ ہوا آخر مری رسوائی کا

دیر میں ہی کبھی کعبہ میں کبھی دل میں مقیم
کیا پتہ پائے کوئی اس بت ہرجائی کا

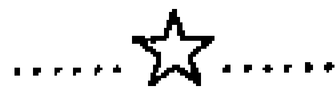
چشمِ بیمار صنم نے کئی لاکھوں زخمی
ناتواں ہو کے کیا کام توانائی کا

خرمنِ ہوش پہ ملتے ہی گری برق جمال
ناطقہ بند ہوا جاتا ہے گویائی کا

خط میں کس طرح سے لکھ کر انہیں سمجھاؤں میں
قابلِ دید ہے عالم شب تنہائی کا

کوچۂ عشق میں کہتی ہے یہ روح مجنوں

کیوں دیر آئے جسے پاس ہو رسوائی کا
وہی الجھن وہی تاریکی وہی یاس و ہراس
گور سے ملتا ہے عالم شبِ تنہائی کا
اب کہاں لطفِ سخن سنجی و نکتہ سنجی
شاعری نام ہے اب قافیہ پیمائی کا
لے چلو بارِ ملامت کو سنبھل کر بیدمؔ
ہوش کا کام ہے کوچہ ہے یہ رسوائی کا



تیور چڑھائے اس نے مرا جی دہل گیا
ان کا وصال سن کے کلیجہ نکل گیا
تو پھر گیا تو ساری خدائی پلٹ گئی
تیری نظر کے ساتھ زمانہ بدل گیا
صد شکر دم نکلنے سے پہلے تم آ گئے
حسرت نکل گئی مرا ارمان نکل گیا
چسکا تھا میکشی کا لڑکپن سے شیخ کو

جب میکدے کے سامنے آیا مچل گیا

دل بوند بھر لہو ہے مگر اُس میں آپ ہیں

اللہ رے ظرف قطرہ کہ دریا نگل گیا

محشر میں یہی وہ آئے اسی آن بان سے

گیسو کا خم گیا ۔ نہ وہ ابرو کا بل گیا

پاس ادب ضرور ہے منصور ہوش کر

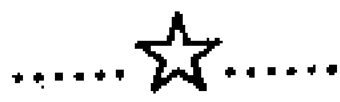
یہ بیخودی میں منہ سے ترے کیا نکل گیا

اپنی خبر نہیں ہے تو ہوش ہے

ساقی نے جب کہا کہ سنبھل، میں سنبھل گیا

للہ کل بھی حضرت بیدمؔ پھر آیئے

آپ آ گئے تو آج مرا جی بہل گیا

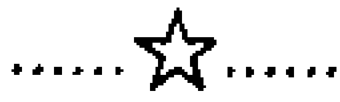


اٹھے اس رخ سے برق سینکڑوں کی جان کام آئے

ہزاروں کٹ مریں گر تیغ ابرو بے بنام آئے

بجز جو روستم کے تم کو کوئی کام آتا ہے

کسی ناکام کے بھی تم کبھی بھولے سے کام آئے



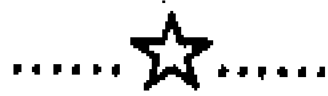
نہیں ممکن کہ تیرے ذکر پر آنسو نہ بہہ آئیں
نہیں ممکن کہ دل قابو میں ہو جب تیرا نام آئے

دوبارہ پھر یونہی بھولے سے ہم کو ساقیا دینا
ترے صدقے یونہی اک بار پھر گردش میں جام آئے

خبر ہے چھٹ پٹے میں کوئی نکلے گا ادھر ہو کر
کسی صورت سے یارب دن گزر کر جلد شام آئے

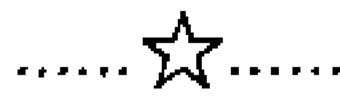
وہیں میرے بھی مجرے ہے صبا پہنچا پوچھا کر
جہاں جبرئیل لے کر عرش سے اکثر سلام آئے

مری قسمت نہ آنا تھی نہ آئی راہ پر بیدم
ادھر سے بھی گئے اور اس طرف سے بھی پیام آئے



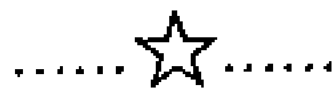
کوئی رونے کی بھی حد ہے دل بیقرار سوجا

ترے صدقے جاؤں سوجا میں ترے نثار سوجا
شب ہجر بخت خفتہ یہ کہاں کی نیند سوجھی
تجھے سونا ہے تو چل کر تہ تیغ یار سو جا
ترے طور کہہ رہے ہیں کہ کٹی ہے رات روتے
تری آنکھوں میں بھرا ہے ابھی تک خمار سو جا
شب ہجر نامرادی مجھے تھپکی دے کے بولی
کہ سحر اب ہونے آئی نہ کر انتظار سو جا
وہ چھپ گئے ستارے لو سحر ہوئی نمایاں
کٹی آنکھوں ہی میں بیدمؔ شب انتظار سو جا



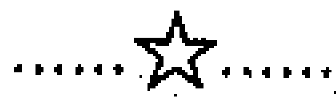
اٹھائے کون سوا تیرے اور ناز مرے
ہے کون میرا بجز تیرے بے نیاز مرے
پلا دے خیر تری ساقی حجاز مرے
سخی مرے مرے داتا گدا نواز مرے
الٰہی بارگہ احمدی میں شام و سحر

سلام ادب سے ہوں مجرے بصد نیاز مرے
وہ آ گئے جنہیں اک کھیل ہے جلا دینا
جب اٹھ گئے مری بالیں سے چارہ ساز مرے
کبھی نہ صحبت و درمان سے تر کیا دامن
صد آفرین تجھے اے درد پا کباز مرے
خدا رکھے تجھے اے دل کہ تو غنیمت ہے
ترے ہی دم سے ہیں یہ سارے سوز و ساز مرے
نبیؐ اور آلِ نبیؐ کا ہوں مدح خوان بیدمؔ
سفینے جاتے ہیں سب جانب حجاز مرے



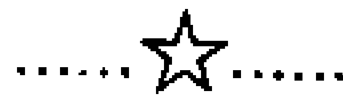
شوق نظارہ میں اب جی پہ مرے آن کہنی
اے نگار مدنی
کب تک آخر ہوں میں تختہ مشق ارنی
تا بکے نعرہ زنی
شب تیرہ ترے گیسو کے مقابل گر آئے

ابھی منہ فق ہو جائے
لب لعلین سے خجل ہو کے عقیق یمنی
چاٹے ہیرے کی کنی
قد بے سایہ سے اٹھتی نہیں پھولوں کی قبا
نور ہی کی ہور دا
بار خاطر تنِ نازک پہ ہے گل پیرہنی
بل ہے نازک بدنی
دست نقاش ازل نے جو سراپا کھینچا
اور بنایا خاکا
بول اٹھا پیکر بے روح کہ اللہ غنی
خوب تصویر نبیؐ
دولت دید سے دوری میں بھی محروم نہیں
دونوں مغموم نہیں
بیدمؔ وارثہ ہو کہ اویس قرنی
ہیں مقدر کے دھنی



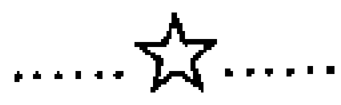
دم کوئی گر صورت نقش بر آب آیا تو کیا
بحر ہستی میں بشر مثل حباب آیا تو کیا
میری میت پر کوئی گر بے نقاب آیا تو کیا
شام ہونے پر لب بام آفتاب آیا تو کیا
پھر وہی اندھیاری راتیں ہیں وہی تاریکیاں
چاروں کی چاندنی بن کر شباب آیا تو کیا
جیتے جی میں ہو تو آیا کوچہ محبوب میں
کامیاب آیا تو کیا ناکامیاب آیا تو کیا
ہوش آ جاتا اگر دامن ہلا دیتا کوئی
چھینٹے دینے کیلئے لے کر گلاب آیا تو کیا
ہو نہیں سکتا الم سے باکمالوں کو زوال
لاکھ بار اندر گہن کے آفتاب آیا تو کیا
توڑ کر سینہ نکل جاتا تو ہم بھی جانتے
ہو کے خون منہ تک دل پر اضطراب آیا تو کیا
ان کو لکھنا تھا تو خود لکھتے وہ اے پیغمبر

کہنے سنے سے اگر خط کا جواب آیا تو کیا
کل نہ آیا کوئی بیدؔم کی عیادت کیلئے
آج پھولوں میں اگر بہر ثواب آیا تو کیا



ظالم کہاں تک آخر یہ ظلم کم نہ ہوگا
پھر کس سے چھیڑ ہو گی جب میرا دم نہ ہو گا
ضد ہے مجھی سے ان کو میری ہی جان لیں گے
دشمن پہ مہربان ہیں اس پر ستم نہ ہوگا
چھریوں کے ساتھ تیغ ابروکا وار بھی ہو
میں سخت جان ہوں قاتل یوں سر قلم نہ ہوگا
کیوں کر کہوں میں ان کو خوف خدا نہیں ہے
کیسے کہوں کہ پاس قول و قسم نہ ہوگا
ان جھڑکیوں سے دونی چاہت مری بڑھے گی
ان ترشیوں سے صاحب یہ نشہ کم نہ ہوگا
وہ گھر پہ بیٹھے بیٹھے نسخے ہزار لکھیں

تکلیف ہی بڑھے گی آزار کم نہ ہوگا
خوگر ہوئے ہیں غم کے غم کھاتے کھاتے آخر
ہم غم کا غم کریں گے جس روز غم نہ ہوگا
دیدار کی طلب میں جائے گی جان بیدمؔ
مر جانے پر بھی شوقِ نظارہ کم نہ ہوگا



ہم کو تری جستجو نے کھویا
یا حسرت و آرزو نے کھویا
رکھا نہ کہیں کا ہائے مجھ کو
اے ان کی تلاش تو نے کھویا
سن لو ارنی پہ لن ترانی
موسیٰ تمہیں گفتگو نے کھویا
اے گوہر قلزم وفا دل
تجھ کو تری آبرو نے کھویا
بیدمؔ رونے کی کوئی حد ہے

ہر وقت کی ہاؤ ہو نے کھویا



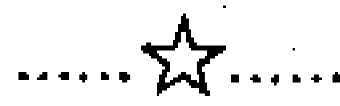
تم جان مصطفیٰ ہو بندہ نواز وارثؒ
جانان مرتضیٰ ہو بندہ نواز وارثؒ

بگڑی بنانے والے مردے جلانیوالے
میں کیا کہوں کہ کیا ہو بندہ نواز وارثؒ

اچھا ہوں یا برا ہوں جیسا ہوں آپ کا ہوں
اب تو مجھے نباہو بندہ نواز وارثؒ

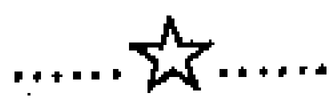
حسنینؑ کا تصدق خیرالنساؑ کا صدقہ
للہ کچھ عطا ہو بندہ نواز وارثؒ

جا نان حبیب دلہا داروے درد مندان
بیدم کا مدعا ہو بندہ نواز وارثؒ



چٹکی سے مسلنا تمہیں زیبا تو نہیں ہے

پتھر کا کسی کا دل شیدا تو نہیں ہے
یہ کون ہے جو پوچھ رہا ہے مری قربت
دیکھو تو کوئی میری تمنا تو نہیں ہے
اچھوں کو بھی چاہتے ہیں حضرت ناصح
مرنا مرا اس بت پہ انوکھا تو نہیں ہے
اے دوست کہوں کیسے میں یوسف کو ترا مثل
سنتا ہوں مگر آنکھوں سے دیکھا تو نہیں ہے
کرتا ہوں میں ہر لحظہ تصور میں انہیں پیار
اب اس میں رقیبوں کا اجارا تو نہیں ہے
جب کہتا ہوں آؤ میں ذرا چوم لوں گیسو
فرماتے ہیں چل دور ہو سودا تو نہیں ہے
یہ سچ ہے مرا چاہنا اک جرم ہے ظالم
لیکن مرا چاہا کبھی ہوتا تو نہیں ہے
آ کر دل بیدمؔ کو جلا جاتی ہے ہر روز
اے دوست تری یاد مسیحا تو نہیں ہے



نگاہ پھیر لو قصہ تمام ہو جائے
کہاں کی تیغ یونہی قتل عام ہو جائے

کبھی جو بھولے ہوں مستی میں بھی تجھے ساقی
تو ہم کو بادہ پرستی حرام ہو جائے

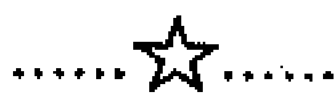
سنا ہے مژدۂ آمد مگر کہیں یہ نہ ہو
نوید وصل قضا کا پیام ہو جائے

تڑپ رہا ہوں میں اک وار اور اے قاتل
کہ تیرا نام ہو اور میرا کام ہو جائے

ہماری کثرت گریہ کا پوچھنا کیا ہے
سحر سے رونے کو بیٹھیں تو شام ہو جائے

وہ کعبے میں نہ سہی دیر میں کلیسا میں
غرض یہ ہے کہیں ان سے سلام ہو جائے

جو ان کو دیکھ کے اے شیخ تو نہ سجدہ کرے
تو ساری عمر کو بیدمؔ غلام ہو جائے



کہا تھا تیغ ادا بے نیام ہو جائے
نہ یہ کہا تھا کہ یوں قتل عام ہو جائے
جو ان کو آنے سے نفرت ہے مجھ غریب کے پاس
تو دور ہی سے کسی دن سلام ہو جائے
اگا ہے سبزہ اسی آرزو میں تربت پر
کہ اس طرف سے کوئی خوش خرام ہو جائے
سحر ہو شب سے مگر یاد ورئے جاناں میں
خیال گیسوئے شب گون میں شام ہو جائے
امید وصل پہ ہم نے تو دل لگایا تھا
نہ یہ غرض تھی کہ جینا حرام ہو جائے
زمانہ قبلہ و کعبہ کہے تجھے ساقی
پیکدہ ترا دارالسلام ہو جائے
میں ان سے شکوہ کروں اور وہ مجھ کو جھٹلائیں
اسی میں روز قیامت تمام ہو جائے
نہ میکدے میں ہو مٹی خراب مستون کی

جو شیشہ بن کے بھی ٹوٹے تو جام ہو جائے
وہ آئیں آئیں نہ آئیں تو جان دو بیدم
یہ روز روز کا قصہ تمام ہو جائے

☆

فروغ حسن رخ بو تراب کیا کہنا
حضور وارثؒ عالی جناب کیا کہنا
تجھ ایک چاند نے لاکھوں کے گھر کیے روشن
میں صدقے جاؤں مرے ماہتاب کیا کہنا
ادھر نقاب اٹھی اور ادھر نثار ہوا
صد آفریں دل خانہ خراب کیا کہنا
جناب عشق کی تعلیم ہی نرالی ہے
سبق انوکھا انوکھی کتاب کیا کہنا
نہ ان کے دامن زین سے جدا ہوا بیدم
غبار بن کے رہا ہمرکاب کیا کہنا

☆

کیا بتاؤں کیا ہوا انداز قامت دیکھ کر
آ رہا ہوں ان کے کوچے سے قیامت دیکھ کر

کانپ اٹھا میں حضرت موسیٰ کی حالت دیکھ کر
کہئے کوئی کیا کرے اب ان کی صورت دیکھ کر

دل دیا ہے میں نے کیا صرف ان کی صورت دیکھ کر
بلکہ چتون بانکپن شوخی شرات دیکھ کر

آئے تھے دشت جنون تک مجھ کو سمجھانے مگر
پھر گئے احباب انداز طبیعت دیکھ کر

کیا نفاست ہے ہماری یاد میں بھی مرحبا
تیرے دل سے دور رہتی ہے کدہ رت دیکھ کر

صدمہ ہائے ہجر سے بے موت چھٹکارا نہ تھا
خودکشی بھی کی تو کی میں نے ضرورت دیکھ کر

ناز و انداز ان کے لاکھوں ایک دل کس کس کو دوں
شرم آتی ہے مجھے اپنی بضاعت دیکھ کر

یہ نہ پوچھو کون ہو تم ہوں وہ ہی حرمان نصیب

رو دیا کرتے ہیں دشمن جس کی حالت دیکھ کر

کوئے لیلیٰ چھوڑ کر صحرا نور دی واہ واہ
اب ہنسوں یا روؤں مجنوں کی حماقت دیکھ کر

آرزوئے دل کا آئینہ نگاہ شوق ہے
خوبرو مجھ سے کھٹک جاتے ہیں صورت دیکھ کر

کوئی چرخ پیر سے پوچھے کہ ہے کیسا فراخ
میری ان کی اک ذرا صاحب سلامت دیکھ کر

دل دیا اور دین و ایمان دے کے ان کو جان دی
اک جہان حیرت میں ہے میری سخاوت دیکھ کر

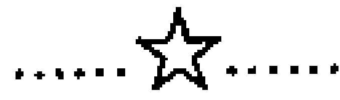
کیا کہوں صبح شبِ وصل آپ کے جانے کے بعد
سارا دن روتا رہا میں گھر کی وحشت دیکھ کر

حشر میں جو پوچھنا ہو پردے ہی سے پوچھنا
بات کب نکلے گی میرے منہ سے صورت دیکھ کر

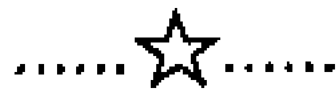
دل ہی دل میں چٹکیاں لیتے ہیں ارمان وصال
مضطرب ہیں تم کو محو استراحت دیکھ کر

ذرہ ذرہ میں ہے لیکن ہے وہی ہر ایک میں

کیوں نہ حیرت ہو مجھے کثرت میں وحدت دیکھ کر
غیر کو بھی دینے والے تھے وہ بیدمؔ جام مے
اٹھ گیا پہلے ہی سے میں رنگ صحبت دیکھ کر



بلبلا جوش تلاطم میں مٹا جاتا ہے
خوب مٹنا ہے کہ دریا سے ملا جاتا ہے
جا چکے صبر و سکون دل سے تو ہی شوق وصال
تو ہی کیوں خانۂ ویران میں رہا جاتا ہے
ہجر میں ہے کشش دل کی بھی الٹی تاثیر
کھینچنا ان کو ہے اور آپ کھچا جاتا ہے
دل ہے مسرور کہ دل سے تری پیکان نکلے
مجھ کو غم ہے کہ تڑپنے کا مزا جاتا ہے
یوں تو بیدمؔ کو افاقہ نہیں ہوتا غش سے
آپ آتے ہیں تو کچھ ہوش میں آ جاتا ہے



چھوڑا بتوں کو اب ہے تعلق خدا کے ساتھ
جب ابتدا کے ساتھ تھا اب انتہا کے ساتھ

پیش آئیں وہ جفاؤں سے اور ہم وفا کے ساتھ
وہ بددعا سے یاد کریں ہم دعا کے ساتھ

میخانہ ازل میں ہمیں تھے وہ ساقیا
تائیدکی الست کی قالوا بلیٰ کے ساتھ

تھی پاک لوث غیر سے معراج احمدیؐ
جبرئیل بھی تو جا نہ سکے مصطفےٰؐ کے ساتھ

وعدے کی شب وہ ان سے مری ہاتھا پائیاں
اور ان کا بار بار جھجکنا ادا کے ساتھ

لیجئے وہ آ رہا ہے رسائی نہیں ہوئی
قاصد کو میں نے بھیجا تھا کس التجا کے ساتھ

ہم اور بزم غیر کی شرکت اور اس طرح
تم نے ہمیں ذلیل کیا آج لا کے ساتھ

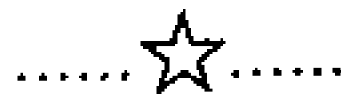
اچھا صبا نے چھولیا دامن تو کیا ہوا

کچھ خیر تو ہے لڑتے ہو تم تو ہوا کے ساتھ
بھر پایا دل لگا کے حسینان دہر سے
اب لو لگا کے بیٹھے ہیں اپنے خدا کے ساتھ
یہ بدگمانیاں کہ نگہبان ساتھ ہیں
آئے ہو میرے گھر بھی تو شرم وحیا کے ساتھ
جائے گا جان لے کر مری دردِ ہجر یار
تھوڑا سا کوئی زہر بھی دیدے دوا کے ساتھ
دنیا نے کیا سلوک کیا جانتا نہیں
ابن علی کے ساتھ شہ کربلا کے ساتھ
چتون میں ان کی رنگ ہے شوخی ہے رنگ میں
ہے نازکی میں ناز ادا ہے ادا کے ساتھ
میرے لئے بلا ہے قیامت سے قہر ہے
پھر پھر کے ان کا دیکھتے جانا ادا کے ساتھ
یہ کیا خبر تھی آہوں سے نفرت ہے آپ کو
یہ کیا خبر تھی آپ لڑیں گے ہوا کے ساتھ
واللہ میرے واسطے خنجر سے کم نہیں

چلنا وہ تیرا ناز سے کھچنا ادا کے ساتھ
صبرو قرار چھوڑ گئے مدتیں ہوئیں

ہاں ایک بے کسی ہے دلِ مبتلا کے ساتھ
بیدم یہی ہے حشر میں صورت نجات کی

جائیں خدا کے سامنے ہم مصطفےٰ کے ساتھ



مدعی بنا ہے دوست دل کا مدعا ہو کر
درد کیوں بنا ظالم درد کی دوا ہو کر

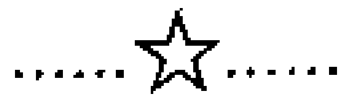
قطرہ یوں تو قطرہ تھا پر جو بحر تک پہنچا
ہو گیا خدا جانے پھر تو کیا سے کیا ہو کر

یہ تو خوب جانا ہے گویا مار جانا ہے
جاؤ اور یوں جاؤ روٹھ کر خفا ہو کر

کیوں سرور بن بن کر پھر رہے ہو سینے میں
آبسو مرے دل میں درد لادوا ہو کر

انقلاب حالت ہے کیوں نہ مجھ کو حیرت ہو

وہ کرے وفا بیدمؔ بانیِ جفا ہو کر



تم چلا دیکھو کسی دن خنجر بیداد بھی
لوٹ ہی جاؤ وہ چٹکی لیں لب فریاد بھی

کھل کے اب جو ہر دکھائے خنجر بیداد بھی
داد دینے پر ہیں آمادہ لب فریاد بھی

آپ کے جاتے ہی یہ بے چین کر دیگا مجھے
ساتھ لیتے جایئے میرا دل ناشاد بھی

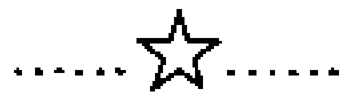
تجھ کو چاہا ہے تو تیری ہر ادا محبوب ہے
تو سر آنکھوں پر سر آنکھوں پر تیری بیداد بھی

ہجر میں رہ رہ کے نشتر سے چبھوتا ہے خیال
چٹکیاں سی دل میں لیتی ہے تمہاری یاد بھی

میرے عذر ناتوانی پر وہ کب آتے تھے باز
کچھ سچے کی کہہ گئے ان سے لب فریاد بھی

کہتا ہے ہر، وارہان میری طرف کو دیکھنا

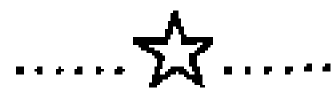
اپنی ہر بیداد کی وہ چاہتے ہیں داد بھی
چرخ تجھ سے سیکھ لے بربادیٔ عاشق کی ڈھنگ
تو ستم ایجاد بھی ہے بانی بیداد بھی
تو ہی اک بیدمؔ نہیں بد نام ان کے عشق میں
ایسے ہی رسوا ہوئے تھے قیس اور فرہاد بھی



مستزاد

آنکھ اس عارض پر نور پہ ڈالی نہ گئی
ہوش مطلق نہ رہا
حالت اپنی دم نظارہ سنبھال نہ گئی
دل پہ قابو نہ رہا
ساقیا سب سے مری بادہ پرستی بھی جدا
کیف و مستی بھی جدا
ہوش جاتے رہے ہاتھوں سے پیالی نہ گئی
اب بھی رٹ ہے کہ پلا

خنجر ناز سے دل میرا مقابل ہی رہا
جان پر کھیل گیا
سر کٹا خون بہا ہاتھ سے پالی نہ گئی
سرخرو میں ہی رہا
روز محفل سے نکلوانے کو تیار رہے
ایسے بیزار ہے
آرزوئے دل مشتاق نکالی نہ گئی
تم سے اتنا نہ ہوا
تم تو دل دیتے ہی ایسے گئے گزرے بیدمؔ
کر لیا کیا عالم
بگڑی تقدیر تو حالت بھی سنبھالی نہ گئی
جو نہ کرنا تھا کیا



سنتے ہیں کہ محشر جلوہ گری ہو گی
کیا شاخ تمنا پھر اک بار ہری ہو گی

اقسام شرابوں کے مت پونچھ پلائے جا
میخانے میں تیرے تو جو ہو گی کھری ہو گی
اک جام کے پیتے ہی ہوش اڑنے لگے میرے
یہ مے تو نہ تھی ساقی شیشے میں پڑی ہو گی
پی لی ہے بہانے کو کچھ میرے ستانے کو
منہ سے وہ ہی نکلے گی جو دل میں بھری ہو گی
اک جامۂ ہستی کے سونار ہوئے بیدم
کیا کوئی سئے اس کو کیا بخیہ گری ہو گی

☆

سب منتظر ہیں اناج والے
برقع اٹھا دے معراج والے
نرگس کو تیری ہے انتظاری
لالے کے دل پر ہے داغ کاری
محمل میں آ جا محبوب باری
مغرب سے اٹھے گرد سواری

سب منتظر ہیں اناج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

اے جانِ مکہ جاناں طیبہ
سرور دان بستانِ طیبہ
سردارِ مکہ خاقانِ طیبہ
یعنی محمد سلطانِ طیبہ

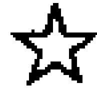
سب منتظر ہیں اناج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

مہر منور ماہ درخشاں
شاہ حسیناں سلطان خوباں
اے رشک یوسف محبوب سجاں
سونا ہے تجھ بن بازار کنعان

سب منتظر ہیں اناج والے
برقع اٹھا دے معراج والے

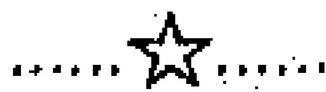
اے رشک عیسیٰ مردے جلا جا
بگڑے ہوؤں کی بگڑی بنا جا

اے کملی والے جلوہ دکھا جا
آنکھوں میں ہو کر دل میں سما جا
سب منتظر ہیں اناج والے
برقع اٹھا دے معراج والے



ہماری شکل جو دیکھی تو بھن گیا ساقی
شراب اٹھا کے کہیں پھینک دی کباب کہیں
سوال وید ہمیں بھی کلیم آتا ہے
مگر فضول کہ ملتا بھی ہو جواب کہیں
خدارا کہے بت شیریں دہن ہے سحر بیاں
کہانیاں شب وصل اس نے لا جواب کہیں
دل اور طور یہ دونوں ہیں ایک فرق یہ ہے
کہیں وہ پردہ نشیں ہے تہ نقاب کہیں
نہ لوٹ سامنے سیماب کے تو اے دل زار
اڑا نہ لے تیرا یہ رنگ اضطراب کہیں

عدو تو زینت پہلو ہے میں ہوں خاک نشیں
ہوا ہے خلق میں ایسا بھی انقلاب کہیں
گزشتہ صحبتیں جب ان کو یاد دلوائیں
تو ہنس کے بولے کہ دیکھا نہ ہو یہ خواب کہیں
وہ تیرگی ہے مرے گھر کی ٹھوکریں کھائے
جو دوپہر کو بھی آ جائے آفتاب کہیں
تمہاری زلف سے مارسیہ کو کیا نسبت
بھلا نصیب ہے اس کو یہ پیچ وتاب کہیں
عدو کے سامنے ان سے لگاوٹیں اے دل
ہوئے ہیں ایسے بھی نافہم کامیاب کہیں
رہی یہ مکتب لیلیٰ میں قیس کی حالت
کہ خود کہیں نظر اس کی کہیں کتاب کہیں
کسی سے کرتا ہے گستاخیاں تصور میں
مرا خیال نہ ہو مورد عتاب کہیں
کمال طعنہ بد گو سے کیوں چھپے بیدمؔ
زمین کی گرد سے چھپتا ہے آفتاب کہیں



ساقی گھٹائیں آئیں دن آئے بہار کے
لا طاق سے شراب کا شیشہ اتار کے

لیتا ہے بوسے اٹھ کے کفِ پائے یار کے
اللہ رے حوصلے مرے مشتِ غبار کے

پھر فرش راہ آنکھیں ہیں نرگس کی باغ میں
مدت کے بعد پھر قدم آئے بہار کے

چونکہ کسی طرح نہ ترے کشتۂ فراق
تھک تھک گیا ہے شور قیامت پکار کے

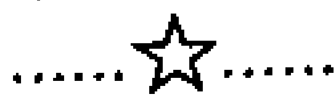
لے جائے کوئی چادر گل قبر غیر پر
کافی ہیں ہم کو پھول چراغ مزار کے

تم اپنی شوخ آنکھوں کی تعریف کرتے ہو
اور پھر مقابلے میں دل بے قرار کے

صیاد نے قفس میں خبر تک نہ کی جیں
آئے بھی اور گزر بھی گئے دن بہار کے

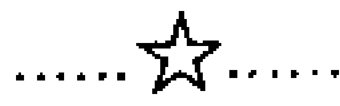
گل کر سکے نہ میری شب ہجر کا چراغ

جھونکے بہت سے آئے نسیم بہار کے
دشمن کو سر چڑھا کے فلک پر بٹھا دیا
لیکن مٹا دیا مجھے دل سے اتار کے
وہ بجلی کی چمک وہ گھٹاؤں کے اژدہام
آنکھوں میں پھر رہے ہیں وہ جلوے بہار کے
ساری زمین پہ جبکہ ہے فصل خزاں کا دور
کیا آسمان سے آئیں گے مضمون بہار کے
چے نہیں ہیں جوشش وحشت کی رنگ ڈھنگ
تیور کچھ اب کے سال برے ہیں بہار کے
بیدم سے روز جھوٹے ہی وعدے کیا کرو
ہاں ہاں یہی طریق تو ہیں اعتبار کے



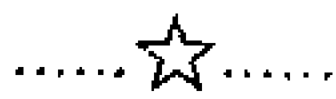
پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں
تمہیں کو حبیب خدا چاہتا ہوں
نہ خواہش ارم کی نہ پروائے جنت

تمہاری گلی میں رہا چاہتا ہوں
ہوس کیمیا کی نہ اکسیر چاہوں
غبار درِ مصطفیٰ چاہتا ہوں
نہ دنیا نہ اسباب دنیا کو چاہوں
الٰہی تیرا آسرا چاہتا ہوں
حبیبِ خدا تم کہو ان کو بیدمؔ
خدا جانے میں کیا کہا چاہتا ہوں



نہ بھرا تو نے تو ساقی کبھی پیمانے کو
ہاں دعا دے کے چلے ہم ترے میخانے کو
جب سمجھ ہی نہیں سمجھائیں گے ناصح کیا خاک
خود سمجھ لیں جو مجھے آتے ہیں سمجھانے کو
توبہ، زاہد مرا دل اور بتوں کا مسکن
کیوں صنم خانہ بناتا ہے خدا خانے کو
یاد کرنے کا یہاں نام فراموشی ہے

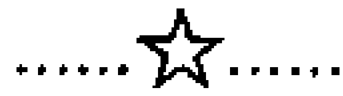
ان کو پانا بھی یہیں کہتے ہیں کہ جانے کو
مٹنے دو تفرقہ جم جانے دو رنگ وحدت
شمع کیساتھ ہی جل بجھنے دو پروانے کو
بیخودی نے اسے دامن میں چھپا رکھا ہے
ہوش اب پا نہیں سکتے ترے دیوانے کو
سجدے چوکھٹ پہ کریں خاک کو آنکھیں سے ملیں
دیکھ لیں تجھ کو تو کعبہ کہیں بت خانے کو
ان کے گیسو نے یہ اعجاز و کھا یا بیدمؔ
سونگھتے سونگھتے ہوش آگیا دیوانے کو
آپ ہی کے تو یہ کرتوت ہیں سارے بیدمؔ
خیر سے آپ ہی اب آئے ہیں سمجھانے کو



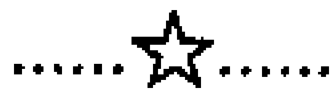
نہ رلا دور خزاں صورت شبنم مجھ کو
صحن گلشن نہ کئے دے صف ماتم مجھ کو
خسرو ملک سلیمان ہے گدائے ورد وست

ذرہ اس کوچے کا ہے نیر اعظم مجھ کو
مارے لیتے ہیں پریشان کئے دیتے ہیں
یاد آآ کے تیرے گیسوئے پر خم مجھ کو
میکدہ کعبۂ در میکدہ باب اکرام
ساقیا جرعہ مے ساغر زمزم مجھ کو
مدتوں دل میں رکھا راز محبت پنہاں
تم نے رسوا کیا اے دیدۂ پرنم مجھ کو
ٹھہر لوں یار کے کوچے میں ذرا دم لے لوں
چین دے گردش ایام کوئی دم مجھ کو
بلبل زار کو بے گل کے قفس ہے گلزار
تو نہ ہو جس میں وہ جنت ہے جہنم مجھ کو
خوب رویا ہوں شب ہجر گلے مل کر
میں ترے غم کے لیئے اور تیرا غم مجھ کو
زخم دل کیلیے کافی ہیں سناں و نشتر
ان کے ہوتے ہوئے کیا حاجت مجھ کو
گردش چرخ لئے جاتی ہے طیبہ سے مجھے

اب بچا لیجئے یا سید عالم مجھ کو
بیٹھے بٹھائے برولا دینے سے حاصل کیا ہے
کیوں سنا دیتے ہو افسانہ بیدمؔ مجھ کو



آیا ذرّوں میں نظر نیر اعظم مجھ کو
کاسۂ دل میں ہوئی سیر دو عالم مجھ کو
جو خوشی حد سے بڑھی بن کے ملی غم مجھ کو
بن گیا خندۂ گل نالۂ ماتم مجھ کو
شکوۂ چرخ کیا غم جو دیا کم مجھ کو
میں وہ غم دوست ہوں غم کا بھی ہوا غم مجھ کو
مرتبہ عشق نے بخشا ہے وہ بیدمؔ مجھ کو
قیس و فرہاد بھی لکھتے ہیں مکرم مجھ کو



میں وہ بلبل ہوں کہ مر جانے پہ میرے صیاد

تھام کر دامن گل روئے گی شبنم مجھ کو

تم ہو ہمدرد تو سو بار مجھے درد قبول
تم ہو غمخوار تو پھر غم کا نہیں غم مجھ کو

نامہ برجا تجھے اللہ سلامت لائے
خوف رہتا ہے تری جان کا ہر دم مجھ کو

ہو نہ ہو آج کوئی تازہ بلا آئے گی
رخ پہ وہ زلف نظر آتی ہے برہم مجھ کو

یاد ہے برہمی صحبت احباب مجھے
یاد ہے یاد ہے وہ حشر کا عالم مجھ کو

جب سے دیکھا ہے پسینہ ترے رخساروں پر
چشمۂ مہر ہے اک قطرۂ شبنم مجھ کو

کلفت ہجر ہی آخر بنی تدبیر وصال
زخم ہی بڑھ کے ہوا زخم کا مرہم مجھ کو

مانگ بیٹھا ہوں جو تنگ آ کے میں مرنے کی دعا
سارے ارمان نظر آتے ہیں برہم مجھ کو

جب سے وہ مہر جہاں تاب تہ ابر چھپا

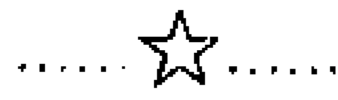
اک سیہ خانہ نظر آتا ہے عالم مجھ کو
سب سے آزردگیوں نے مری آزاد کیا
اب مسرت ہے مسرت نہ یہ غم غم مجھ کو
سخت جانی مری بے وجہ نہیں تھی قاتل
دیکھنا تھا تری تلوار کا دم خم مجھ کو
چاک پیراہنِ گل پہ ہے موقوف بہار
آخر اک روز ہنسائے گا یہی غم مجھ کو
منحصر ہے تری مرضی پہ مری موت و حیات
سب پہ ہے یار خوشی تیری مقدم مجھ کو
سوگ میں دیکھ کے ان کو میں خوشی بھول گیا
مرگِ دشمن کا بھی واللہ ہوا غم مجھ کو
ہمنشین گردشِ تقدیر کا ممنون ہوں میں
ڈھونڈھ کر دیتی ہے ہر روز نیا غم مجھ کو
ناتوانوں سے ترے بارِ مسرت نہ اٹھا
غش پہ غش آیا کئے وصل میں پیہم مجھ کو
آج لائی ہے نہ کل لائیگی بوئے گیسو

روز بیدمؔ یوں ہی دیتی ہے صبا دم مجھ کو

☆

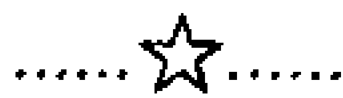
یاد آ کر مجھے اے گیسوئے جاناں تم نے
کر دیا اور پریشان کو پریشان تم نے
چھیڑ دی خلد کی کیا حضرت رضوان تم نے
کبھی دیکھا ہے مدینے کا بیابان تم نے
کس نے دیوانہ کیا مجھ کو مری جان تم نے
تم نے محبوب خدا اے شہ خوبان تم نے
تیر کو دل سے نکالا تو وہ ہنس کر بولے
کیوں جی دو روز بھی رکھا نہ یہ مہمان تم نے
فتنے رفتار کی لینے کو بلائیں اٹھے
وہ چلی چال مرے سرد خرامان تم نے
نہ فلک سے مجھے شکوہ نہ رقیبوں سے گلا
کھو دیا مجھ کو مرے حسرت وارمان تم نے
جا رہے ہیں مرے ارمان انہیں لانے کے لئے

ایسے دیکھے ہیں کہیں بے سرو سامان تم نے
صبرو مظلومی و مسکینی وجانبازی کا
خاتمہ کر دیا اے شاہ شہیدان تم نے
وہ چلے آتے ہیں ممنون تمنا بیدمؔ
دیکھو دیکھے نہ ہوں گر بندۂ احسان تم نے



اتنا ہمیں بتلا دو پہر جو رو جفا کرنا
کیا کرتے ہو عاشق سے اور چاہئے کیا کرنا
کہنا تو برا کہنا کرنا تو برا کرنا
غیروں کی سنی کہنا غیروں کا کہا کرنا
تم دیکھو زمانے کو تم کو نہ کوئی دیکھے
گھبراؤ اگر دل میں آنکھوں میں پھرا کرنا
یہ پردہ نرالا ہے اور شرم انوکھی ہے
بے پردگیاں دل سے آنکھوں سے حیا کرنا
باز آؤں محبت سے یہ ہو ہی نہیں سکتا

تم لاکھ ستم کرنا تم لاکھ جفا کرنا
مجنوں ہی تک اے لیلیٰ موزوں تھا ترا پردہ
بیکار ہے پھر چھپنا بے سود حیا کرنا
جو بیٹھے ہوئے گھر میں سو فتنے اٹھاتے ہیں
اک کھیل سمجھتے ہیں وہ حشر بپا کرنا
اتنا نہ ہوا تم سے یہ درد جگر کہ ہوتے
دعوائے مسیحائی اب سے نہ کیا کرنا
بیمار محبت کو جب جینے سے نفرت ہے
پھر کیسی دوا بیدمؔ اور کس کا دعا کرنا



پینے سے کام ملے پیر خرابات مجھے
تیرے میخاروں کا صدقہ تری خیرات مجھے
کام ہے اشک بہانے ہی سے دن رات مجھے
اب تو ہر فصل میں ہے موسم برسات مجھے
ہائے ناکامی قسمت نے کہاں سے پھیرا

لے کے آیا تھا جہاں شوق ملاقات مجھے
صبح ہونے ہی نہ دوں لاکھ قیامت ہو جائے
ہاتھ آ جائے اگر وصل کی اک رات مجھے
دردِ دل، سوزِ جگر، حسرت و حرماں وقلق
حضرتِ عشق نے بھیجی ہے یہ سوغات مجھے
جب نظر آئیں ترے عارض وگیسو وارثؒ
دن ہے عید اور شبِ قدر ہے وہ رات مجھے
آپ کی دید کا کس منہ سے میں ارمان کروں
یاد ہیں طور کے اندازِ ملاقات مجھے
کوچۂ یار میں جنت کی صلاحیں زاہد
بخشیئے بخشیئے اے قبلۂ حاجات مجھے
میں وہ میکش ہوں کہ جب مل گئی پی لیتا ہوں
اس میں آتی نہیں پابندیِ اوقات مجھے
قصۂ وامق و فرہاد میں بھولا بیدمؔ
جب سے معلوم ہوئے ہیں ترے حالات مجھے



دل لیا جان لی نہیں جاتی
آپ کی دل لگی نہیں جاتی

سب نے غربت میں مجھ کو چھوڑ دیا
ایک مری بیکسی نہیں جاتی

کیسے کہہ دوں کہ غیر سے ملئے
ان کہی تو کہی نہیں جاتی

خود کہانی فراق کی چھیڑی
خود کہا بس سنی نہیں جاتی

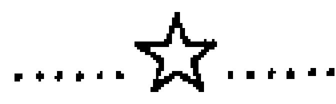
خشک دکھلاتی ہے زبان تلوار
کیوں میرا خون پی نہیں جاتی

لاکھوں ارمان دینے والوں سے
ایک تسکین دی نہیں جاتی

جان جاتی ہے میری جانے دو
بات تو آپ کی نہیں جاتی

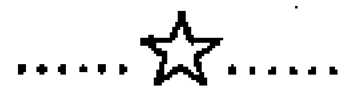
تم کہو گے جو روؤں فرقت میں

کہ مصیبت سہی نہیں جاتی
اس کے ہوتے خودی سے پاک ہوں میں
خوب ہے بیخودی نہیں جاتی
پی تھی بیدمؔ ازل میں کیسی شراب
آج تک بیخودی نہیں جاتی



کثرت میں جو سمجھا ہے کہ وحدت ہی نہیں ہے
وہ واقف اسرار حقیقت ہی نہیں ہے
تم آئے تو وہ رنگ طبیعت ہی نہیں ہے
بیمار محبت کی وہ حالت ہی نہیں ہے
اللہ کے ہوتے ہوئے بندوں کی پرستش
اے مرد خدا کیا تجھے غیرت ہی نہیں ہے
میں ہوں مرے ارمان وہ ہیں ان کی حیا ہے
خلوت میں بھی تقدیر سے خلوت ہی نہیں ہے
پڑھنے کو مل جائے جو وہ سایہ دیوار

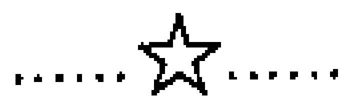
پھر خلد میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے
سر رکھ دیا خود بڑھ کے تری تیغ ادا پر
کیا اب بھی مجھے شوق شہادت ہی نہیں ہے
مصروف جفا ہیں کبھی مصروف ستم ہیں
جب جایئے سنئے ہمیں فرصت ہی نہیں ہے
پورا ہوا جو عاشق کا وہ ارمان ہی کیسا
جو دل سے نکل جائے وہ حسرت ہی نہیں ہے
کس طرح نظر آئیں ترے حسن کے جلوے
مجبور ہے زاہد کو بصیرت ہی نہیں ہے
غصے میں چلے آئے ہیں وہ قتل کو میرے
اس وقت انہیں پاس نزاکت ہی نہیں ہے
طومار تھے شکووں کے ابھی حضرت بیدم
وہ آئے تو کچھ حرف و حکایت ہی نہیں ہے



کل تھی وہ آج آپ کی صورت ہی نہیں ہے

وہ پھول سے رخساروں کی رنگت ہی نہیں ہے
تنہائی خیالات پریشان الم و درد
اک جان کی لیوا شب فرقت ہی نہیں ہے
جو آتے ہو کر جاتے ہو تم حشر کا وعدہ
یہ کیا ہے جو ہر روز قیامت ہی نہیں ہے
انداز و ادا نازو کرشمہ بھی بلا ہے
کچھ موہنی ظالم تیری صورت ہی نہیں ہے
جو اشک ان آنکھوں سے گرا ہے ترے غم میں
اس گوہر نایاب کی قیمت ہی نہیں ہے
کیونکر میں نہیں کوتری جانب سے سمجھ لوں
انکار کریموں کی تو عادت ہی نہیں ہے
جب ان سے بیان کیجئے تکلیف جدائی
کہہ دیتے ہیں یہ شرط محبت ہی نہیں ہے
رسوا نہ کھلے بند کرو حضرت واعظ
کیا دختر رزصاحب عصمت ہی نہیں ہے
جز خاک در یار ہوا کسیر کا طالب

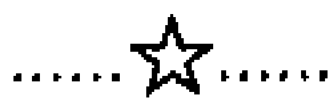
واللہ وہ بیمار محبت ہی نہیں ہے
جب روز ازل ہی سے میں سرشار ہوں بیدم
پھر پینے کی تا حشر ضرورت ہی نہیں ہے



مستزاد

آفت میں پھنسا ہوں میں دل اس بت سے لگا کر
ایمان گنوا کر
دشمن سے بھی کہتا ہوں مرے حق میں دعا کر
جب یاد خدا کر
لے حشر کا دن بھی ہے قیامت بھی بپا ہے
اب دیکھتا کیا ہے
چلمن کو ہٹا وعدہ دیدار وفا کر
دیدار دکھا کر
تو نے تو مجھے پھونک دیا سوز محبت
اے آتش وقت

بڑھتی ہی گئی جتنا رکھا تجھ کو دبا کر
سینے میں جلن
تقدیر تو دیکھو جنہیں محبوب بنایا
دل جن سے لگا کر
وہ چلتے ہوئے جان کو اک روگ لگا کر
آفت میں پھنسا کر
بیدؔم نے تیرا شکوہ کیا ہے نہ کرے گا
خاموش رہے گا
تو شوق سے ہر روز جفاؤں پہ جفا کر
بیداد کیا کر



مجھی سے پوچھتے ہو میں ہی بتلا دوں کہ تم کیا ہو
تجلی طور سینا کی مرے گھر کا اجالا ہو
مسلمان نا مسلمان گبرو کافر ہو ترسا ہو
وہی اچھا ہے اے جان جو تری نظروں میں اچھا ہو

تمہارا تو ادا سے مارنا بھی زندہ کرنا ہے
کسی کا کوئی عیسیٰ ہو مرے تو تم مسیحا ہو

میں خوش ہوں ہجر کی ساری بلائیں مرے سر جائیں
مگر اے گیسوئے جاناں نہ تیرا بال بیکا ہو

ذرا کچھ اور بھی ہمت نکل جائے مری حسرت
وہ آتا ہے نظر بابِ اثر اے ناتواں آہو

کسی کی نیچی نظروں نے کیا کار مسیحائی
انوکھی بات ہے بیمار سے بیمار اچھا ہو

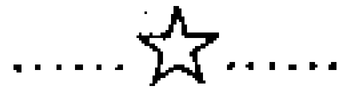
یہ کس نے کہہ دیا تم بے نقاب آؤ قیامت میں
کسے منظور تھا اور حشر میں اک حشر برپا ہو

میں کہہ سکتا ہوں لیکن آپ میرا منہ نہ کھلوائیں
سمجھ لیں آنکھوں ہی آنکھوں میں جو میری تمنا ہو

وہ سن کر شکوۂ ظلم و ستم جھنجھلا کے کہتے ہیں
کہ ہم نے کب کہا تھا ہم حسین ہیں تم ہمیں چاہو

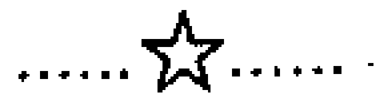
تمہاری جستجو جس جس جگہ لے جائے، جائینگے
ہمیں اس سے غرض کیا ہے وہ کعبہ ہو کلیسا ہو

وہ دلداری کا وعدہ کرتے ہیں بیدمؔ قسم کھا کر
تصدق کر دو تم بھی جان کو اب دیکھتے کیا ہو



نہ آئے وہ شب وعدہ ملال ہو کہ نہ ہو
یہ چال ہے تو کوئی پائمال ہو کہ نہ ہو
مریض ہجر کو جینا محال ہو کہ نہ ہو
بنی ہے جان پہ اب جی نڈھال ہو کہ نہ ہو
کسی کے ہوں تو وہ میرے نہ ہوں عدو کے سہی
کسی کا ہوا وہ نہیں، میرا خیال ہو کہ نہ ہو
کہاں کی دادِ وفا جمع قیامت میں
وہ چپ کھڑے ہیں مجھے افعال ہو کہ نہ ہو
میں سن چکا ہوں کہ ہو گا وصال بعد فنا
تو کہئے پھر مجھے جینا وبال ہو کہ نہ ہو
جہاں شراب ترے ہاتھ سے ملی پی لی
ہمیں غرض نہیں اس سے حلال ہو کہ نہ ہو

ہم ان کے مشقِ تصور کی بن گئے تصویر
انہیں بلا سے ہمارا خیال ہو کہ نہ ہو
میں تیرے رونے سے روتا ہوں مرگ دشمن پر
ترے ملال کا مجھ کو ملال ہو کہ نہ ہو
غنی ہے دولت عرفان سے آپ کا بیدمؔ
بلا سے صاحب مال و منال ہو کہ نہ ہو

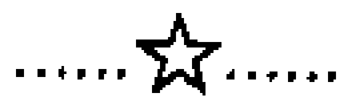


کسی کے کاکل و رخ پر نثار ہم بھی ہیں
شکار گردش لیل و نہار ہم بھی ہیں
نسیم صبح لئے چل ہمیں بھی ساتھ اپنے
کہ تیری طرح غریب الدیار ہم بھی ہیں
یہ عین وصل میں مرغ سحر نے کیا کہہ دی
وہ آب دیدہ ہیں اور اشکبار ہم بھی ہیں
نگاہ گرم سے اے آفتاب حشر نہ دیکھ
غلام وارثؒ گردوں وقار ہم بھی ہیں

بھلوں کے بعد بروں پر بھی اک نگاہ کرم
کہ تیرے بندوں میں پروردگار ہم بھی ہیں

دراز دست کرم جب ہوا غریبوں پر
تو بول اٹھا دل امیدوار ہم بھی ہیں

شراب پیتے ہیں لیکن نہ اس طرح بیدمؔ
کہ بہکیں اور کہیں بادہ خوار ہم بھی ہیں



ازل سے شیفتۂ روئے یار ہم بھی ہیں
فروغ حسن کے آئینہ دار ہم بھی ہیں

سنگھادے بوئے گل اک بار تو ادھر لا کر
اسی چمن میں نسیم بہار ہم بھی ہیں

ٹھہر ٹھہر دل بیتاب چل رہے ہیں وہیں
اکیلا تو ہی نہیں بیقرار ہم بھی ہیں

عبث ہے قیس کو ناز اپنی جوش وحشت پر
قدیم عشق کے خدمت گزار ہم بھی ہیں

ملے عروج نہ کیوں ہم کو خاکساری میں
کہ اے صبا کسی در کے غبار ہم بھی ہیں

ہمارے عفو گنہ پر پکار اٹھے زاہد
کہ پر گناہ تو اے کردگار ہم بھی ہیں

ہر ایک بات پہ ہم سے بھی کیا قسم لو گے
عدو کی طرح سے بے اعتبار ہم بھی ہیں

ہمیں خدا کیلئے اے صبا خراب نہ کر
کسی گلی کے تو آخر غبار ہم بھی ہیں

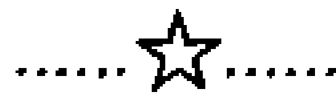
ہزار بار اگر ہو چکی عدو پہ نظر
تو مستحق کرم ایک بار ہم بھی ہیں

ہمیں بھی چہچہے کرنے دے باغبان کچھ دن
کہ بلبل چمن روزگار ہم بھی ہیں

اگر وہ زینت پہلوئے غیر ہیں بیدم
تو حسرتوں سے یہاں ہمکنار ہم بھی ہیں

......☆......

نبیؐ پیشِ نظر ہیں قلب میں خالق کا جلوہ ہے
مری آنکھیں مدینہ اور میرا دل ہی کعبہ ہے
ارم کہتے ہیں جس کو وہ بیابان ہے مدینے کا
یہ جنت جس کے چرچے ہیں ترے روضہ کا نقشہ ہے
تجلی میری آنکھوں کی ترے عارض کا پرتو ہے
یہ جلوہ گاہ ہے تیری یہ جلوہ تیرا جلوہ ہے
کوئی کوہ نشین ہے جلوہ فرما خانۂ دل میں
خیالِ وصل پھر آنا ابھی پردہ ہے پردہ ہے
یہ مانا رشتیِ عصیان سے خستہ حال ہے بیدم
خدایا رحم کر آخر تو وہ تیرا ہی بندہ ہے



مرا دل اس پہ نازاں ہے کہ دل ہوں پر میں وہ دل ہوں
زمانہ جس کا مجنوں ہے میں اس لیلیٰ کا محمل ہوں
تڑپنا بھی نہ آتا ہو جسے وہ مرغِ بسمل ہوں
جو اپنی ہی لگی میں جل بجھے وہ شمعِ محفل ہوں

صبا میرے تن کا ہیدہ کو تو ہی اڑا لے چل
کہ دور افتادہ ہوں درماندہ ہوں گم کردہ منزل ہوں

مقر ہے دل کہ وہ آئین تو مجھ میں کیا کریں آ کر
سراپا غم کدیکی شکل ہوں اندوہ غزل ہوں

مرا خون بھی وہ جلوہ ہے کہ سر پر چڑھ کے بولے گا
سر محشر پکار اٹھو گے تم میں تیرا فال ہوں

لئے بیٹھا ہوں میں اپنا دل صد پارہ محفل میں
کوئی اک دل سے شامل ہو تو میں سو دل سے شامل ہوں

خدا رکھے مری مستی کا زاہد کیا ٹھکانہ ہے
یہاں تک بیخودی ہے اپنی ہستی سی بھی غافل ہوں

میں آواز جرس ہوں ہمنشیں یا نکہت گل ہوں
کہ سب سے دور بھی ہوں اور میں پہرے میں شامل ہوں

نہیں معلوم کیا کہہ کر چھری پھیری تھی گردن پر
کہ شہ رگ سے صدا آتی ہے میں ممنون قاتل ہوں

ستم پر ناز ہے ان کو مجھے ضبط و تحمل پر
جفاؤں میں وہ یکتا میں وفاداری میں کامل ہوں

انہیں محفل سے کیوں مرے نکلوانے کی کوشش ہے
نصیب دشمنان کیا غیر کی میں حسرت دل ہوں

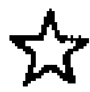
وہ آسان ہوں کہ آسانی سی ہر مشکل میں پھنس جاؤں
نہ آسانی سے جو آسان ہو وہ دشوار مشکل ہوں

نہ دل اس زلف میں پھنستا نہ مجھ پر بلا آتی
اسی کمبخت کے ہاتھوں میں پابند سلاسل ہوں

شکایت ان سے جب کرتا ہوں اپنی بیقراری کی
تو کہتے ہیں کہ کیا میں باعث بیتابی دل ہوں

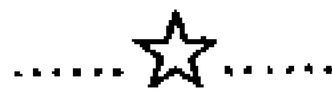
گلستان جہاں میں نکہت گل کی طرح بیدم
جدا بھی ہوں اسی مجمع سے جس مجمع میں شامل ہوں

میرے سر پر ہے بیدمؔ سایہ محبوب سبحانی
غلام قادری ہوں میں مرید شیخ کامل ہوں



وہی قصر وہی گلزار بھی ہے جو وہ یار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
گل وغنچہ ہے فصل بہار بھی ہے وہ نگار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

وہی دل وہی دیدہ وعقل وخرد وہی حسرت ویاس وامید وقلق
وہی گردش لیل ونہار بھی ہے جو قرار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
کبھی سکتہ ہے اور کبھی آہ وفغاں کبھی دردِ جگر کبھی سوزِ نہاں
دلِ غمگین ہے اورِ غمِ یار بھی ہے غمخوار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
وہی تخت تجمل مسند جسم وہی ماہی مراتب جاہ و حشم
وہی قصر وہی دربار بھی ہے سرکار نہیں تو کچھ بھی نہیں
وہی بیدؔم خستہ جگر بھی سہی وہی مشکل کلیم نظر بھی سہی
وہی طور وہی طومار بھی ہے دیدار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں



جان پر بن گئی اب وقت مسیحائی ہے
تیرے در پر خلش دردِ جگر لائی ہے
ساقیا پھول کی چل جائے تو ہم یہی سمجھیں
ایسے آنے کو تو ہر سال بہار آئی ہے
کوچۂ یار میں ٹھاٹھ سے جاتا ہوں میں
پیچھے میں ہوں مرے آگے مری رسوائی ہے

آئینہ خانہ بنی جلوہ گر ناز تری
تیرا حیرت زدہ آپ اپنا تماشائی ہے

کوئی کہہ کر انہیں سمجھائے تو کیونکر سمجھائے
قابل دید ہماری شب تنہائی ہے

دل برسائے در پیر مغان پر آ کر
جب تو ہم جانیں کہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے

دشتِ دل کا مرے شوق سے چرچا کیجئے
میں جو بدنام ہوا آپ کی رسوائی ہے

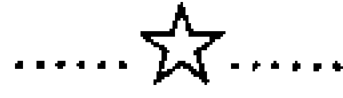
سر شوریدہ کے سو ٹکڑے ہوئے در پہ ترے
لیکن اب تک بھی وہی شوق جبیں سائی ہے

اپنے بیمار کا بھی تم سے مداوا نہ ہوا
بس اسی برتے پہ دعوئے مسیحائی ہے

عشق میں دل نے یہ کہہ کہہ کے بڑھائی ہمت
دو قدم اور چلو کوچۂ رسوائی ہے

اس پہ مسرور ہے دل آیا ہے پیغام وصال
یہ خبر ہی نہیں کمبخت کی موت آئی ہے

جب کھلی چشم حقیقت تو یہ دیکھا بیدمؔ
کہ تماشا بھی وہی ہے جو تماشائی ہے



بسمل کیا نہ تیر نہ شمشیر دیکھئے
جادو بھری نگاہوں کی تاثیر دیکھئے

چہرہ ہے شرح سورۂ والشمس تو یہ زلف
واللیل اذا سجیٰ کی ہے تفسیر دیکھئے

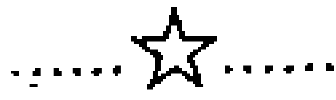
میں آپ ہی کے نام کو رٹتا رہا ہوں رات
شاہد ہیں اس کے نالۂ شبگیر دیکھئے

آئینہ خانے میں متحیر ہے چشم شوق
تصویر دیکھئے کہ یہ تنویر دیکھئے

آوار گان عشق کا کیا پوچھتے ہو گھر
یہ طوق ہے یہ حلقۂ زنجیر دیکھئے

ہنسنے کو لاکھ ہنسئے مگر دل میں فرق ہے
بل کھا رہی ہے زلف گرہ گیر دیکھئے

بیدمؔ غبار بن کے رہا کوئے یار میں
مٹی میں مل کے پائی ہے جاگیر دیکھئے



اٹھو کہ وقت مناجات ہے مسلمانو
یہ رات قاضی حاجات ہے مسلمانو
اٹھو اٹھو کہ فرشتے جگا کے کہتے ہیں
یہ وقت لطف عنایات ہے مسلمانو
اٹھو کہ ماہ عرب کی ہے چاندنی پھیلی
اٹھو کہ نور بھری رات ہے مسلمانو
اٹھو جو چین سے سوہنا ہے تم کو مرقد میں
یہ رات کان فیوضات ہے مسلمانو
جو دن صیام کے کان عطا و بخشش ہیں
تو رات عین فیوضات ہے مسلمانو
وہ والضحیٰ کی شرح اور یہ معنی واللیل
عجیب دن ہے عجب رات ہے مسلمانو

شجر حجر درودیوار جاگیں تم نہ اٹھو
بڑے ہی شرم کی یہ بات ہے مسلمانو

جگانا چاہو جو سوتے ہوئے مقدر کو
نہ سوؤ آج کوئی بات ہے مسلمانو

جو سویا کھو یا جو جاگا سو پا گیا مقصود
ہزار بات کی اک بات ہے مسلمانو

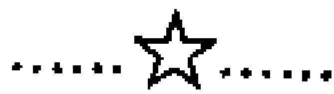
نزول رحمت باری کی ہے گھڑی جاگو
اٹھو کہ نور کی برسات ہے مسلمانو

اٹھے خدا کے پیارے رسول کے جانی
ہزار آفریں کیا بات ہے مسلمانو

جو چاہو مانگ لو بے پردہ ہیں خدا و رسولؐ
یہ وقت رفع حجابات ہے مسلمانو

ٹھہر ٹھہر کے چلے قافلہ مدینے کا
یہ لطف قطع مسافات ہے مسلمانو

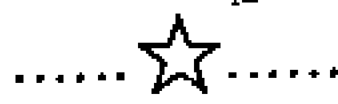
مدینے پہنچو تو بیدؔم کے حجرے پہنچانا
یہی غریب کی سوغات ہے مسلمانو



خوشی کے ساتھ تحیر بھی کچھ نگاہ میں ہے
کلیم خیر سے کیا آج جلوہ گا میں ہے
کوئی مہر میں خوبی حسن ماہ میں ہے
بھلا وہی جو بھلا آپ کی نگاہ میں ہے
چرا نہ آنکھ نظر چار کر میں دیکھوں تو
مجھے ہے شبہ مرا دل تیری نگاہ میں ہے
ہوئے ہیں دفن یہاں کشتگان حسرت دید
سنبھل کے چلیے کہ آنکھوں کا فرش راہ میں ہے
میں سو رہا ہوں تصور میں وصل حال کے
نصیب ہے کہ وہ بیدار خوابگاہ میں ہے
کسی کی زلف میں ہوتی تو حسن کہلاتی
یہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں ہے
عدو ہے میں ہوں حیا بھی ہے شوخیاں بھی ہیں
زمانے بھر کی سمائی تری نگاہ میں ہے
میں کیا بتاؤں تمہیں حال رفتگان عدم

کوئی ہے زینت منزل تو کوئی راہ میں ہے
تعینات سے گزرے تو یہ نظر آیا
جو ذرے میں ہے وہی جلوہ مہر وماہ میں ہے
ہزار کرتی ہے مایوس بے رخی تیری
امید عفو مگر چشم عذر خواہ میں ہے
اثر ملے تو اسے دے کے لے رسید اس کی
ہمارا نامہ غم جیب پیک آہ میں ہے
مرا رہا تو حقیقت ہی کیا مرے دل کی
بس ایک چیز ہے جب تک تیری نگاہ میں ہے
ذرا لیا کوئی احسان جھک گئی گردن
مرے لئے تو یہاں بار کوہ میں ہے
کس ایسے نور کے پتلے سے لڑ گئی ہے نظر
کہ آفتاب ہی ذرہ میری نگاہ میں ہے
وہ کہہ رہے ہیں مرے دل کی اضطرابی پر
کہ مدعی سے بھی تیزی سوا گواہ میں ہے
سنا ہے حضرت بیدم نے آج توبہ کی

خوشی شیوخ میں ہے وہوم خانقاہ میں ہے



عدو کے پھولوں کی یہ آبرونگاہ میں ہے
کہ ایک پھول اسی کا تری کلاہ میں ہے

وہی ہے دل میں جو کرتا ہے میرے دل کو تباہ
جو خون رلاتی ہے صورت وہی نگاہ میں ہے

جلائے مارے گرائے اٹھائے مست کرے
میں اس کے صدقے یہ تاثیر جس نگاہ میں ہے

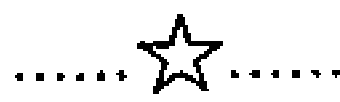
جو دل سے نکلے تو شعلہ کہو شرارہ کہو
نہیں تو آہ میں کچھ ہے نہ واہ واہ میں ہے

اسی میں چن کے ملے کاش شربت دیدار
یہ ایک ہلکا سا پردہ جو جلوہ گاہ میں ہے

خطا یہ ہے کہ خطا کیوں نہیں ہوئی مجھ سے
میں بے گناہ ہوں تعزیر اس گناہ میں ہے

کہاں ہیں غیر بلاؤ مقابلہ ہو جائے

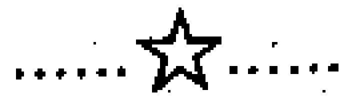
کہ امتحان وفا آج قتل گاہ میں ہے
کسی کو مل کے کیا زندہ تو کسی کو ہلاک
عجیب طرح کی تاثیر اس نگاہ میں ہے
کلیم کس سے مخاطب ہے نترانی گو
تمہارے ساتھ کوئی اور جلوہ گاہ میں ہے
سنبھل کے منزل الفت کو طے کرو بیدمؔ
کہ طغرہ لفظ تادب کا میل راہ میں ہے



مرا اشارہ یہ خنجر سے قتل گاہ میں ہے
کہ اک فلک کا ستایا تری نگاہ میں ہے
اگرچہ ہونے کو دشمن بھی قتل گاہ میں ہے
مگر شہید وفا آپ کی نگاہ میں ہے
حسین یوں تو ہزاروں ہیں پر وہ بات کہاں
جو بانکپن مری اس بانکے کج کلاہ میں ہے
تری نہیں میں ہے ہاں ہاں میں نون مضمر ہیں

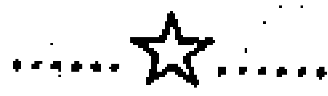
کہ جیسے نفی سے اثبات لاالہ میں ہے
تمہارے شیخ و برہمن ہیں دونوں حلقہ بگوش
یہ بتکدے میں ہے وہ اپنی خانقاہ میں ہے
مٹا دیا مری آشفتہ خاطری سے مجھے
نہ لطف طاعت حق میں نہ کچھ گناہ میں ہے
کلیم میں نے بھی دیکھا نہیں اگر اس کو
تو کس کے حسن کا جلوہ مری نگاہ میں ہے
مقام عشق میں محمود اور ایاز ہیں ایک
یہاں تو فرق گدا میں نہ بادشاہ میں ہے
یہ بے بلائے ہوئے کون آ گیا مرے گھر
لو اب تو سمجھے کہ تاثیر میری آہ میں ہے
دل ان کی مانگ میں صبرو قرار کھو بیٹھا
یہ کیسی لوٹ مسافر کی شاہراہ میں ہے
کسی نے حکم دیا اور کسی نے کی تعمیل
اسی قدر مری شرکت مرے گناہ میں ہے
قیامت آئی کہ اس شے سے ہٹ گئی ہے نقاب

یہ آج کیا ہے کہ اک دھوم جلوہ گاہ میں ہے
نکل رہا ہے ادھر میان سے ترا خنجر
ادھر سے موت مری چل چکی ہے راہ میں ہے
مقام وصل فنا و بقا سے آگے ہے
سنا ہے حشر کا میدان اس کی ر اہ میں ہے
نکل کے دل سے پھر برین کے پار گیا
حضور دیکھئے یہ توڑ تیر آہ میں ہے
ہمیں تو ان کی عطا کا ہے آسرا بیدم
نہ اپنے نالوں میں تاثیر ہے نہ آہ میں ہے

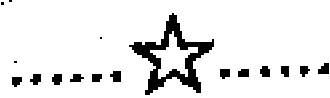


قتل عاشق کیلئے جب عشق سامان لے چلا
ڈھونڈ کر حسن ملاحت بھی نمک دان لے چلا
دل کو ساتھ اپنے خیال دید جاناں لے چلا
گھر بھی ساتھ اپنے ہمارے گھر کا مہمان لے چلا
تیرگی چھائی ضیا کا سازو سامان لے چلا

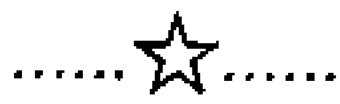
روشنی گھونگھٹ لگا کر روئے تابان لے چلا
بعد مجنوں کے جنون وحشت کا سامان لے چلا
دھجیاں دامن کی میرے گریبان لے چلا
حسرتِ دیدار داغِ ہجر امید وصال
بے سرو سامانیوں پر بھی یہ؟ لے چلا
اے دل بیتاب کل کی ذلتیں بھی یاد ہیں
پھر اسی کوچے میں ہم کو دشمن جان لے چلا
لے چلا کیا بزم ہستی سے دل حرمان نصیب
یاس وحسرت لے چلا غمہائے ہجران لے چلا
دائے محرومی کہ میں دیدار جاناں کے عوض
بھر کے آنکھوں میں غبار کوئے جاناں لے چلا
بارگاہ عشق میں نذرانہ حسن و جمال
میں دل مجروح اور یہ چشم گریاں لے چلا
دیکھ بیدم اشتیاق دید بھی کیا چیز ہے
مجھے زارو ناتواں کو پابہ جولان لے چلا



وہ زہر کو سمجھے ہیں کہ داروئے شفا ہے
شیشے میں بھرا ہے
کہتے ہیں یہی درد محبت کی دوا ہے
پی دیکھتا کیا ہے
یاد آ گئی تازہ ہوئے پھر زخم نہانی
لو مرنے کی ٹھانی
درد آج مرے سینے میں کچھ کل سے ہوا ہے
جی الجھا ہوا ہے
کیا پوچھتے ہو عشق و محبت کے کرشمے
یہ طول ہیں قصے
آزاد کوئی کوئی گرفتار بلا ہے
اک حشر ہے
کیوں آتی ہے روز اے شب فرقت ہے
کیا تجھ کو مرے خانہ ویران میں دھرا ہے



بیکار ہیں تدبیریں عبث کوشش بے جا
ہو گا وہی بیدمؔ جو مقدر میں لکھا ہے
جو حکم خدا ہے



ہوائے دو سوز غم مرے دل کی تمنا ہے
ہر اشک دیدۂ پر نم مرے دل کی تمنا ہے
شب غم میں شریک غم مرے دل کی تمنا ہے
رفیق ومونس و ہمدم مرے دل کی تمنا ہے
کسی فرقت میں سوز غم مرے دل کی تمنا ہے
کبھی یہ دیدۂ پرنم مرے دل کی تمنا ہے
مر جان حزین طیبہ میں چھوڑے جسم خاکی کو
یہ اے فخر بنی آدم مرے دل کی تمنا ہے
تری چوکھٹ ہوا میرا سر ہو جدا ہوں تجہیت کے
بھی اے قبلۂ عالم مرے دل کی تمنا ہے

سوائے دردو کلفت اور کوئی پھل نہیں دیتی
جب شاخ نہال غم مرے دل کی تمنا ہے

الٰہی جان لیں وہ بھی کہ ہم پر مٹ گیا کوئی
وہ میرا خود کریں ماتم مرے دل کی تمنا ہے

بھری محفل سے دشمن کو عبث سے تم نے نکلوایا
نکلنے کے لئے کیا کم میرے دل کی تمنا ہے

زمانے بھر کی رسوائی ہو مجھ کو عشق میں حاصل
بھلی ہو یا بری تاہم میرے دل کی تمنا ہے

تمہیں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں کعبہ میں کلیسا میں
تمہارے راز کی محرم میرے دل کی تمنا ہے

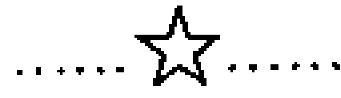
دکھاتی ہے مجھے گھر بیٹھے نقشہ سارے عالم کا
میری آنکھوں میں جام جم میرے دل کی تمنا ہے

دکھائے دیتی ہے دنیا کو نقشہ حسرت دل کا
بڑی کمبخت نامحرم میرے دل کی تمنا ہے

عبث ان کی خلاف وعدگی مجھ کو رلاتی ہے
رلانے کو مرے کیا کم میرے دل کی تمنا ہے

ہوا بند ہے نہ کیوں رنگ پریدہ روئے عاشق کا
نشانِ عشق کا پرچم میرے دل کی تمنا ہے
نہ کعبے سے غرض اور نہ بت خانہ سے مطلب ہے
نئی دنیا نیا عالم میرے دل کی تمنا ہے
مری بے جان حسرت میں اسی سے جان پڑتی ہے
مجھے تو عیسیٰ مریم میرے دل کی تمنا ہے
تمہاری سختیوں سے ٹوٹ جائے غیر ممکن ہے
بہت مضبوط اور مستحکم میرے دل کی تمنا ہے
اسی پر آرے چلتے ہیں اسی کے ٹکڑے ہوتے ہیں
شہید ابروئے پرخم میرے دل کی تمنا ہے
اسے غصے کی گرمی سے اڑا دو ہو نہیں سکتا
بھلا کیا قطرۂ شبنم میرے دل کی تمنا ہے
کسی کی بے نیازی سے خبر آ کر غرض کیا ہے
دلِ مجروح کا مرہم میرے دل کی تمنا ہے
لبوں تک آ نہیں سکتا حرفِ آرزو کوئی
کسی کے راز کی محرم میرے دل کی تمنا ہے

تری خاموشیوں نے مدعائے دل کو لے ڈالا
کبھی بیدل کبھی بیدؔم میرے دل کی تمنا ہے



غبار وادی مجنوں کو محل کی تمنا ہے
تمہارے بعد یہ پیا کو منزل کی تمنا ہے
نہائے خون حسرت تیغ قاتل کی تمنا ہے
گلا تلوار پر رکھ دے یہ بسمل کی تمنا ہے
کمال عشق میں معشوق بن جاتا ہے ہر عاشق
گلے مجھ کو لگا لے تیغ قاتل کی تمنا ہے
ستمگر ہے کوئی تقدیر سے کوئی ستم کش ہے
کوئی قاتل کی ہے اور کوئی بسمل کی تمنا ہے
الٰہی ورطہ طوفان غم میں غرق ہو جاؤں
میں وہ کشتی ہوں جس کو بعد ساحل کی تمنا ہے
خدا نے منتخب جس کو کیا اولاد آدم میں
ازل سے مجھ کو اس انسان کامل کی تمنا ہے

سنایا ہے بہت کچھ اضطراب قلب مضطر نے
ہمیں مشکل کشا سے حل مشکل کی تمنا ہے

بہار آئی ہے پھر سودا ہوا ہے زلف پیماں کا
مجھے پھر ان دنوں قید سلاسل کی تمنا ہے

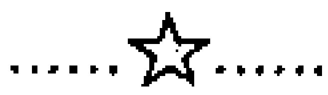
نہ لوں گا میں اگر آ کر خضر بھی آب حیواں دیں
کسی کے ہاتھ سے زہر ہلاہل کی تمنا ہے

تمہارے حاصل کی خواہش ہو یا ترک محبت کی
ہماری جان کی لیوا ہے جو دل کی تمنا ہے

وہ آئے بے بلائے مدعا بھی ہو گیا حاصل
مگر دل کو ابھی تک جذب کامل کی تمنا ہے

کرم مشتاق سائل اور میں مشتاق کرم تیرا
ترے سائل کو تیری تجھ کو سائل کی تمنا ہے

کہاں سے لاؤں کس سے لاؤں کیونکر لاؤں اے بیدم
کروں کیا روز ان کو اک نئے دل کی تمنا ہے



گلوں کو باغ میں شور عنا دل کی تمنا ہے
حسینوں کو بھی ارمانوں بھرے دل کی تمنا ہے

نکالے دیتے ہو جس کو سمجھ کر غیر کی حسرت
وہ میری آرزو ہے وہ میرے دل کی تمنا ہے

ہمارے دل سے پوچھو جان لیلیٰ اس تمنا نے
انہیں کیا ہے انہیں تو دل لگی دل کی تمنا ہے

بجا ہے غیر اچھا غیر کی ہر آرزو اچھی
نہ میں اچھا نہ کچھ اچھی مرے دل کی تمنا ہے

یہی فقرہ اڑا لایا مرا اپنے پریو کو
ابھی دیتا ہوں تم کو کیا تمہیں دل کی تمنا ہے

یہ مجھ سے دور ہو جائے تو وہ آ جائیں پہلو میں
وہ ان کی آرزو ہے یہ مرے دل کی تمنا ہے

نہ نکلے گی کبھی یہ جان کی دشمن نہ نکلے گی
اجی کیا کھیل ہے کیا دل لگی دل کی تمنا ہے

عبث غصے میں تم نے آئینہ کو چور کر ڈالا
یہ میں کب کہا تھا یہ میرے دل کی تمنا ہے

جسے میں کہہ نہیں سکتا جسے تم سن نہیں سکتے
وہی ہے آرزو میری وہی دل کی تمنا ہے

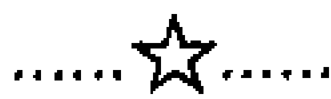
مری ہستی ہی کیا اور میں ہی کیا ہاں سچ تو کہتے ہو
نہ میرا دل ہے کوئی شے نہ کچھ دل کی تمنا ہے

وہ جب آئینہ دیکھیں میری صورت سامنے آئے
انوکھی آرزو میری نئی دل کی تمنا ہے

وہ آئیں تو جو کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے
یہ نشتر ہے مرے پہلو میں یا دل کی تمنا ہے

مرے پہلو میں بیٹھے چٹکیاں لے لے کے کہتے ہیں
کہاں ہے آپ کا دل کس جگہ دل کی تمنا ہے

ہمارے جذب کامل نے کسی کے منہ سے کہلایا
تمنائے دل بیدمؔ مرے دل کی تمنا ہے



وہ کام کیے آ کر اک تیر نظر تو نے
چبتے ہیں کلیجے میں لی دل کی خبر تو نے

زخمی کئے آتے ہی دل اور جگر تو نے
چھوڑا نہ کوئی پہلو اے تیر نظر تو نے

گھبرایا ہوا گھر سے یہ کون چلا آیا
کیوں دیکھ لیا اب تو نے

توڑا مرا دل تو نے اس دل میں مرا کیا تھا
برباد کیا ظالم اپنا ہی تو نے

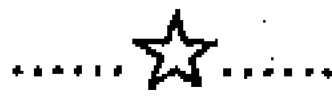
دشمن نے تو اس در سے اٹھوا ہی دیا ہوتا
پر اٹھ کے بٹھایا ہے اے درد جگر تو نے

کل محفل جاناں میں اٹھ اٹھ کے بٹھایا ہے
احسان کیا مجھ پر اے درد جگر تو نے

تمہی کو برا کہتا واللہ نہیں کہتا
اک بار بھی اے واعظ پی ہوتی اگر تو نے

جو تیرے لئے اپنی ہستی کو مٹا بیٹھا
بھولے سے کبھی ظالم لی اس کی خبر تو نے

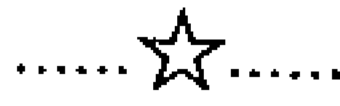
ایمان رہا قائم تو خود ہی بتا بیدم
قدموں پہ جب اس بت کے یوں رکھ دیا سر تو نے



سہرا

رخ نوشاہ پہ ہے سایہ یزداں سہرا
جیسے بسم اللہ ہے زیب سر قرآں سہرا
ماہ چہرہ تو ضیائے مہ تاباں سہرا
کیا ہے اس رخ سے ہے ہمدست وگریباں سہرا
کہتی ہیں لائی ہیں پھولوں کا جو پریاں سہرا
باندھ لے باندھ لے اے رشک سلیماں سہرا
قرباں صل علیٰ صل علیٰ کہنے لگیں
دیکھ کر آج ترا سرو خراماں سہرا
صدقے کر دیتے زلیخا کی طرح جانِ عزیز
دیکھ لیتے جو تیرا یوسفِ کنعاں سہرا
نظر دیدۂ بدبیں کی نگہبانی کو
خسرو حسن ہے نوشاہ تو درباں سہرا
پڑھ کے گوندھا ہے ہر اک پھول پہ سو بار درود
کیوں ہو یمن و سعادات کا ساماں سہرا

کیا یہ نوشے کے سراپا کی بلائیں لے گا
سر کا آتا ہے جو نا گوشہ و امان سہرا
یہ لچکنا نہیں پھولوں کا ہے تحریک نشاط
شادی و عیش کا ہے سلسلہ جنبان سہرا
سر پہ دلہا کے رہے سایہ و امان حضور
اور مبارک ہو اسے حضرت جیلان سہرا
گل مضمون کا تو اک ہار بنائے بیدم
لائے ہیں گلشن فردوس سے رضوان سہرا



نسیم صبح دم نے جب نوازا اہل گلشن کو
تو جھجکورے دیئے پہلے مری شاخ نشیمن کو
چھپاتے ہو عبث گھونگھٹ میں اپنے روئے روشن کو
ہوائے شوق نظارہ رکھے گی درپہ چلمن کو
مرا سینہ پسند آیا خیال روئے روشن کو
مبارک شمع قصر لا مکان صحرائے ایمن کو

کوئی حد ہے کدورت کی کہ جب قربت پہ آتے ہیں
تو سو سو حیلوں سے وہ جھاڑتے جاتے ہیں دامن کو

جوانی نے انہیں بھی کشمکش میں ڈال رکھا ہے
جھکاتی ہے حیا شوخی اٹھا دیتی ہے گردن کو

موذن نے ازل میں مجھ سے انداز فغاں سیکھا
بتائی طرز نالہ میں نے ناقوس برہمن کو

قیامت ہے مرے دل کا دکھانا میں وہ بلبل ہوں
کہ اے گل ایک نالہ میں ہلا دوں سارے گلشن کو

دس اس بُت کے وار میں مرتے ہیں سو اس کے اشارے میں
میں خنجر پر ترے ترجیح دوں گا تیری چتوں کو

برائی کا عوض بھی میرے مذہب میں بھلائی ہے
ہمیشہ یاد کرتا ہوں دعا کے ساتھ دشمن کو

ترے ہاتھوں سے اے جوش جنوں میں تنگ آیا ہوں
گریباں سی نہ پایا تھا کہ پھاڑا تو نے دامن کو

ذرا ہم بھی تو دیکھیں طور پر کیسی تجلی
چمک کر پھونک دے یار چلمن کو

نہ جانے کیا خیال آتا ہے اکثر جب وہ آتے ہیں
بڑی حسرت سے پہروں میں میرے مدفن کو

یہ ہے حب وطن غربت میں جب مجھ کو ملا کوئی
تو میں نے دوست سے بھی پہلے پوچھا اپنے دشمن کو

جہاں میں کوچۂ جاناں میں پہنچا یہ گرمی دہڑ سے
مرے نظارے سے کیوں ضعف آ جاتا ہے چلمن کو

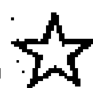
خدایا اس آئے بحر و زنار کا رشتہ
جناب شیخ نے چاہا ہے اک طفل برہمن کو

تعجب ہے انہیں میں ان کے ٹھکراتے ہی جی اٹھا
وہ آئے تھے فقط گھر سے مٹانے میرے مدفن کو

تماشے کی طرح سے دیکھئے بے تابیاں میری
ترانہ ہی سمجھ کر آپ سنئے میرے شیوں کو

برنگ نکہت گل باغ میں ہوں اور نہیں ہوں میں
یہ بجلی ڈھونڈتی پھرتی ہے کیا میرے نشیمن کو

صلائے عقل و دانش کب ہے بیدم مانع وحشت
نکل جاتا ہے مجنوں توڑ کر زنجیر آہن کو



میسر ہو اگر قسمت سے شاخِ گل نشیمن کو
چہک کر بلبلیں سر پر اٹھا لیں صحن گلشن کو
عجب کیا پھونک دے ان کی نگاہ گرم گلشن کو
مثل ہے اک چنگاری جلا دیتی ہے خرمن کو
سنبھل کر روندھنا اور شہسوار ناز مدفن کو
مری خاک اڑے گی تاک کر تیرے ہی دامن کو
اجاڑا ہے صبا جس طرح سے میرے نشیمن کو
یونہی برباد کرنا تھا مرے دشمن کے خرمن کو
وہ وحشی ہوں کہ جب فارغ ہوا جیب و گریبان سے
تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا صحرا کے دامن کو
قفس میں بھی لپٹ جاتی ہے آ کر بوئے گل مجھ سے
وہی الفت ہے میرے ساتھ اب تک اہل گلشن کو
ادائے یار تیری سادگی پر جان جاتی ہے
کوئی پوچھے میرے دل سے تیرے بیسا کھیوں کو
ٹھنی ہے اب تو میرے دل میں یوں نظارہ بازی کی

کہ بدلوں آنکھ کے پردے سے ان کی در کی چلمن کو

میں اس مردم شناسی اور سمجھ کے صدقے ہو جاؤں
سمجھ رکھا ہے دشمن دوست کو اور دوست دشمن کو

یہ قتل عام کی تکلیف کیوں سرکار فرمائیں
اشارہ کیجئے مژگان کو ایما چشم پر فن کو

زمین شعر کو رنگین بناتی ہے زبان اپنی
ہمارے چہچہے گلشن بنا دیتے ہیں گلشن کو

کیا صد چاک اپنا سینہ یوں راہ رسائی دی
نگاہ حسرت آگیں کا ہے کتنا پاس چلمن کو

کرے گا حشر میں غمازیاں یہ خون ناحق کی
مرے مرے بھی پہلے تم تراشو اپنے دامن کو

میرا پیغامبر واقف ہے ان کی بدمزاجی سے
کہ باتیں کر رہا ہے دیکھتا جاتا ہے چتون کو

خدا رکھے مرا سوز جگر بے طرح کام آیا
اسی اک شمع نے روشن کیا ہے کنج مدفن کو

عجب تقسیم ہے قسام قسمت میں ترے صدقے

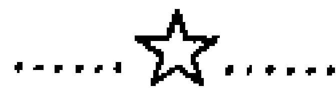
کہ بیتابی مجھے دی شوخیاں بس ان کی چتون کو
کن آنکھوں سے تو ان کا گھورنا دیکھا نہیں جاتا
کہو تو خاک بھر کر بند کردوں چشم روزن کو
محبت مذہب اپنا صلح کل مشرب ہمارا ہے
کریں گے شیخ کو آداب پالاگن برہمن کو
خدا رکھے تمہارا نام مٹنے دو نشان میرا
تم آؤ شوق سے آ کر مٹا دو میرے مدفن کو
اگر بے پردہ ہو جاتا یقین ہے حشر ہو جاتا
گرا دیں بجلیاں مجھ پر ہلا کر تو نے چلمن کو
جو کر دیتی ہے ٹکڑے انتظار یار کی وحشت
نگاہ منتظر کے تارے سیتا ہوں دامن کو
وہیں بجلی بھی میری خوبی قسمت سے گرتی ہے
جہاں میں چار تنکے جمع کرتا ہوں نشیمن کو
ہمیں دونوں جہاں میں ہے اسی کا آسرا بیدم
یہ کیوں کر ہو کہ پا کر چھوڑ دیں ہم ان کے دامن کو



مستزاد

کعبہ و کلیسا میں وہ کہتے ہیں کہ کیا ہے
سب سجدوں کی جا ہے
ان کو تو مرے درد بھرے دل میں مزا ہے
یاں رہنا روا ہے
جب ان سے بیاں کیجئے تکلیف جدائی
اللہ رے جدائی
فرماتے ہیں یہ دل کے لگانے کی سزا ہے
چاہت مزا ہے
رسم قفس و قید سے واقف نہیں اصلا
صیاد سکھانا
یہ طائر دل تازہ گرفتار بلا ہے
نازوں کا پلا ہے
پرکالہ آتش ہے مری آہ شرر بار
پھونکا مرا گھر بار

مرا نہ مری خرمن ہستی کا پتا ہے
بس نام خدا ہے
بیدمؔ وہاں خط کی نہ پیامی کی رسائی
کیونکر ہو سنائی
بیکار ہیں نالے عبث آہ و بکا ہے
اب ہونا ہی کیا ہے



کلیسا میں ہو کعبہ میں ہو بت خانے کے اندر ہو
غرض یہ ہے کہیں ہو ان کا نظارہ میسر ہو
بس اب اس کو نہ پوچھو رہنے دو کیا کیا ہو کیونکر ہو
کٹاری ہو چھری ہو تیر ہو نشتر ہو خنجر ہو
مرا سر ان کی چوکھٹ ان کی چوکھٹ ہو مرا سر ہو
اگر قسمت میں چکر ہے تو اس روضہ کا چکر ہو
قیامت میں جو یارب تابش خورشید محشر ہو
تو سر پر چتر بن کر سایہ دامان حیدر ہو

وہ آئیں جبکہ مشتاق تھا آپے سے باہر ہو
یہ کیا ملنا کہ جب ملنا نہ ملنے کے برابر ہو

شہنشاہِ حسیناں ہو پر یزادوں کے افسر ہو
کوئی بہتر ہے عالم میں تو تم بہتر سے بہتر ہو

بس اس میں شک نہیں عاشق نوازی ختم تم پر
خدا رکھے تمہیں تم آفتاب ذرہ پروانہ ہو

تمہاری صلح ہو یار اٹھنا دونوں قیامت میں
کمان ہو جھک کے ملنے میں تو کچھ جان میں خنجر ہو

میں لفظ شکر پر نامے کو اپنے ختم کرتا ہوں
جو کہنے پر ہوں آمادہ تو اک شکووں کا دفتر

قیامت سی قیامت ہے یہ تیرا بے نقاب آنا
کہیں ایسا نہ ہو اے فتنہ گر وبالِ محشر ہو

کہاں آنسو مرے دامن کہاں اس بحر خوبی کا
خدا کی شان ہے اک قطرۂ ناچیز گوہر ہو

غلط سمجھا جو تم کو دشمن جان میری جان سمجھا
قرار قلب مضطر ہو نسیم روح پرور ہو

لکھا ہو جس میں ان کے آستان پر جبہ سا ہونا
وہ قسمت میری قسمت ہو وہ میرا ہی مقدر ہو

تمہارا عکس عارض گر پڑے صحن گلستان پر
زبان برگ گل پر نعرہ اللہ اکبر ہو

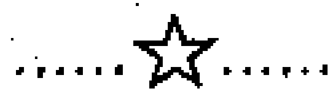
غبارِ قیس صرف اس خوف سے دب کر نہیں اٹھتا
کہ محمل میں مبادا خاطر لیلیٰ مکدر ہو

ہوا ہوں دفن مل کر تن پہ خاک کوچہ جاناں
الٰہی اس یتیم سے نماز صبح محشر ہو

مجھے دنیا شراب دید ہی محشر میں اے ساقی
اگر حصے میں زاہد کے مے تسنیم و کوثر ہو

میسر ہو اسے کیا خاک اطمینان کہ بات
حیات وموت جس کی منحصر ہاں اور نہیں پر ہو

یہ حسرت ہے کہ بیدمؔ زندگی ہو یا مرا مرنا
جو کچھ ہونا ہے اب تو کوچہ جاناں میں چل کر ہو



جو سر ہو خنجر ابرو مرا سر نذر خنجر ہو
میں جی جاؤں اگر ایسی سرافرازی میسر ہو
روانہ جب تیری جانب یہ قلب زارو مضطر ہو
تو پیچھے یہ ہو آگے اس کے ارمانوں کا لشکر ہو
بہار اس طرح اب کے دیکھنا ہم کو میسر ہو
کہ ہم ہوں اور تم ہو میکدہ ہو دور ساغر ہو
گرفتار محبت ہو کے آزادی میسر ہو
جو لیلیٰ بیڑیاں پہنائے تو مجنوں کا زیور ہو
خداوند انہ جس میں الفت آل پیمبر ہو
وہ دل دل ہی نہیں بہتر ہے اس کا نام پتھر ہو
بھلا ایسے مریض ہجر کو آرام کیوں کر ہو
مسیحا کے دعا کرنے سے جس کا حال ابتر ہو
میں دل ہی دل میں اس کو آئینہ رو کہہ تو گزرا ہوں
غضب ہو گر خیال خاطر جاناں مکدر ہو
کس کے پرزے کر ڈالے یہ کس کی دھجیاں کر دیں
کہیں ایسا نہ ہو دست جنوں دامانِ محشر ہو

مروت بھی ہے دامن گیر اور لڑتے بھی جاتے ہیں
جو غصہ ہو تو صاحب سامنے آنکھیں ملا کر ہو

سراپا ان کا یہ کہنے کیلئے تیار ہوں لیکن
کمرہ کا وصف لکھنے کیلئے عنقا کا شہپر ہو

مشابہ یار کے ابرو سے ہو کر آبرو پائی
نہیں تو ایک بل کھایا ہوا لوہا بھی خنجر ہو

میں اپنی دیدۂ دیدار جو کا سرمہ سمجھوں گا
اگر قسمت ہے خاک کوچۂ جاناں میسر ہو

جہاں ہو ساحل مقصود دریائے محبت کا
وہیں پر کشتیِ عمر رواں کا میری لنگر ہو

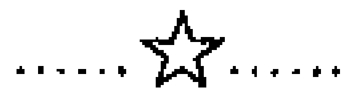
دعا یہ ہے کہ یارب یوں بسر ہو زندگی میری
توکل میرا تکیہ ہو قناعت میرا بستر ہو

بڑھا دوں جوڑ کر طول شب فرقت کے ٹکڑوں سے
جو شکووں سے مرے کم وسعت دامان محشر ہو

تمنا ہے کسی کی خوابگاہ ناز میں بیدمؔ
مری آنکھوں کے پردے ہوں مری پلکوں کی جھالر ہو

......☆......

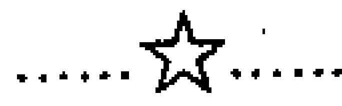
پیارے نوشاہ پہنچ کر ترے سر پر سہرا
کیسا اتراتا ہے اللہ اکبر سہرا
بکھری جاتی ہیں لڑیں پھولوں کی رخساروں پر
موتی اور پھولوں کی کرتا ہے نچھاور سہرا
بدھی شانے پہ حنا پاؤں پہ رخ پر غازہ
ناز کرتا ہے ترے سر پر پہنچ کر سہرا
جس نے دیکھا تجھے خوش ہو کے بنائیں لیلیں
زیب دیتا ہے کچھ ایسا ترے رخ پر سہرا
مالیں پھولوں کی لائیں گے مگر ہم بیدم
لائے ہیں یہ در مضموں کا بنا کر سہرا



لڑی ہیں جب سے آنکھیں مجھ کو دو بھر زندگانی ہے
دل آ کھ رہا ہے ان پہ اک دن جان جاتی ہے
ہزاراں زاریاں صدقے ترے پابند گیسو پر

ترے کوچے میں مرٹنا حیاتِ جاودانی ہے
لگا رکھا ہے سینے سے ترے درد محبت کو
اسے کیونکر مٹاؤں دل سے یہ تیری نشانی ہے
عزیز و بعد مدت وہ تلے ہیں قتل عاشق پر
مرے آگے سے ہٹ جاؤ کہ وقت جانفشانی ہے
یہ تیرے اٹھتے جوبن ہیں کہ فتنے ہیں قیامت کے
بلا ہے قہر ہے آفت ہے یا تیری جوانی ہے
غبار قیس ہر سو ڈھونڈتا ہے ناقہ لیلیٰ
خدایا کیا ابھی تک اس کو شوق سا ربانی ہے
تری ہر ہر ادا پر جان صدقے دل تصدق ہے
ستم کو بھی سمجھتا ہوں کہ تیری مہربانی ہے
تم اپنے مصحف رخ کی سنو تو داستان کہہ دوں
فسانہ قیس و وامق کا گئی گزری کہانی ہے
تصدق اپنے میخواروں کا صدقہ اپنے مستوں کا
وہ مے دے ساقیا جس میں سرور جاودانی ہے
وہ آئیں بھی تو کیوں کر آئیں میں جاؤں بھی تو کیونکر

نزاکت ان کو مانع مجھ کو عذر ناتوانی ہے
کھلے تو ایسے کھل کھیلے کوئی ذرہ نہیں خالی
مگر اک مجھ سے پردہ ہے مجھی سے لن‌ترانی ہے
کیا بیدمؔ مجھے شمشیر ابرو واہ کیا کہنا
غضب کا کاٹ ہے تجھ میں قیامت کی روانی ہے



مستزاد

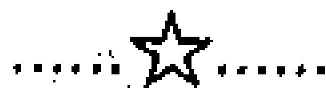
آنکھ برچھی کی انی تھی کہ سنبھالی نہ گئی
دل کا خون ہو کے رہا
جب پڑی سینے پہ میرے کبھی خالی نہ گئی
جان کو ساتھ ہو
کشتۂ ناز سے کہتی ہے یہ مقتل میں قضا
کچھ بس نہ چلا
تم بچاتے تو رہے جان بچانا
نہیں کچھ بس نہ چلا

میکدے حرم و دیر و کلیسا میں گئے
ہم جہاں جا کے رہے
دل سے تو اتری تصویر خیالی نہ گئی
تجھ کو ہی سجدہ کیا

زلف کے بھیس میں یہ کالی بلا آئی ہے
یہ گھٹا چھائی ہے
یا یہ ناگن ہے کہ جو آپ سے پالی نہ گئی
میرا دل آ کے ما دسا

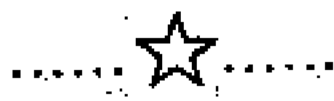
دل سی شے کھو کے وہ کہتے ہیں شکایت کیسی
اب حکایت کیسی
تم سے رکھی نہ گئی تم سے سنبھالی نہ گئی
ہم سے بیجا ہی گلا

تب کہا ان سے کہ پھر تم میرے دشمن سے ملے
کہہ کے قائم نہ رہے
بولے بیدم یہ تیری خام خیالی نہ گئی
اور تیرا شک نہ گیا



سہرا

نوشاہ تیرا ہے وہ انوکھا سہرا
نہ سنا ہم نے نہ اس شان کا دیکھا سہرا
رشتہ اس کا نگہ چشم خدا بینا ہے
پھولوں کی جا پہ ہے انوار کا گوندھا سہرا
ہر روز ہے یا ماہ شبِ قدر ہے رخ
یہ شعاعیں نظر آتی ہیں ہمیں یا سہرا
نظارہ ہیں کل اہل نظر کی آنکھیں
پھولوں کے سرے پہ ہے تار نظر کا سہرا
جتنے احباب ہیں سب کچھ دعا ہے بیدمؔ
شادی راس آئے مبارک ہو خدایا سہرا



میں مل کر غبارِ کوئے جاناں ہو گیا
مجھ نکمے سے عجب کارنامہ ہو گیا

وحشت دل رحم کراب تو میں عریاں ہو گیا
پرزے دامن کے اوڑے ٹکڑے گریبان ہو گیا
جس نے دیکھا روئے روشن محو حیران ہو گیا
جس نے زلفوں پر نظر ڈالی پریشان ہو گیا
وہ ملے قسمت پھری بدلے مرے لیل ونہار
ہو گیا ہر درد کا اور خوب درمان ہو گیا
اس کی صورت دیکھ کر عالم کو حیرت کیا ہوئی
دیکھ کر یہ شکل عالم خود وہ حیران ہو گیا
لے رہا تھا زخم دل کیا کیا مزے اے چارہ گر
شور بختی سے مری خالی نمکدان ہو گیا
جلوہ گاہ ناز کے پردے سے چھیڑ اچھی نہیں
یہ بھی کیا دست جنون میرا گریبان ہو گیا
جس کو ہم دلدار سمجھے ہائے نکلا دل شکن
جس کو اپنی جان سمجھے دشمن جان ہو گیا
مانگتا ہوں جب دعائے وصل ان کے سامنے
ہنس کے فرماتے ہیں مانگے جاؤ جی ہاں ہو گیا

موت آ جاتی شب فرقت سے پہلے مجھ کو کاش
اب تو کچھ بے موت ہی مرنے کا ساماں ہو گیا

بخت خفتہ جاگ اٹھا کہتے ہیں آ کر خواب میں
لیجئے اب تو علاج درد پنہاں ہو گیا

اب وہ آئے ہیں تو کیا کیجئے کہاں ٹھہرائے
دل تو وقف حسرت و اندوہ حرماں ہو گیا

قمریوں کی طرح میں کوکو ہی کرتا رہ گیا
مجھ سے جب رخصت مرا سرو خراماں ہو گیا

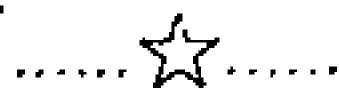
بزم دشمن میں جلا دل کو اگر جلنا ہی تھا
کیوں نہ یہ کمبخت شمع بزم جاناں ہو گیا

ابروئے دلدار محراب عبادت ہے مری
مصحف رخسار جاناں اپنا قرآں ہو گیا

قسمت اپنی ہے طبیعت اپنی ہے اپنی پسند
قیس لیلیٰ پر فدا میں تم پر قرباں ہو گیا

کیا بلا ہے کیا سیہ بختی ہے کیا اندھیر ہے
اک زمانہ ہی اسیر زلف پیچاں ہو گیا

چارہ گر ڈھونڈا کریں بھر رہائی ہر طرف
جسم اوراک نقش بر و دیوارِ زنداں ہو گیا
قبر کا کھٹکا نہ بیم حشر اے بیدمؔ اُسے
جو غلام حضرت شاہِ شہیداں ہو گیا



سینہ پر داغ نذر نوک پیکان ہو گیا
ایک غنچے پر فدا سارا گلستان ہو گیا
تیرے در پر اے مسیحا سب کا درمان ہو گیا
ایک میں ہی کیوں تختہ مشق طبیان ہو گیا
آرزوؤں کی برائی وصل جانان ہو گیا
جب دعاؤں سے اثر دست و گریبان ہو گیا
دیکھ کر دامان محشر کو بھی مچلا طفل اشک
قطرہ سے دریا ہوا دریائے طوفان ہو گیا
خواب میں دیکھا انہیں سوتے ہوئے جاگے نصیب
پردے پردے میں علاج درد پنہاں ہو گیا

کب رہا خالی مرا کاشانۂ دل خیر سے
تم چلے پہلو سے اٹھ کر درد مہمان ہو گیا

ہے گدائی بادشاہی مفلسی ہے منعمی
بوریا میرے لئے تختِ سلیمان ہو گیا

دادِ محشر کے آگے خونبہا اچھا ملا
قتل پر میرے مرا قاتل پشیمان ہو گیا

جب کہا مولا علی مشکل کشا مشکل کشا
اپنا ہر مشکل سے مشکل کام آسان ہو گیا

تیرے چھپنے سے ہوا آنکھوں میں اک عالم سیاہ
روز روشن بھی مجھے شامِ غریباں ہو گیا

زلف سلجھاتے رہے یا مجھ سے الجھے بار بار
ہائے عیشِ وصل بھی خواب پریشان ہو گیا

زخم بھرنے ہی کو تھے لذت طلب دل کے مگر
رک گیا دان ہاتھ اور خالی نمکدان ہو گیا

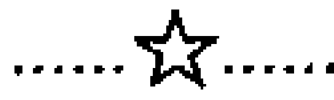
صدقے ایسے بھولے پن کے ایسے بچپن کے نثار
وہ نہیں سمجھے زمانہ کس پہ قربان ہو گیا

بس تڑپتے ہی تڑپتے آ گیا دل کو قرار
بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہو گیا

آپ نے وعدہ کیا اور کام میرے بن گئے
لطف سے پہلے ہی میں ممنون احسان ہو گیا

ہرگ و پے میں ہے تیرے حسن کی جلوہ گری
تو تو میرے دل میں آتے ہی مری جان ہو گیا

حلقۂ رنداں میں غم ہے خانقا ہوں میں خوشی
آج اک بیدمؔ خراباتی مسلمان ہو گیا



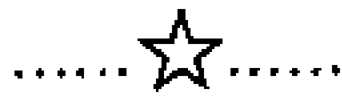
سہرا

تو انوکھا تیرا عالم سے نرالا سہرا
چاند ہے تو تو ہے تجھ چاند کا ہالا سہرا

مالنیں باندھ کے جب گائیں مبارکبادی
ہنس کے نوشاہ نے شرما کے سنبھالا سہرا

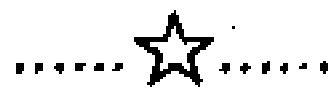
پیارے نوشاہ ترے دل کی مرادیں بر آئیں

راس لائے تجھے اللہ تعالیٰ سہرا
اللہ اللہ یہ تجلی تیرے سہرے کے نثار
چھپ گیا چاند جو مقنع سے نکالا سہرا
موتی اور پھولوں کے آئے ہیں بہت اے بیدم
گوہر نظم کا اک تو تو بنا لا سہرا



اب وہ پہلا سا ترا لطف و کرم بھی نہ رہا
لطف تو لطف وہ انداز ستم بھی نہ رہا
نہ رہے ان کو اگر مجھے محبت نہ رہی
نہ رہے ان کو اگر پاس قسم بھی نہ رہا
ان کے کوچے میں رقیبوں کی جہالت دیکھی
ہمنشین مٹنے پر اپنے مجھے غم بھی نہ رہا
جذبۂ دل نے مرے کھینچ بلایا آئے
اب تو میں آپ کا ممنون کرم بھی نہ رہا
تم ستانے سے مرے خوش ہو تو میں بھی خوش ہوں

اب مرا رنج و الم رنج و الم بھی نہ رہا
دیکھ کر کوچہ جاناں کی بھاریں زاہد
اب تو میں شایق گلزار ارم بھی نہ رہا
رہنما کس کو بنائے رہ الفت میں کوئی
جانے والوں کا ادھر نقش قدم بھی نہ رہا
تو ہی تو اول و آخر ہے جب اے جان جہاں
پھر کوئی چیز میرا ہست و عدم بھی نہ رہا
جرم ٹھہری جو محبت تو میں مجرم ٹھہرا
اور ستم تیرا مرے حق میں ستم بھی نہ رہا
ہر جگہ میرے لئے جلوہ گر یار بنی
اب تو کچھ تفرقۂ دیر و حرم بھی نہ رہا
میرے ہوتے ہوئے غیروں پہ جفائیں کیسی
اب اچھوتا ترا انداز ستم بھی نہ رہا
آنکھیں پتھرا گئیں اور ڈھل گیا منکا بیدم
عیسیٰ جب آئے کہ بیمار میں دم بھی نہ رہا



گھر میں رہی نہ گھر کی بات روزن در کو کیا کہوں
کہہ لگ گیا ان پہ حال دل دیدۂ تر کو کیا کہوں

گم تھا خیال ما و من تھیں شب وصال میں
صبح دلا دی ان کو یاد مرغ سحر کو کیا کہوں

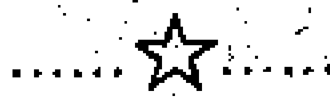
قہر کہوں بلا کہوں فتنۂ حشر زا کہوں
تیغ ادا کو کیا کہوں تیر نظر کو کیا کہوں

چلتے ہوئے لگا کے آگ خرمن عقل وہوش میں
بجلی کا کام کر گئی ان کی نظر کو کیا کہوں

وعدۂ حشر کر کے آپ جاتے ہیں جایئے مگر
یہ تو بتاتے جائیں درد جگر کو کیا کہوں

سارے جہان کے خوبرو تیری قسم ترے سوا
کھبتے نہیں نگاہ میں اپنی نظر کو کیا کہوں

بیدمؔ خستہ دل کو روز مارے بھی اور جلائے بھی
سحر کہوں کہ معجزہ ایسی نظر کو کیا کہوں



سہرا

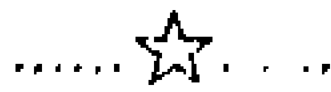
اندہامالن نے تو اک دھوم پڑی سہرے کی
گویا نو روز ہے ایک ایک گھڑی سہرے کی

سر اُٹھا مالنیں نوشاہ کے قدموں سے یہ کیوں
یا خدا کون سی مشکل ہے اڑی سہرے کی

پیارے نوشاہ ترے پھول سے رخساروں پر
لہریں لیتی ہے مسرت سے لڑی سہرے کی

نظر بد سے بچانے کیلیے دولہا کو
ہو گئی بیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی

دیکھنے کیلیے موسیٰ کی نظر ہو بیدمؔ
مثلِ طور ہے ایک ایک لڑی سہرے کی



پردہ داری کے عوض بدنام و رسوا کر دیا
اے خیال یار کیا کرنا تھا اور کیا کر دیا

خوب بیمار محبت کا مداوا کر دیا
مار ڈالا پھر بھی کہتے ہو کہ اچھا کر دیا

ان کو سکتہ ہو گیا کیسا اشارہ کر دیا
اے نگاہ یاس آخر تو نے یہ کیا کر دیا

سینکڑوں کو راہ پر لائے ترے کھوئے ہوئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ایک ساغر میں کیا ساقی نے زاہد کو غلام
سرِ واک چھینٹے ہی میں بازار تقویٰ کر دیا

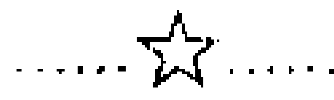
پوچھتے ہو تو کہے دیتا ہوں کس نے جان لی
پھر نہ یہ کہنا کہ تو نے راز افشا کر دیا

ان کے جاتے ہی بیابان کی طرف جانے کو تھے
صدقے اس وحشت کے جس نے گھر کو صحرا کر دیا

مرحبا اے جلوۂ دیدار کیا کہنا ترا
دیکھنے والے کی آنکھوں کو تماشا کر دیا

حیرت افزا ہیں یہ حسن و عشق کی نیرنگیاں
لیلیٰ کو مجنوں کیا مجنوں کو لیلیٰ کر دیا

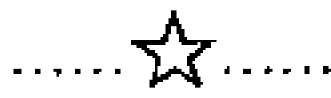
اک تری چشم کرم نے ساقی بندہ نواز
ذرہ کو خورشید اور قطرہ کو دریا کر دیا
یہ کیا فرقت میں ان کی یاد نے آ کر سلوک
بیٹھے بٹھائے جگر میں درد پیدا کر دیا
آنکھوں ہی آنکھوں میں بیدمؔ کہہ گئے ہم حالِ دل
پردے ہی پردے میں اظہار تمنا کر دیا



یاد کر لیتے ہیں ہم کو بادہ کش ہر جام پر
آج تک مے چھڑ کی جاتی ہے ہمارے نام پر
سر کو چکر آتے ہیں ساقی خیال جام پر
اشک بھر آتے ہیں آنکھوں میں گھٹا کے نام پر
ٹھن گئی ہے آج وہ چپ ہوں نہ میں خاموش ہوں
میں دعاؤں پر تلا ہوں اور وہ دشنام پر
دل کے آ جانے کو ہم سمجھے پیام موت ہے
ابتدائے عشق میں پہنچی نظر انجام پر

آپ کیا جانیں کٹے کس طرح ایام فراق
آپ کیوں پوچھیں کہ کیا بیتی دل نا کام پر
جھومتی ہیں ڈالیاں گلشن میں ان کو دیکھ کر
پھول صدقے ہو رہے ہیں عارض گلفام پر
کیوں نقاب رخ الٹ کر کر دیا محشر بپا
خیر تو ہے کیوں تلے بیٹھے ہو قتل عام پر
صدقے ان کے عارض گلگوں کے نور صبح وصل
ہجر کی راتیں تصدق زلف عنبر فام پر
واہ ری قسمت کہ جب پہنچا یہاں تک دوسرے
کہہ دیا شیشے نے کچھ سر رکھ کے دوش جام پر
اب کہو کیوں کر بچے صیاد سے بلبل غریب
پھول بکھرائے ہوئے بیٹھا ہے ظالم دام پر
ماند ہو جائے ابھی ساری تجلی چاند کی
وہ ذرا بن ٹھن کے آ بیٹھیں جو اپنے بام پر
ہم خمار آلودگان عشق کا مذہب ہی کیا
نذر ساقی کر چکے دیر و حرم اک جام پر

خاک ہونے پر بھی تو برباد ہی رکھا مجھے
قہر ٹوٹے یا الٰہی گردش ایام پر
آپ تو خوش ہو گئے برپا کے غیروں کی مراد
خیر جو گزری سو گزری عاشق ناکام پر
بیدمؔ اب اللہ حافظ ہے تمہاری جان کا
منحصر ہے زندگی جب نامہ و پیغام پر



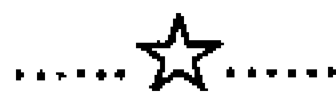
چار بیت رامپوری

اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں
دل کے ہوئے دو ٹکڑے جب چار ہوئیں آنکھیں
اس رخ نے بنایا ہے آئینہ حیرانی
اس زلف نے بخشا ہے اسباب پریشانی
جس نے کیا دیوانہ وہ چال ہے مستانی
اس بت کی مرے حق میں تلوار ہوئیں آنکھیں
اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

سب لخت جگر میرے اشکوں میں بہا بیٹھیں
اسرار نہانی کو لوگوں میں گنوا بیٹھیں
بے پوچھے مرے رخت ہستی کو لٹا بیٹھیں
گویا کہ مرے گھر کی مختار ہوئیں آنکھیں
اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

فرقت میں قسم کھا کر راتوں کا گیا سونا
ہر دم کا بلکنا ہے دن رات کا ہے رونا
سامان ہیں مرنے کے اس بت کا جدا ہونا
ہر وقت کے رونے سے بیکار ہوئیں آنکھیں
اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں

عالم سے نرالا ہے ساقی ترا میخانہ
بیہوشوں میں ہشیاری ہشیار ہے مستانہ
بے ساغر و بے شیشہ بے بادۂ و پیمانہ
متوالا ہوا بیدمؔ سرشار ہوئیں آنکھیں
اچھا انہیں دیکھا تھا بیمار ہوئیں آنکھیں



تضمین نعتیہ برغزل حضرت جامی علیہ الرحمۃ

اے عین کمال با کمالی
اے زینت بزم بے مثالی
اے شان جمیل و ہم جمالی
اے مظہر حسنِ لا یزالی
مرآت جمال ذوالجلالی

باخاطر ریش و خستہ حالی
در پر ہے کھڑا ترے سوالی
للہ نہ پھیر اس کو خالی
اے مظہر حسن لایزالی
مرآت جمال ذوالجلالی

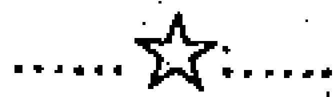
تم سے نہ ہو جب مراد حاصل
پھر جائے کہاں تمہارا سائل
اے مہر عطاء و ماہ کامل
در شان کمال تست نازل

آیاتِ مکارم و معالی

واللیل ہے زلف کا اشارہ
والشمس ہے رخ کا استعارا
شاہا مل کا جمال آرا
انوار تجلی قدم را
رخسار تو احسن المجالی

آزاد کہاں کہاں یہ پابند
ناکارہ کہاں کہاں ہنر مند
اے ساقی مجلس خداوند
احرام حریم تو نہ بند ند
جز درو کشان لاؤ بالی

بیدمؔ ہے جو کچھ مرا تو رہا
مایل بریا ہے یا تقضع
پر ذات ہے اس کی ہے توقع
جامی بو ظالف تزرع
مشغول بو و علی التوالی



تضمین بر غزل مولانا شافی

یہ کیا سنتے ہی ہم چپ ہو گئے یوں صورت سوسن
شمیم زلف نے یہ کس کی آ کر ڈال دی الجھن
یہ خون رلوا رہی ہے ہم سے کس کی سرگین چتون
نگاہ کیست ایں یارب کہ آتش زد بجان من
برنگ برق خاطف سوخت مشت استخوان من

ہر آس و حسرت و حرمان سے ہے آبادی غربت
سراپا غم کی صورت بن گئی ہے شادی غربت
مدد کا وقت ہے اے خضر منزل ہادی غربت
فتادم بیکس و بے آشنا در وادی غربت
جدا شد ہر یکے از ہمرہان و مہربان من

خیال زلف میں جب بیٹھے بیٹھے جی مرا الجھا
تو پڑھ کر دم کیا سینے پہ واللیل اذا یغشٰی
بسر کی دشت غربت میں پوچھو نہ کس طرح شاہا
جز آہ آتشیں و گریہ ہائے نشیب جاشا

نیاید کس برائے پرسش سوز نہان من
احبا تو گئے سب کہہ کے اللہ حافظ و ناصر
مدد کر جذب دل اپنے ثبات عزم کے
اندھیری رات ریگستان میں تنہا کیا کروں آخر
نہ آواز جرس نے نقش پائے ہر دکن ظلم
کہ نیاید نشان یارب نام ونشان من
مری غربت پہ خون روتی ہے بیدمؔ بیکسی میری
اداسی دیکھ کر سکتے میں ہے آزردگی میری
غریق بحر اندوہ و الم ہے زندگی میری
مدد یا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری
امیر کشور عرفان شہ ہندوستان من

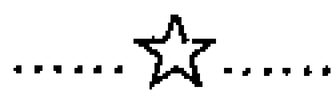
......☆......

تضمین

سورہ واللیل ہے زلف معنبر سر بسر
پڑھ لیا والشمس رخساروں پہ جب ڈالی نظر

اے سراپا نور کی صورت مرے رشک قمر
مصحف روئے تو مارا ہست قرآن دِگر
عاشقان رادین دیگر ہست ایمان دگر

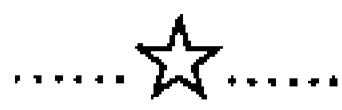
آنکھیں دکھلا کر کے بیدؔ کی ہیں جس نے کی صف
طایرِ ایمان ہے تیر نانکا جس کی ہدف
اے زہے قسمت کہ اب آتا ہے وہ میری طرف
لغزش مستانہ در رفتار و جام می بکف
رخصت اے تقویٰ کہ یارآید بسامان دِگر



تضمین

میں کیا بتاؤں کہ تم کیا ہو یا حبیب اللہ
حسین جمیل ملیح دو جیہہ ظلِ اللہ
جو بدر چہرہ تو واللیل ہے یہ زلف سیاہ
خطت کلام کلیم رخت کلام اللہ
چہ خطہ رخ چہ جبین لا الٰہ الا اللہ

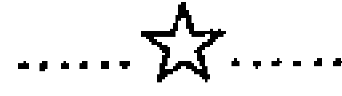
چھٹے گا ہم سے نہ تاحشر گوشہ مشہد
کہ جان دے کے یہ پائی ہے دولت سرمد
عبث علاج میں بیدم کے ہے یہ جدوکد
قتیل خنجر عشق تو برنمی خیزد
اگر مسیح بگوید کہ قم باذن اللہ



تضمین دیگر

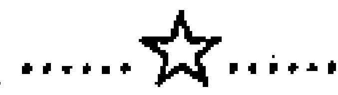
ہر اک اہل دل آج با چشم پرنم
یہ کہتا تھا بکتے ہیں بازا میں ہم
جو تو مشتری ہو تو اے جان عالم
بنوک سنانت جگر میفرو شم
بہ تیغ ادائے تو سر می فروشم
سنو جب نہ بیدم کی تم بندہ پرور
تو پھر کہیے کس سے کہے دل کی جا کر
کہاں جائے اب چھوڑ کر آپ کا در

اسیری زپرواز گلزار بہتر
بکنج قفس بال و پر می فروشم



تضمین دیگر

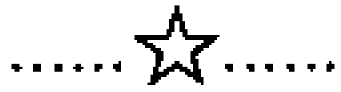
اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی
انہیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی
مگر کسی سے نہ کی تھی جو میرے ساتھ میں کی
درون سینۂ من زخم بے نشان زوئی
بجیر تم کہ عجب تیر بیکمان زوئی
حریم خاص کے پردوں کو تھام کر بیدمؔ
عجب درد سے کرتا ہے نالۂ پر غم
فغان یہ ہے کہ حبیبی و سید عالم
کجا روم بکہ گویم بگوچہ چارہ کنم
کہ تیر عشق مرا اندرون جان زوئی



تضمین دیگر

وہ مہ جبیں خدا کے حبیب خاص نبیؐ
وہ ہاشمی و قریشی جوان مطلبی
وہ جن کو دیکھ کے موسیٰ کو تاب ہی نہ رہی
ربودعقل و دلم راجمال آن عربی
ورون غمزہ مستش ہزار بوالعجبی

کہیں سنی نہیں سر جوش ایسی مے خواجہ
پلائے جام مجھے جس کے پے یہ پے خواجہ
حواس و ہوش اڑا لے گئی وہ شے خواجہ
ہزار علم و ادب داشتم من اے خواجہ
کنون کہ مست و خرابم صلائے بے ادبی



تضمین بر رباعی حضرت مولانا فضیحت شاہ صاحب وارثی بازید پوری قدس اللہ

دل سرائے تو یارسولؐ اللہ
دیدہ جائے تو یارسولؐ اللہ
جان فدائے تو یارسولؐ اللہ
من گدائے تو یارسولؐ اللہ
خاکپائے تو یارسولؐ اللہ

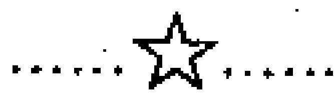
خستہ و پرالم فضیحت تو
بیدم و بیدلم فضیحت تو
تفتہ دل چشم نم فضیحت تو
امت عاصیم فضیحت تو
مبتلائے تو یارسولؐ اللہ

کنون کہ مست و خرابم صلائے بے ادبی

......☆......

تضمین دیگر

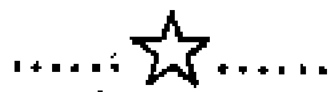
چلے تھے یوں تو دل ناتواں پہ وار کئی
مگر نگاہوں کی برچھی جگر کے پار گئی
ستم تو یہ ہے کہ دل کے ساتھ اور نئی
درون سینہ من زخم بے نشان دوئی
بحیر تم کہ عجب تیر بیکمان زوئی
کراہتا ہے کچھ اس درد سے دل پر غم
کہ آہ آہ کے نالوں سے تنگ ہے بیدمؔ
مقام رحم ہے اے رشک عیسیٰ مریم
کجا روم بکہ گویم بگوچہ چارہ کنم
کہ تیر عشق مرا اندرون جان زوئی



تضمین دیگر

یہ مستانہ روش بھولے ہوئے بالائی و پستی
ارے ایسی بھی ہوتی ہے کسی کو پی کے بدمستی
سنی تھی اور نہ دیکھی تھی کبھی ایسی زبردستی
گرفتی شیشۂ دل را شکستی رضتی
صدا ہا می شنیدم جا بجا انداختی رفتی

تری الفت کے پردے میں نہاں ہیں کلفتیں بے حد
ملا کر خاک میں بیدمؔ کو بیٹھا ہے سر صرف
ابھی بھولے نہیں ہم قصہ منصور اور سرمد
محبت ایں چنیں عشق نوازی ایں چنیں
زدی کشتی شکستی ریختی انداختی رفتی



حضرت بیدمؔ وارثی کے کلام کو اُردو زبان اور ہندی زبان میں وہی فوقیت حاصل ہے جو دورِ آخر میں حضرت مولانا حاجی وارث علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو اپنے عصر کے فقراء و مشائخ پر حاصل تھی۔

آئندہ زمانہ میں اُردو زبان بحیثیت زبان کے جس قدر ترقی کرے گی اس میں غالب و ذوق وغیرہ کے چرچے بھی ترقی کریں گے کہ وہ اُردو شاعری کے روح و رواں تھے لیکن کلامِ بیدمؔ اُردو میں روحانی جان پیدا ہو گئی۔ اس لئے میں کلامِ بیدمؔ کا وجود کائنات میں دل سے خیر مقدم کرتا ہوں، دماغ سے خیر مقدم کرتا ہوں اور روح سے خیر مقدم کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ بیدمؔ تخلص ہی پورا کلام ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تخلص کی تفسیر و تشریح ہے اور جب تک اُردو کے دم میں دم باقی ہے، کلامِ بیدمؔ ہمیشہ باقی رہے گا۔

حسن نظامی دہلوی

خزینۂ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور
فون: 37211468-37314169